

Osmania University Library

Call No ۹۵۵ ی ۹۶۳

Accession No. ۴-۱۱۶۱۲

Author

س - ن

فہرست سراج الدین طالب

Title

نظام علی خان سوانح : زندگی کا تذکرہ -

This book should be returned on or before the date last marked below

سیکسٹھ ویں صدی کے مشہور

نظام علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

— (کے) —

سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

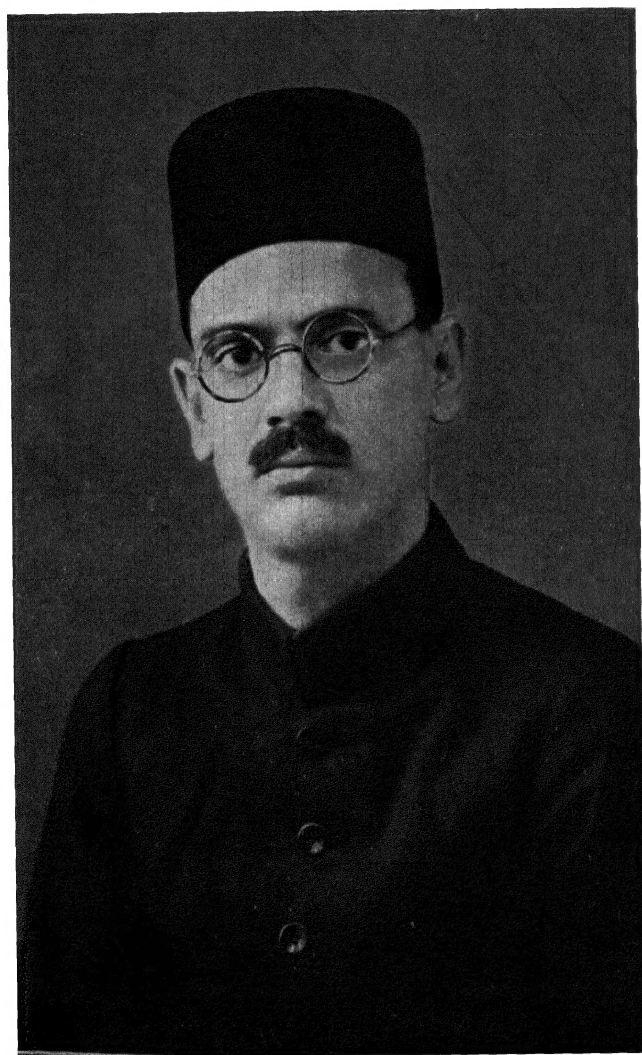
— (مؤلف) —

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۴ء

جملہ حقوق محفوظ

مطبعة محمد بن الاسلام پریس حیدرآباد دکن



محمد سر اج الدين طالب

اِتِّسَابُ

نِظَامِ عَلِی خَانِ

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں
ان کے نام سے منسوب کر کے دُعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جو ارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبولِ عام

محمد نسراج الدین طالب

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیا کی ترتیب دو حصوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو ان واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیا کی سلطنت پر ممکن ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات۔ دوسرے حصہ میں لکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبل ازین شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ جو عقاربند کرام کے خط میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ دوران سلطنت میں نظام علیا کی طرف سے جو کام ہوئے ہیں ان میں اختیاری کی ہیں ایک تو وہ جو کرن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو اس کے بعد جاری ہوئی۔ مدارالمہامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطہ نظر سے اس عہد کے دو دور ہو جاتے ہیں۔ اسی امتیاز کے لئے اس حصہ کو علاحدہ علاحدہ دو ادوار میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں عسکری و مطبوعہ و مشائخ شدہ کتب کے مخطوطات و ان سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دسترس پہنچا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی تھی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اوڈگیر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اوڈگیر کے سلسلہ میں دیکھانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت ہمدست ہوئی اس لئے اس کو اس حصہ میں داخل کر دیا گیا۔

پرنٹنگ و پبلیشنگ رابادون
محمد محمود صاحب

مؤلف مکرمین
محمد سراج الدین صاحب

انہارِ امتنان

بڑی نا انصافی اور احسان فراموشی ہوگی اگر ان اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی وجہ کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجوہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابل ذکر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر ہیں جنہوں نے اپنی علم دوستی سے فراخ حوصلگی کے ساتھ اپنے بیش بہا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ جناب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص غنایت و کرم سے دفترِ انفا و مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے مآخذات و معلومات میں ایک مقبول اضافہ کا باعث ہوئے۔

آخر میں میں اپنے عزیز برادر غفراد نور اللہ محمد صاحب نوری کی اس محنت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو دورانِ طباعت انھوں نے کاپیوں کی تصحیح اور پروف خوانی اٹھائی ہے۔

محرمہ راج الیزر طالب

عَلَمِیَّات

فارسی اُردو

انگریزی

۱	تاریخ طغره	۱	اُورفیت فل الاثی دی نظام
۲	تذکرہ نزل	۲	دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳	تورک آصفیہ	۳	دی نظام (برگس)
۴	حدائقہ العالم	۴	ڈیپاچیس آف ویلنٹی (آریم مارٹن)
۵	خزانہ عارفہ	۵	فارش سلگ شنس (مرٹھا سیریز)
۶	سلطنت خداداد (اردو)	۶	میمواریز اینڈ کرکس ہانڈل آف مارکویس ویلنٹی (آر۔ آر۔ پیرس)
۷	سوانح دکن	۷	نظام طلسم کے شنس وٹ مرٹھاس (قاسم علی جیل لال)
۸	فیوضات سبحانی	۸	ہسٹری آف دی مرٹھاس
۹	گلزار آصفیہ	۹	ہسٹری آف دی مرٹھاس پیل
۱۰	ماثر آصفی	۱۰	ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۱	میسر عالم (اردو)	۱۱	ہسٹری آف مٹری ٹرانڈیکٹ شنس آف دی برٹش
۱۲	نشان حیدی		نے شن این باغستان
		۱۲	ہسٹری آف دی مدراس آرمی
		۱۳	ہسٹری آف دی بنگال ہارڈنری
		۱۴	ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیس مل)
		۱۵	ہسٹری آف انڈیا (مارشس مین)

فہرست مضامین نظام علی خان

حصہ دوم

صفحہ	دور اول	صفحہ	دور دوم
۱	پیشوا پر فوج کشی	۱	نظام علیخان کا تہیہ ادھونی کی جانب
۱	مادھورا و پیشوا اور اس کے چچکے مابین	۱۷	بسات جنگ کی جملہ
۱	خانہ جنگی اور اس کے اسباب	۱۸	حصول اقتدار ریاست کے لئے بسات جنگ کے عمل
۲	مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخان کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ	۹	فرانسیسیوں کے تعلقات بسات جنگ کے ساتھ
۲	نظام علیخان اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب	۱۰	بسات جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ
۲	پونہ کی تباہی	۱۱	بسات جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات
۲	جنگ راکسن بھون	۲۳	ریاست میں خیریل ہونا۔
۵	موسیٰ خان رکن الدولہ کا میدان جنگ کے قریب	۱۲	صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق
۶	خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب	۲۵	مورخین کا بیان
۱۲		۱۳	بسات جنگ کو صلابت جنگ کی وفا کی اطلاع پر بیگانگی
۱۲		۲۶	بسات جنگ پر نظام علیخان کی فوج کشی

صفحہ ۲۰

۲۳ کے ساتھ سے پہلا مصلوبہ

۲۴ ۱۶۶۷ء کے معاہدات کے اثرات و نتائج

۲۳ جنگ میسور

۲۵ ۱۷۸۲ء کی جنگ میسور کی ابتدا اور نتائج

۲۳ نظام علیاں کی شرکت کا سبب

۲۶ نظام علیاں کا اتحاد حیدر علیاں سے

۲۷ نظام علیاں اور حیدر علیاں کے باہمی اتحاد

۲۸ قیام کے بعد انگریزی فوج کی مددگی۔

۲۸ حیدر علیاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی

۵۱ خیالات کا اظہار اور ان فوج کے مہم نظارہ

۲۹ حیدر علیاں محفوظ خان اور نظام علیاں کے

۵۳ مابین تکمیل تہذیبہ اور اس کے شرائط۔

۳۰ ٹیمپو سلطان کا بندگان عالی کی خدمت میں حاضر

۵۵ ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیاں کی شک و شبہات

۳۱ حیدر علیاں کا خط گورنر مدراس کے نام

۵۸ جنگ کاما اور ترنا ملی پروفین کے مقابلے

۳۳ رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیاں کی فوج کا

۶۲ تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس پر حملہ

۳۴ ٹیمپو سلطان سے واپس آنے کے بعد نظام علیاں کی

نظام علیاں کرناٹک میں

۱۵ چند ربدن اور جہیار کا قصہ عشق اور ان

۲۸ دونوں کی قبر کی زیارت

۱۶ نظام علیاں کے آنے کی اطلاع پر نواب

۲۹ کرناٹک کا مدراس چلا جانا

کرناٹک سے نظام علیاں کی واپسی

۱۷ کرناٹک سے واپسی کا راستہ

۱۸ نظام علیاں کا حیدر آباد واپس آکر انتظام

۳۲ ریاست میں منہمک ہونا۔

۱۹ محکمہ نگہ بیکار کا طرز عمل اور اس کا اثر

۳۳ رکن الدولہ پر

۳۴ راجہ ناگپور پر حملہ

۲۰ جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا

۲۱ صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندکانغا کی

۳۵ اور ضیافت کے بعد واپسی۔

۲۲ گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکمہ نگہ

۳۶ پیشکار کا قتل۔

۳۹ ریاست میں انگریزوں کی خلیت

سرکار شاہی پر انگریزوں کا تصوف اور نظام علیاں

پیشوا بننا اور رگنہ راڈ کی سانش سے امانا ۹۵

۲۸ رگنہ راڈ پیشوا کا مالک محروسہ پر حملہ ۹۶

۲۹ نقشہ صف ہائے جنگ بیدر ۹۷

۵۰ شاہ تجلی کا جواب اور اس کی تعبیر ۹۸

۵۱ ناراین راڈ کے قتل کے انتقام میں نظام علیا

کی شرکت ۱۰۳

۱۰۶ قتل دیوان رکن الدولہ

دور دور

۱۲۱ قائم مقامی رکن الدولہ

۵۲ افواج پانیکاد کی ابتداء

۵۳ غلام سید خاں اربط جادہ کی اوسہ سے حضور

میں باریابی اور عزت دیوانی سے کا تعلق ۱۲۲

۵۴ سکوت کی تیویج اور اس کے خلاف حکام

۵۵ مدراس گورنمنٹ کے سیر مشربانڈ کا ورد

۱۲۵ حیدر آباد میں اور تصنیف طلب سائل پر گفت و شنید

۱۳۰ جنگ نزل

۵۶ جنگ نزل اور اس کے اسباب

۵۷ نقشہ صفوں جنگ ۱۱۹۵

۱۳۱ اتحاد پیشوا و نظام علیا

۶۶

۳۵ رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیا کی سمت

۶۸ شریک جنگ ہونا اور شکست پانا

۳۶ حیدر علیا اور رکن الدولہ میں اختلاف

۳۷ انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جینی

۳۸ رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں

ان کی آویختگی ۷۵

۲۹ تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط

۴۰ مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تخت کا

گورنر مدراس و نظام علیا کے مابین تبادلہ

۸۲ راجہ ناگپور پر کرر حملہ

۴۱ راجہ ناگپور پر کرر حملہ اور اس کی وجہ

۴۲ صلح نامہ کے پاس کی تکمیل اور اس میں بیعت

۸۵ آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر

۴۳ بلوہ حیدر آباد کا پائے تخت واپس دیا جانا

۴۴ نماز استقامت اور شدت بارش سے طینانی

۴۵ باقیہ کی اعلیٰ کا تماشہ

۴۶ رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو

۴۷ مادہ و راڈ پیشوا کے بعد ناراین راڈ کا

۱۷۹ نقشہ صنوف افواج و مشہد جنگ کھڑلہ

۱۸۱ کھڑلے کی جنگ میں نظام علیا کی شکست و کلب

۱۸۲ صلح نامہ کھڑلہ کے مشروط

۱۸۳ انگریزی فوج کی برطرفی

۱۸۶ انگریزوں سے نظام علیا کی ناراضی

۱۸۶ نظام علیا کے فرزند اکبر علیا کا خروج

۱۸۷ انگریزی فوج کی کریمپوری

۱۸۷ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ و علیا کا

۱۸۷ سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا

۱۹۰ پیشوا سے استرداد ملک

۱۹۱ پیشوا سوانی مادھو راؤ کا انتقال اور ان کی

۱۹۱ قائم مقامی کے جگڑے

۱۹۱ پیشوا کی قائم مقامی کے جگڑے میں اسلوبا

۱۹۲ کی حکمت عملی اور ان کی خصلی

۱۹۴ نانا پھر نویس کے منصوبوں کی تکمیل

۱۹۷ عہد نامہ جھاڑ کی تعمیل

۲۰۱ جنگ میسور ۱۸۱۳ء

۲۰۳ عہد نامہ امدادی کی تکمیل

۲۰۳ عہد نامہ کی تکمیل کی فوج پر سکندریا کی

۵۸ یو سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام

اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت

۱۳۱ صلح نامہ ایت گیر کھڑلے پانا۔

۱۳۷ قلعہ یاد اچی کا محاصرہ

۱۳۸ قلعہ ادھونی کا محاصرہ

۱۵۰ قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ

۱۵۱ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام

۱۵۳ سفارت جان کھاو

۱۵۶ ۲۰۳ کا جشن بآلگہ

۱۵۸ سفارت منجا میو سلطان

۱۶۱ معاہدہ نظام علیا کی پنی انگریزی

۱۶۷ جنگ میسور ۱۷۹۲ء

۱۶۷ جنگ کھڑلہ

۱۶۷ کھڑلے کی جنگ کے اسباب

۲۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی مدد

۲۶ نظام علیا کے خلاف راجہ سندھیا کی

۱۷۵ یو سلطان سے ریشہ دوانی

۲۷ نظام علیا کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ

۲۸ جنگ کی تفصیل

صفحہ ۲۰۵	میں استاد کی شرط اور اس کے اسباب
۸۲	فرانسیسی فوج کی برطانیہ تحت معاہدہ ۱۱۹۸ء ۱۲۱۳ء
۸۳	وجہ تحریک اور اعلان جنگ
۸۴	حالات جنگ اور شہادت میو سلطان
۲۱۸	تقسیم ملک میسور
۸۵	میر عالم کی خدمت و کالت علیحدگی اور اس کے
۲۲۹	اسباب اور خدمت و کالت کا انضمام یو آئی بی
۲۲۰	انتقال نظام علی خاں
۸۶	نظام علی خاں کا انتقال اور ان کا مدفن
۲۳۱	ازواج و اولاد نظام علی خاں
۲۳۲	عمارت
صفحہ ۲۳۲	ضمیمہ الف
۲۳۵	ضمیمہ ب
۲۴۰	ضمیمہ ج
۲۴۳	ضمیمہ د
۲۴۷	ضمیمہ ہ
۲۵۳	ضمیمہ و
۲۶۶	اشاریہ حصہ اول
۲۸۱	اشاریہ حصہ دوم

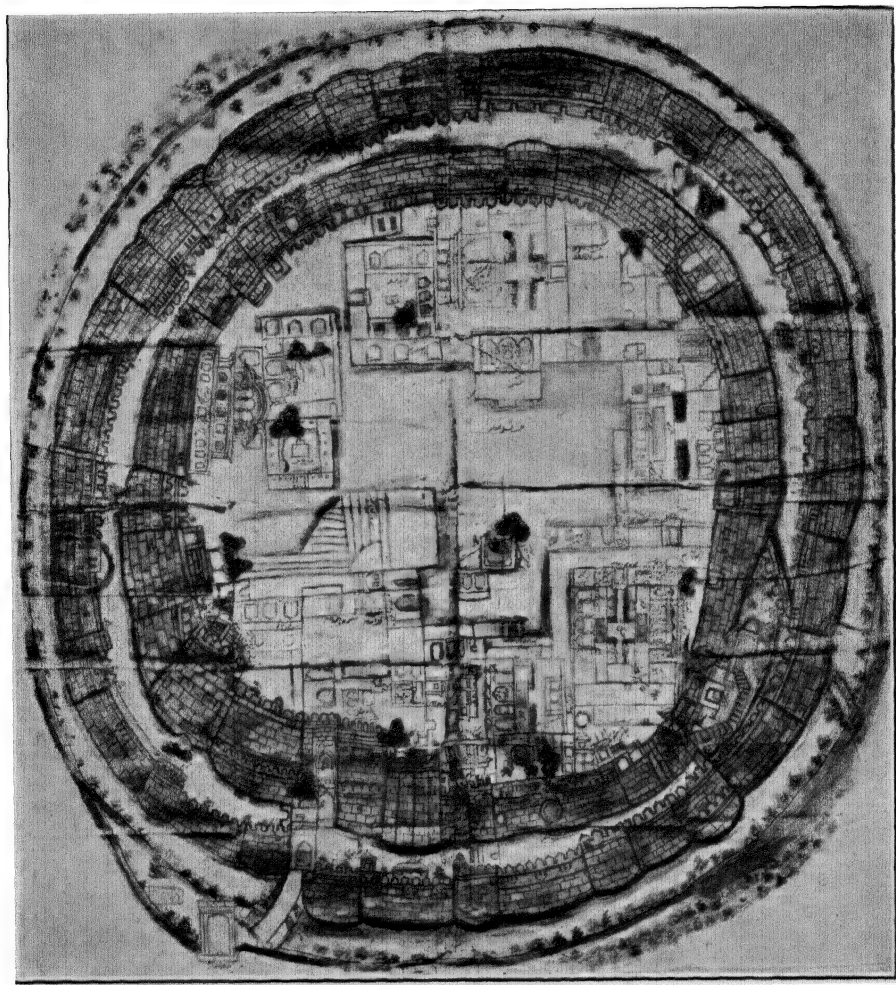
فہرست تصاویر

۱	تصویر مولف	۲۰۲
۲	تصویر قلعہ اودگیر	۱۹۴
۳	تصویر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی	۱۲۴
۴	تصویر رکن الدولہ	۱۲۴
۵	نذر اور طو جاہ بن نظام علی خاں	۱۲۴
۶	اعظم الامراء اور طو جاہ	۱۹۴
۷	نظام علی خاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	۲۰۲

نظام علی خان

حصہ دوم

دورِ اول



قلعه اودگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظام علی خان

حصہ دوم پیشوا پر فوج کشی

مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب

صلابت جنگ کے منروی ہونے کے بعد نظام علیخان مستقل طور پر تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ابھی انتظامات ریاست کی طرف سے

متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علیخان اور مادھوراؤ پیشوا کے مابین صلح ہو گئی اور نو جوان پونہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رکھنا تھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست اپنا حصہ بھی ہے کیونکہ اب تک کمسن ہونے کے باعث اُس کی طرف سے اُس کا چچا یا کسی کاروبار انجام دیتا تھا۔ بھتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا یہی جھگڑے کی بنیاد ہے مگر اس جھگڑے کی بنیاد یہ بتائی ہے کہ مادھوراؤ کی والدہ گوہیکا بانی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا جس پر رکھنا تھ راؤ متوہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اُس کو ناگوار ہوتا تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھوراؤ نے رکھنا تھ راؤ کو

تقدیر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ راؤ ۳ صفر ۱۲۴۱ھ (۱۸۲۴ء) کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد خاں اورنگ آبادی نے اس طرح اس کے بے سرو سامان آنے کی خبر پائی تو ۱۲ صفر سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آٹنے سے مادھوراؤ کے طرفداروں میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علی خاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے متفق ہو گئے یہ ہے بیان آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کے کاروبار اپنے بغیر چل نہیں سکیں گے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد مادھوراؤ نے سدا شیو چمنا جی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت سنبھالو لیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اس کے بلکہ ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علی خاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ۔

جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے بنگالی سے اس کی امداد کرنے کے لئے معروضہ کیا جس پر خود بدولت نے

۱۔ یہ ابتدا میں لشکر خاں کی سرکاریں ایک باگیر تھا اور پھر چند سواروں کا جعبہ ہوا گیا اور اس کے بعد راجہ تریبہ نے تریبہ دار الہامی کے زمانے میں امدت کے تہ کی پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ تھا لیکن ہیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یقین کیا جاسکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے پیشتر یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ رہا تھا صاحب خزائنہ عامرہ نے اس کے متعلق صرف یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں ”محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کے اعزہ و نوکرانہ آصفیہ خانی است و بہ استقامت غنیم از نو بانی و بورد و را و رنگ آبا۔ اقامت داشت“ اس سے بھی اس کا صوبہ دار ہونا ثابت نہیں ہے۔ ۲۔

احکام اعانت صادر فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس آباد
نظام علیخاں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرہٹہ لڑائیوں میں
انھوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوئی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پونا
روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پر حملہ
کر دیا۔ مادھوراؤ نے دورانہ بندی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب نوزک آصفیہ
کہتا ہے کہ بند گانغالی اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریائے بھیمرا کے کنارے ٹکرائیں
مادھوراؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھہر گیا طغیانی کی وجہ
عرصہ تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں تعویق ہو گئی اس دوران میں مراد خان ایک رائے
اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خفیہ طور پر مادھوراؤ کے ڈیرے میں داخل ہو گیا
اور اس کو دستگیر کر کے اپنی قیام گاہ پر لایا اور دوسرے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا کر
دونوں چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب نوزک آصفیہ کو یہ واقعہ
کس ذریعہ سے معلوم ہوا۔ غلام علی آزاد بلگرامی جو اس عہد کے بڑے مورخ ہیں اور تقریباً اس
زمانہ کی ہر جنگ میں شریک بھی ہے اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ادھر رگھناتھ راؤ
اورنگ آباد سے نکل کر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر مادھوراؤ نے پونہ سے احمد نگر کا رخ کیا

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۱۱۷۱ھ (م ۲۴- اکتوبر ۱۷۵۷ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا ملنا ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہو گیا اور امان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہو گئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیاں کے امراء نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرا دی ہو۔

اس موقع پر نظام علیاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہو گئی ہے یہ اطلاع پا کر بندگانِ عالی نے پیہر گاہوں میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی بعد ۱۰ ماہِ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانیں سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بندگانِ عالی کی خدمت میں چپاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعہ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ دارانِ بندگانِ عالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈن یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعہ دولت آباد سیونی، اسیر گڑھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جو ۱۱۷۱ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیاں کو دیگا اور خزانہ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعہ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصہ ملک کے اس عہد نامہ کی رو سے نظام علیاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانہ عامرہ کی عبارت سے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

”رگھناتھ راؤ ملک پنجاہ لک روپیہ قلعہ دولت آباد در جلد دیں

اعانت بنواب آصف جاہ گزرا نید و اسناد مرتب کردہ ہو کلا و سرکا

حوالہ نمود۔“

نظام علیجاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب۔	اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہو کر رگھناتھ راؤ اپنے ملک انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر
---	---

جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے

وہ مرج کی طرف بڑھتا کوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیجاں کے دیوان

پر تاب و نت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے

ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قائم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں

کو سُرخ روئی بھی ہوئی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پر تاب و نت نے

کوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھیرے تو نظام علیجاں سے

مدد حاصل کر لے۔ اور نظام علیجاں کو اگسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے یہ

موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستارہ (جو اس زمانے میں نابالغ تھا)

کی ولیہ تارا بائی کا انتقال ہو گیا تو خدمت ولایت تقرر طلب قرار پائی جس پر پر تاب و نت نے

لے خزانہ عامہ صفحہ ۷۲۔ ۷۱ سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی قوت نہ پاؤ

ہوئی تو وہ سیواجی کی اولاد کو برائے نام راجہ بنا کر ستارہ میں گدی نشین کرتے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۱

ایک طرف جانوجی بھونسلا (راجہ ناگپور) کو اس خدمت کا مدعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیخاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولاپور سے مرسلت کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح پیشوا مادھو راؤ اور اس کے چچا رگھناتھ راؤ کے خلاف نظام علیخاں کے دیوان نے گوپال راؤ پیٹ وردھن کے علاوہ جانوجی بھونسلا اور کولاپور کے راجہ کی ولیہ کو بھی اکسایا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً موراہ پٹھنویس، سدیشور امچندر، فرزند امچندر شیونی، بھون راؤ مغزول پریتی ندھی) بندگانعالی سے آئے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہو گئی۔ صرف لہار راؤ ہو کر اور دواجی گیکوٹا رگھناتھ راؤ کے ساتھ رہے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اس نے مقابلہ کو مناسب تصور نہ کیا اور نظام علیخاں کی فوج کے بازو بازو سے آگے نکل گیا اور اورنگ آباد پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ بندگانعالی اس کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلا اور جانوجی بھونسلا کے علاقہ میں داخل ہو کر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کر دیا جب وہاں نظام علیخاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ منگلی پٹن چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہو کر لوٹ مار مچا دی۔ نظام علیخاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدر آباد کا رخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے ہتھوڑا کم ہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کر دیا جائے اور اسی غرض سے وہ سید چاچو ناروانہ ہوئے۔

لے گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مخطوطات میں ہیں اور راجہ کولاپور سے حاصل ہوئے ہیں یہ سنبھاجی کی بیوہ جی جیانی کے موصوفہ میں جو اپنے تہی لڑکے سیواجی نامی کی نابالغی کے زمانے میں اس کی ولیہ تھی۔

پونہ کی تباہی | گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ جب پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آ رہی ہے تو اکثر

اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تاحدا مکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانگن کی پہاڑیوں میں جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دفر سنگٹھ بھی بھاگ گیا برہم جانوجی کا ایک عہدہ دار سہمی بابو اور ڈبہ اتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگٹھ کے دامن کا موضع جلاؤ بندگان عالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر کو سب وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مسمار کر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ دراصل راجہ پرتاب ننت اور جانوجی بھونسلا تھے اور یہ سبق نظام علیاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد محمد خان نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے ع آتش زد پونہ را سپاہ اسلام رگھناۃ حیدر آباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے محلہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپے بعنوان نعل ہا اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف لوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ ان مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے لاپ پر خفیہ طور سے جانوجی بھونسلا کو اپنا طر فدا کر لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی گرانٹ ڈف کا بیان ہے کہ رگھناۃ راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اس علاقہ سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیاں کو دیا جانے والا تھا بتیس لاکھ محاصل کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ ان سے

علحدہ ہو جائے چونکہ راجہ پرتاب دنت کے دوروہین سے اس کے توقعات تقریباً منقطع ہو گئے تھے اس لئے وہ رگھوناتھ راؤ کی طرف داری پر رضامند و آمادہ ہو گیا۔

جنگ راکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بند گانغالی پورندھر روانہ ہوئے اور دریائے بھیر کے کنارے تک تمام ملک روند ڈالا۔ اس حصہ ملک میں پہنچے تک موسم بارش آغاز ہو گیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدر میں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برابر بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور اعلیٰ حضرت کو اس کی خفیہ ساز باز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور غنیمت اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ رگھوناتھ راؤ بند گانغالی کے لشکر کے پیچھے آگئے حتیٰ کہ نظام علیچاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصہ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصہ فوج راجہ پرتاب کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پرکار ہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب دنت سے علحدہ ہو گیا اس تفرقہ سے خبردار ہو کر رگھوناتھ راؤ نے ۲۸ محرم ۱۱۷۳ھ (۸ اگست ۱۷۵۹ء) کو راجہ بہادر (پرتاب دنت) پر

اچانک حملہ کر دیا۔ جانیں کی فوجیں آپس میں گتھ گئیں معرکہ جہاں قتال گرم ہوا نظام علی خان کو اس حملہ کی خبر مہموی تو انھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہو گئے اثناء جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کر لیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تھارام ہری جو انردی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھوراؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑایا اس نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب دنت سے دلی عناد تھا) اپنے ایک قراول (آردلی) کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی مارے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قائم کر کے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب دنت کو کامیابی ہو۔ مراد خان کے آردلی نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نسلنے پر بیٹھی۔ پرتاب دنت کی روح پرواز کر گئی ہو لکر کے پٹھان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اتار کر نیرٹے پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے مآثر آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسم سے علیحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بھگدو گولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عمار پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

موسیٰ خان رکن الدولہ کابینہ
سے منسب ہوئے۔

مرہٹہ ماسکوتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیا کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریائیں کو دگر

دوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخر الذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ علیا

تھے جنہوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ

میدان جنگ سے کل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پٹنوا کے

مابین ہوئی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوئے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا

کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔

درآخالیہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے مراضع

اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ آسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے ولی نعمت

کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سؤظن کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیا سے

مخوف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انہوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے

کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں

نظام علیا نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی جنگ

قوم سے مدد لینا پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لجنہ ان

شیفٹ ابن لالہ مسارام فانی نے اپنی تصنیف آثار صغی میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ہم اس

کتاب کی اصل عبارت کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (احتشام جنگ کن الدولہ) کے پونا جانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔

”مراد خاں کہ باراجہ بہادر غنا دلی داشت رنگ جنگ و گروں

دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازیں محاربہ زندہ ماند نخلستی

او بتیشہ ناکامی قطع خواهد کرد در عین دارو گیر قراول خود را نشان

کرد کہ بلا تاحا بضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و مجروح

ریدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید شکریاں راز

ملاحظہ ایں حال قدم ثبات از جارت وقع مبدل شکست شد فوج

ہر اس غورہ تاب نارہ توپ و تیغ نیاورد بے اختیار خود را

در گنگ انداختہ غرق بحر فاشد مذکور ہے از تیغ و تیر شربت

چشیدند غرض عالمے تلف شد و اکثر ہا بہ اسیری آمدند و بعضی ہلاک

و متاع بدست غارتیاں دادہ آوارہ دشت اوبار شدہ جان خود

بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ یا ایک جاہلہ و دستار

از دست تاراج گراں پایہ پا خود را نزد حیدر یار خاں شیر جنگ

رسانید و ایں شیر جنگ پیش ازیں بدیوانی و کن سرفراز شدہ و مہر

صلابت جنگ مجدد اکنہ کنائیدہ بہ اتفاق رائے رایان و منہج لعل

وحید اللہ خان دیوان سرکار وچھمن راؤ کھنڈا کھنڈا جمع امور ہو
 بود و بعد آمدن بندگان عالی از ایلیگندل کنارہ از حضور نمودہ در پونہ
 می برد آمدن میر موسیٰ خاں بادو گوش و مینی ضمیمت پنداشتہ تبرضع
 تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔“

اس موقع پر چھمی ناراین شفیق نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر
 کیا ہے جنہوں نے اپنا مال و دولت غارت گردوں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے
 بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انہوں نے بیک جامہ و دستار تاراج
 کے ہاتھ سے کل کر اپنے آپ کو شیر جنگ کے پاس پہنچایا۔ اس سے مراد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ
 مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور غاصی بہا کر
 رہائی پائی اور اگر شرائط رہائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی
 نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اُسی زمانے میں اپنی تاریخِ ظفرہ لکھی ہے اور اس جنگ کے
 واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن نفوس
 ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کر دی ہے جس سے یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان کے
 عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ
 جس کی بنا پر ایک داروغہ ہر کارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کی ایک
 مومن کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم ہونا قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اس جنگ کا اطلاق کے بعد ہی نظام علیخاں اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں
 وہ غرہ صفر ۱۱۸۱ھ (۱۷۶۷ء) کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈفٹ یہ جنگ دو روز تک ہوتی
 رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کر کے نظام علیخاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا
 اور شہر کا محاصرہ کر لیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام معقول رکھا
 تھا۔ حملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ ہتھیار ڈال دیا گیا اور صلح ہو گئی۔ جس میں
 رگھناتھ راؤ نے نظام علیخاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انھوں نے اس کے بھتیجے
 مادھوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تحریک کی کہ
 اس علاقہ میں سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔
 بتیس لاکھ کا ملک جانوبی کو دیا جائے اور باقی نظام علیخاں کو۔ لیکن اس کے عہدہ داروں نے
 اس سے اتفاق نہ کیا اور اُس کو اس امر پر راضی کر لیا کہ بعض انیس لاکھ کے صرف دس لاکھ
 محاصل کا علاقہ بند گاندالی کو دیا جائے چنانچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے
 یہ بھی طے پایا کہ گویال راؤ پیٹ وردھن کو حسب سابق قلعہ مرج تقویض کر دیا جائے اس کی مکمل
 کے بعد بند گاندالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوئی دوران گفتگو میں انھوں نے جنگ
 راکس بھون کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب ومنت کی سؤ عملی پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ
 نے یہ اعتراف کیا کہ پیر گاؤں کی ہم میں جو کچھ مدد نظام علیخاں کی جانب سے اس کو دی گئی تھی
 وہ قابل اتنان تھی اور صلح نامہ کے بموجب کاغذات گزاشت پیش کئے اور جب جانوبی بھون
 کو اس کے کاغذات گزاشت دئے جانے لگے تو جہادیو راؤ نے جانوبی کو اس کی دغا بازی پر

بڑی اعنت ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی پر کرنالدو | راجہ پرتاب و نت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت
کی سرفرازی اور اس کا سبب | دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگان عالیٰ کو نظر
نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے
انھوں نے منوئی دیوان کے کمن پوتے جنماراجہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحب تیغ و خفہ کے
بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیرجنگ نظام علیاں کی آزدگی کی
وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدان جنگ سے کل کر پونہ میں ان کے
پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ
بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مرادخان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور گھناتھ
پہلے ہی سے راجہ پرتاب و نت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ
پرتاب و نت کا پوتا نظام علیاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان
تھا کہ جنماراجہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر گھناتھ راؤ اور مرادخان کے خلاف کارروائی
شروع کر دے اس لئے شیرجنگ اور مرادخان نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کی
اور متذکرہ صدر صلیح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر



رکن الدولہ احتشام جنگ میر موسیٰ خان

موسیٰ خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کر کے خود ان کے ساتھ یہ قرار داد کی کہ دیوان ہو جائیں تو وہ نظام علیاں کی اس غلط فہمی یا سونپنی کو بے بنیاد کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہو گئی تھی اور پھر انھیں حصوری طلب کر کے باریاب کرادیں چنانچہ اس شرط صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحبِ مآثر آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

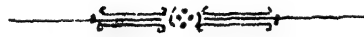
”..... (شیر جنگ) آمدن میر موسیٰ خاں باد و گوش و بینی غنیمت

پنداشتہ تواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے
صلح گذاشت و از شروط صلح این ہم قرار داد کہ بجائے راجہ
پر تاب و نت از انتقالش میر موسیٰ خاں مدار کار شود و از میر
موسیٰ خاں کہ نا آرمودہ کار و سید صاف طینت و مغربِ محتر
بندگانِ عالی بود و عہود و موافق مضبوط کرد کہ ہر گاہ ازیں مخلصی
یافتہ بحضور رود بر مدار الہامی مامور شود و عفو تقصیرات شیر جنگ
کنائیدہ از جانب مرہطہ طلب داشتند و خیل امور جزو کل سازد
میر موسیٰ خاں از آں حالت کہ زندگانی خود دشواری داشت
جلیل القدر مدار الہامی زیادہ از حوصلہ خود تصور کردہ با شیر جنگ
عہد کرد کہ ما بجائے پسر شمایم و زندگی ما محض بتوجہ شہامی شود چہ جا کہ
بر این مرتبہ بلند سرفرازی فرمایند ما را بجز نام و فرماں بری گیر نخواہد بود۔“

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر خنگ عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی یہ جائے کہ ان کو عہدہ مد اسی بنا پر انھوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیرجہ اقرار کیا کہ ”میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہے اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرماں برداری سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے“ یعنی انھوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمتِ دیوانی سے گویا خود شیر خنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انھوں نے کبھی اس احسان کو فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھتے رہے۔ بہر حال اس منہامت کے بعد بندگِ کاغذی نے حسب قرارِ موسیٰ خاں اختتامِ جنگ کو خطابِ رکن الدولہ اور میرزا محمد اور کنٹھ مراد مریمت فرما کر خدمتِ دیوانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن الدولہ نے بہ اظہارِ امتنان تعمیلِ اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظامِ علیا کے دل سے اس ظہنی کو فراموش کریں جو شیر خنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوئی چنانچہ انھوں نے شیر خنگ کو پونہ سے طلب کیا اور اپنے توسط سے باریاب کیا اور چونکہ شیر خنگ صلابت کے عہد میں دیوانِ دکن رہ چکے تھے اور اس وجہ سے ریاست کے جزو کل امور سے واقف اور لشکر کے عہدہ داروں اور سپاہیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امورِ ریاست و کاروبارِ سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدارِ الہام تھے لیکن جمیع مہماتِ ریاست کا اجرا نہیں کی صوابدید پر مختصر تھا صاحبِ حدیقۃ العالم اسی واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

در عهد نواب آصف جاہ ثانی در او اہل مدار الملہامی رکن اللہ ولہ امو
ریاست بصواب دید آں امیر روشن تدبیر (شیر جنگ) نشیت می یافت
بعد از آں کہ بنابر کبر سن اگرچہ دست از آں کشید اما زمام وصول
ریاست در قبضہ اختیار آں والا اقتدار بود.....“

نظام علیجاں کا ہتھیار ادھونی کی جانب | رگھوناتھ رائے صلح ہونے کے بعد نظام علیجاں غزوہ راجپوتانہ
م ۹- ستمبر ۱۸۶۳ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و سکار کرتے اور بید رہتے
ہوئے حیدر آباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو کر ادھونی کی جانب متوجہ
ہوں کہ بسالت جنگ تقریباً اس زمانہ سے جب سے کہ صلاحیت جنگ پھیلی بندر
واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکارہے تھے اور اس دوران میں جبکہ
نظام علیجاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے
ہوئے تھے ان کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے
بعد (جو اوراق مابعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیجاں کے سلوک کا صحیح اندازہ
کیا جاسکیگا۔



بسات جنگ کی جدو

حصول افتدار و ریاست کیلئے
بسات جنگ کی ماسعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیجاں برار، صلابت جنگ
حیدر آباد اور موسیٰ بوسی پانڈیجیری روانہ ہو گئے اور جب

سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ
فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدر آباد سے محبلی بندر روانہ ہوئے لیکن وہ بعد از وقت
موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہو کر ان سے مصالحت کی کوشش کر رہے
اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیجاں برار سے حیدر آباد آرہے ہیں مینے ہی انھوں نے
اپنی فوج کے ساتھ حیدر آباد کی راہ لی بسات جنگ (جو اب تک بحیثیت وکیل صلابت جنگ
کے ساتھ تھے) اُن سے علیحدہ ہو کر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فرانسیسی
فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تخت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے
نجیب اللہ قلعہ ازملپور اور اُن بڑے بڑے پالیگاردوں کو جو دریائے پنا کے کنارے
رہتے تھے شاہی پیشکش کی ادائیگی کی نسبت تاکید خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب
شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات
بسات جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بوسی کو یہ توقع پیدا ہو گئی تھی کہ وہ صلابت جنگ سے
مکرراتحدا قایم کر لے گا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کر کے کرناٹک کی قیادت بسات جنگ کے نام پر منظور کرادے تاکہ وہ (بسات جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے ہیں اور یہ ہتھیہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسات جنگ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کرے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے ہیں۔ اسی دوران میں اُس کو فوڈوا (وانڈیو شس) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسات جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پُولور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلور پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ پُار کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رخ اختیار کیا اور ۱۰ ستمبر (م ۱۷ محرم) کو ساٹنگام کے میدان میں اترے جو نیلور سے سولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچ کر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہو کر نذر و شکش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف الحیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دریاعبور کر کے یکم اکتوبر (م ۸ صفر) کو سیداپورم میں قیام پذیر ہوئے اور موسیٰ بوسی کی آمد کا انتظام کرنے لگے۔ بوسی ۱۸ اکتوبر (م ۲۵ صفر) کو آرکاٹ سے نکل چکا تھا کہ وندواسی کی فوج نے فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو انکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رخ بدلا۔ انگریز وندواسی

شکست کھا کر کنجیورم پر آٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت نو سو پینچا کی فوج بسات جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سیداپورم ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس عرض سے بھیجی گئی تھی کہ بسات جنگ کو بوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگر یا چیم اور وامرہ دینکٹ پٹھی کے پالیگارا بتک انگریزوں کے طرف دار تھے لیکن جب وہ انگریزی فوج کی امداد سے مایوس ہو گئے تو سمپت راؤ کے توسل سے بسات جنگ کے پاس چلے گئے محفوظ خاں اور سمپت راؤ نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بسات جنگ کے ساتھ مفہمت کر لی سمپت راؤ نے یہ خیال کیا کہ اگر بسات جنگ نواب کرناٹک ہو جائیں تو وہ اس کو اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائیں تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کر دیں گے اور (محفوظ خاں، سمپت راؤ اور بسات جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ نوبت پر آرمی کا بیان ہے کہ صلابت جنگ کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر طرفدار تھا۔ بسات جنگ کے پاس پہنچا تا ان کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

ملے۔ یہ پہلے انوالدین خاں، نواب کرناٹک کا دیوان تھا ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد علی کے پاس بھی رہا مگر انھوں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کاستری میں جا رہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے بڑھ کر اس نے طے ہو کر محفوظ خاں سے مل کر نئے ولی میں ایک فساد چا کر کھا تھا۔

ملے یہ انوالدین خاں، نواب کرناٹک کے دوسرے بیٹے اور محمد علی خاں کے بڑے علاقائی بھائی تھے اور محمد علی خاں سے بڑا بہنے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا احق قرار دیتے تھے اور حصول ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلے میں ساجی رہتے تھے۔ ۳۱ آرمی جلد ۲ صفحہ ۵۳۱۔

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو فرید جاگیر و عطیہ کی توقع دلائی گئی۔ افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسالت جنگ آخر سمیت راؤ کے مشورے پر مائل ہوئے اور اگر انگریزی فوج کا استری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسالت جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں دھنسل ہو گئے ہوتے۔ انگریزوں کے کا استری آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی سیت ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ باریخ کے بعد بھی سید اپورم نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوئی تھی۔ جب اُن (بسالت جنگ) وندواسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پناہ کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے۔ اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ دار اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آلیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ملے گی۔ کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۸۵۷ء کو بسالت جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قائم ہوا تھا۔ بسالت کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی پابجائی میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی۔ انہیں تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسالت جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے :-

(۱) فرانسیسی اُن (بسالت جنگ) کو آرکاٹ کا خود مختار مالک تصور کریں۔	بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ
--	---

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کر دیں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک شلت حصہ بابت جنگ ان کے حق میں

چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصہ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیر سے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائے گا جس کو وہ خود مقرر کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اٹھالیں کہ اگر نظام علیجاں کرناٹک میں داخل ہو تو

بالت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کر لیں یا اُن کو فتح کر لیں تو

نظام علیجاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بالت جنگ) کو دے گا

(۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بالت جنگ قابض

رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہوں گے۔

(۸) بالت جنگ کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی

خاٹ تین سو یورپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و

ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بالت جنگ ادا کر دینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بالت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اور ناٹک

کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجالانے سے پہلو ہتی کرتی تھی اس لئے

موسمی بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ فرض دے تاکہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کر کے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جاسکے۔

(۱۱) موسیٰ بوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بسات جنگ کے آرکٹ پیچھے کے بعد اس کی فوج پُر امن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ سمیت راؤ نے مرتب کیا تھا ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم کا کوئی رکن جس کا طمع نظر جلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کر سکتا ہووسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بسات جنگ نے منظور اور اس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رو سے صوبہ آرکٹ فرانسیسیوں کو دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کر دئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگا فرانسیسی گورنمنٹ کو مقررہ نذرانہ و پیشکش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بوسی نے بسات جنگ ہی کی قم سے ضروریات فوج کی تکمیل کر لی اور چھ دن ۱۶ نومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا اور ۱۰ دسمبر ۱۸۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ) کو آرکٹ پہنچا۔

بسات جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندر او دگیر کی جنگ ہوئی جس کے بعد نظام علیاں راجہ بندی گئے تو بسات جنگ معاملات ریاست میں ذخیل ہونا

صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں ذخیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ ان کے انتظام سے خرچ بڑھ گیا اور آمدنی گھٹ گئی۔ جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہو گئی اور ہر ایک امیر اپنے قلع کی خبر

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں بسالت جنگ نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دئے سال چھ مہینے میں کسی ریاست کے مدخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی کا الزام ان پر عائد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جنگ او دیگر میں جو صلح ہوئی تھی اس کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہو گیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ اس کمی کا الزام بسالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہر حال اس دوران میں بسالت جنگ کو یہ سوجھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر لائیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجا پور کی طرف روانہ ہوئے ابھی بلاری تک ہی پہنچے تھے کہ سبداگالغالی کو بسالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی بھائی کے پیچھے روانہ ہوئے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو بسالت جنگ صلابت جنگ کو چھوڑ کر ادھوئی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیجا کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب اُن کو ان کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رنست خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر آمادہ ہو گئے اور یہ دونوں متحد ہو کر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیجا مرہٹوں کے معاملات میں گتھے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ بسالت جنگ کی لئے یہ علاقہ یا تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حیدر علی خاں کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہذیب و تہذیب کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے
جنفی معاملات میں وچسپی لینے کا ہتھیہ کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان	جب نظام علیاں حیدر آباد کے ارادے سے اورنگ آباد نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۰۴ھ (۱۶۹۳ء) میں
---	---

کوسیدر میں صلابت جنگ کا انتقال ہو گیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ ڈون ہتھیہ
کہ نظام علیاں نے ان کو ہلاک کروا دیا۔ صاحب مآثر آصفی کا بیان بھی یہی ہے حسب
حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات و کمین کا بیان
ہو کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بار ناکام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک
کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی بیکام موت کی اطلاع پر مورخین نے
اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے
حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تھا ہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم
کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موضع
تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ
نظام علیاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوئے جب انھوں نے صلابت جنگ کو
نظر بند کر دیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہو چکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کی جان

۱۔ ہٹری آف دی مرہٹاں جلد اول صفحہ ۵۲۶۔

۲۔ مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۷۔

۳۔ حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۲۔

درپے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد لگریہ تصور کیا جائے کہ رگھناتھ راؤ کے غلیہ پانے کی وجہ سے ایشیہ تھا کہ وہ بجائے نظام علیاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھا دے گا جیسا کہ حلقہ العالم میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رگھناتھ راؤ نظام علیاں کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہو گئی اگر وہ صلابت ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اسی کنارے سے جہاں جنگ ہوئی تھی وہ میدان کی طرف روانہ ہو جاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیتا۔

صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی	بالت جنگ کو صلابت جنگ کے
نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اپنا تک اطلاع جب	رحلت کی اطلاع پر بگڑ سانی

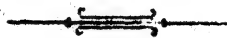
بالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیاں سے اور سونو وطنی پیدا ہو گئی اور ان کو ان کے غاشیہ برداروں نے یقین دلادیا کہ نظام علیاں ہی نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اب اگر بالت جنگ ان کے ہاتھ لگ جائیں تو ان کی بھی خیر نہیں اس کے بعد نظام علیاں کے اور زیادہ مخالفین اور فوجدار کر نول کے ساتھ متحد ہو کر آمادہ پیکار ہو گئے۔

نظام علیاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو انہوں نے بہت کچھ اظہار مال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی ہوئی کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوئے فاتحہ زیارت کے بعد دربار متحد

اور حیدر آباد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔

شوراپور کے زمیندار نے عرصہ سے پیشکش ادا نہیں کی تھی اس لئے دوراً ہی میں بندگان عالی نے ظفر الدولہ کو اس کے وصول کرنے کے لئے مامور کیا اور آجیہ آباد رونق افروز ہوئے یہاں پہنچ کر اعلیٰ حضرت نے مراد خاں اور اس کے خلیفے بھائی بہت کو قلعہ لکندہ میں قید کر دیا کہ انھوں نے رگھناتھ راؤ سے ساز باز کر لی تھی اور راکس بھون کی جنگ میں افواج بندگان عالی کی شکست کا باعث دراصل یہی مراد خاں نامراد تھا۔

بالت جنگ نظام علیاں کی فوج کشی | اس کے بعد نظام علیاں حیدر آباد سے ادھونی روانہ ہوئے جب اُن کا لشکر دریائے تنگبھدرا کے قریب پہنچ گیا اور بالت جنگ اپنے آپ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو کرنول کے قلعہ میں متحصن ہو گئے نظام علیاں نے رسل و رسائل اور قاصد و ایلچی کے ذریعے فہمائش کی اور اُن کی گذشتہ فروگزاشتوں کی معافی اور ان کی جاگیر ادھونی اُن پر حسب سابق بحال رکھنے کا وعدہ کیا جس کے بعد بالت جنگ رنست خاں فوجدار کرنول کے ہمراہ ۱۵ صفر ۱۱۸۷ھ (۱۴ اگست ۱۷۷۴ء) کو بندگان عالی کی خدمت میں حاضر اور قدیموسی سے مشرف ہوئے اور حسب قرارداد ان کی جاگیر اُن پر بحال کر دی گئی۔



نظام علیجاں کرناٹک میں

چند بدن اور ہمارا قصہ عشق | اُدھونی کی ہم سے فراغت پا کر خود بدولت تہ پتی روانہ ہوا جس پر
اور ان دونوں کی قبر کی زیارت | صاحبِ توزک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدہی کوٹہ میں

ایک قبر پائی گئی جس کے دو تعوید تھے بندگانِ عالی نے اس کو ملاحظہ کر کے دریافت فرمایا
کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں ہمایاں نامی عاشق اور اس کی
معشوقہ چندر بدن دفن ہیں۔ بندگانِ عالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا شکر کے اکثر
لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کو ہستان

۱۔ مورخ موصوف کا بیان ہے کہ ان دونوں کے معاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن تاریخ
کے شائع کنندہ پیر احمد علی صاحبِ سوسی کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا یا
اور یہ زیادہ صیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ
ہی کے زمانہ کا مورخ ہے البتہ اس کا ذکر تاریخِ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ
کے عہد سے متعلق کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہِ تجلی مصنفِ توزک آصفیہ نے اس واقعہ کو پہلے ثمنوی فصلاً
لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس
قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و ہمایاں کی وہ اردو ثمنوی ہو جس کو
مرزا محمد مقیم مقیمی نے سلسلہٴ اوزن شاہ کے مابین لکھا ہے۔

ترپتی میں داخل ہو ہی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیجاں کے آنے کی اطلاع پر | نواب کرناٹک کو جب بند گانغالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آکر کاٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ سے

کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیجاں منجانب ہنشاہ مغلیہ صوبہ مقرر ہوئے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ وار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا۔ لیکن موجودہ وقت نواب ان کی بیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیجاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیجاں نواب کرناٹک کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیدنگریز کی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بند گانغالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کارامیر کو جو حیثیت سیف مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمت عملی سے راہ راست پر لگالائے اور اس غرض کے لئے میرالملک میر جید ریار خاں شیرخنگ کا انتخاب فرمایا امثال امر میں وہ مدراس گئے اور شیب فرار سے نواب کرناٹک کو آگاہ کر کے ہموار کر لیا۔ لیکن ان پر نظام علیجاں کا رعب ایسا سبوتا ہو گیا تھا کہ وہ بذات خود بند گانغالی کے حضور میں نہ آ سکے البتہ اپنا ذمگی پیشکش اور اپنی نذرین شیرخنگ ہی کے ذریعے داخل کر دیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کر لیا۔

نظام علیجاں کو کرناٹک پر حملہ کرنا | اس موقع پر نظام علیجاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق بھیجنے اور اس کے متعلق انگریزی موزیک کا بیان

بیان کیا ہے کہ انھوں نے سنہ ۱۹۶۷ء (م ۱۱۷ھ) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ پسپا ہو گئے خدا جانے اس پسپائی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب بی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کمیل نے نظام علیاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ سنہ ۱۹۶۷ء کے اختتام سے جون سنہ ۱۹۶۸ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلانز مرکزی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگواروں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور ترجیاتی کے شمالی علاقہ کے پالیگواروں کے مقابلے میں کرنل چارلس کمیل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوئی اور خود کرنل مذکور کی رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کمیل نے نظام علیاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کر دیا۔ یہ ممکن ہے کہ کمیل نے بند گانغالی کے طرفدار پالیگواروں پر حملہ کر کے ان کو پسپا کیا ہو اور بالیاں کمپنی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تا وقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع نہ ہوں جن سے اس کا ثبوت ملے ہم ہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

کرناٹک سے نظام علیا کی سپاہ

کرناٹک سے واپسی کا راستہ | بہر حال جب شیر خنگ محمد علی خاں نواب کرناٹک کے پاس سے
تھکے تھائف اور نذر و پیش کش لیکر حاضر ہوئے تو بندگانِ عالی نے راجمندی کی طرف کوچ کے
احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ
اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیا اور صحرے کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ
ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر و حیدر آباد
لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو اب ملے
اس سفر میں ایسے راستے سے گزر رہا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث
فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحبِ نوزک تصنیف
نے یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصہ اراضی سے گزر ہوگا
تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بندگانِ عالی بہت جلد راجمندی پہنچکر
وہاں کے صوبہ دار قطب الدولہ حسن علی خاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں
نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں
معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندی کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں چار سال
کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہو سکتی تھی اور اگر نزل اور اس کا جنوبی حصہ خطہ

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا مخالف قوت کے نقصان کے اندیشے سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر بیشتر زمینداروں یا لیگاران کے مطیع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی ان سے متحد ہو گئے تھے بہر حال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کٹھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بندگان عالی دریائے کرشنا پار ہوئے تو راجمندی کے صوبہ دار نے قد موسیٰ کا شرف حاصل کیا وہ قبل انہیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بندگان عالی بجوارہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدر آباد واپس آکر یہاں سے بندگان عالی حیدر آباد روانہ ہوئے جہاں کہ انتظام ریاست میں منہمک ہونا | اعلیٰ حضرت نے برار اور اورنگ آباد کی صوبہ داری کا انتظام

فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ برار کی صوبہ داری پر اسماعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیر جنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطو جاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوئی اور شیر جنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی یعنی کم کردی ممکن ہے کہ ان کے نزدیک اس انتظام کے بانی مہمان دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوے ہوں۔

محکم سنگہ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا
اثر رکن الدولہ پر۔

موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگہ کو اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت جبرس واقع ہوئی تھی جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر خگ کے مشوروں پر کار بند رہے ان سے ایسی کوئی فروگزاشت ہونے نہیں پائی جو عام بدلی کا سبب بنتی جب دربار کے رنگ کو شیر خگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے ہم جنوبی کی زیرباری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگہ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیرداروں اور انعامداروں پر ان کے جاگیرت اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادرہ عاید کروایا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دوراندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر صادر کیا اور احکام حبسہ جاری ہو گئے اور رقبہ اسی بنا پر پھر بعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیردار و انعامدار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد سے واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود محلات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناکپور پر حملہ

سنہ ۱۱۸۵ھ میں بندگانِ عالی جانوجی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گرانٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ راؤ نے حال ہی میں حیدر علی خاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علیحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علیحدہ ہو کر جانوجی بھونسلہ یا نظام علی خاں سے متفق نہ ہو جائے اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جانوجی بھونسلہ اور نظام علی خاں میں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کر لے چو کہ اس زمانے میں حیدر علی خاں کے مقابلہ میں نظام علی خاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوا نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علی خاں کو جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اودھر سے پیشوا اور دھر سے نظام علی خاں اپنی اپنی فوج لیکر جانوجی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برابر میں داخل ہوئیں۔

جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا | جانوجی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لاکر صلح کی درخواست

لے ہٹری آف دی مرہٹاں جلد اول صفحہ (۵۴۷)۔

کرنے پر مجبور ہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیجاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ اس کو ملا تھا اس کا سربع حصہ ۴ فروری ۱۷۶۶ء (۲۳ شعبان ۱۱۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگداشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کاغذ پیشوانے قیام انخاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ فروری ۱۷۶۶ء (۶ رمضان ۱۱۷۹ھ) کو نظام علیجاں کے سپرد کر دیا۔ صاحب نوزک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھوراؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہو گیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیجاں کے ساتھ جو صلح اس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھوراؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ پونجا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھوراؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حریف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانغالی	صلح کے بعد نظام علیجاں دریائے کاٹھی پور یا پراقامت گزیں
اور ضیافت کے بعد واپسی	ہوئے یہاں مادھوراؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر

خدمت ہوا۔ مجرئی کے وقت پیشواؤں کا دستور تھا کہ دوتا ہو کر تسلیم بجا لاتے تھے اس عادت کے خلاف مادھوراؤ نے بیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بندگانغالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانبین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرادی

۱۔ اس کا محاصل حسب کاغذات تقریباً بیس لاکھ پچاس ہزار دو سو اہتر روپیہ دس لاکھ ایک لاکھ تھی ہے۔ نوزک آصفیہ صفحہ ۱۵۷۔

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے نظام علیجاں نے مادھوراؤ کو خلعت
 وجاہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک نہتہم بالشان حشّٰن ترتیب دیا گیا رقص و سرود
 کی محفلیں جانی گئیں تمام امراء عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دریا کی طرف کھیں
 اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس حشّٰن میں مادھوراؤ کی ضیافت کی گئی
 خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور رقص و
 سنتے گئے اس حشّٰن و ضیافت کے بعد شیوا کو رخصت فرما کر بندگانِ عالی جانبِ شورا پور
 فرما ہوئے۔

صاحبِ تاریخ ظفر کہتا ہے کہ بندگانِ عالی یہاں سے حیدر آباد روانہ ہوئے اور
 صاحبِ توزک آصفیہ اور حدیقۃ العالم دونوں اس امر متفق ہیں کہ بندگانِ عالی کا ٹھی پورنا
 سے شورا پور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کر کے گلبرگہ تشریف لے گئے
 صاحبِ ظفر یہ چونکہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جا
 سکتا البتہ ممکن ہے کہ بندگانِ عالی کا ٹھی پورنا سے حیدر آباد آئے ہوں اور حیدر آباد سے شورا پور
 اور پھر شورا پور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیٰ حضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز
 کی زیارت اور سجادہ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکار محکم سنگہ کا	گلبرگہ کے قیام کے دوران میں
قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ شیخخص اپنی خبر رسی کی وجہ سے	محکم سنگہ پیشکار قتل۔

طبقہ امرا میں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجاد سے صاحب کے مریدین میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے قصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف جے ہوئے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر خنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خاں نامی نے ایک روز موقع پا کر اس کو قتل کر دیا صاحب حقیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے ایماء سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

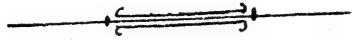
”در آں او آں محکم سنگھ پیشکار مدار المہام کہ از دست تعدیش
 عالم بفرغان آمدہ و علاوہ بریں دست شخصے از میدان سلسلہ حضرت
 خواجہ بندہ نواز بے تقصیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان
 کشتہ گردید و قاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ
 ماند گویند ایس امر بہ اشارہ رکن الدولہ بوقوع آمد....“

صاحب حقیقۃ العالم کے ذریعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہ ہو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر خنگ کا ملازم تھا اس لئے ان کی طرف البتہ اس سونہن کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر آصفی نے بیان کیا ہے کہ مقتول کے درشاہ نے اس قتل کے متعلق شیر خنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔

”دچوں آں کس (عزیز خاں) نوکر شیر خنگ بود درشاہ محکم سنگھ

رابعث بدگمانی جانب شیر خنگ شد۔“

لیکن محض اس وجہ سے کہ ان کے ملازم نے قتل کیا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ شیر خنگ ہی درپردہ اس قتل میں حصہ لیا۔ بہر حال نظام علیجاں کی یہ دوراندیشی تھی کہ مقتول کی جگہ اس کے بھائی مراد اس کو خطاب راجہ جگدیو کے ساتھ مانور کر کے اس کے پسماندوں کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہاں سے ہندوگانعالی بلدہ حیدر آباد واپس آئے۔



ریاست میں انگریزوں کی خلیت

اس زمانہ میں نظام علیخاں کی توجہ حیدر علیخاں کی طرف منحطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر متصرف ہو کر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو ان سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن علیخاں بذات خود فرماں روا یا ان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوئے انھوں نے نظام علیخاں کے بھائی بسات جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملتی تھے اور حیدر علیخاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف منشا ان کے علاقے میں مداخلت کر کے جھگڑا قائم کر دیتے۔ بخلاف اس کے بسات جنگ کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب انھوں نے قلعہ کوئل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیخاں نے اس کے قلعہ کرنے میں ان کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بسات جنگ نے ان کو خانی بٹہ داری کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سر کی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر علیخاں کی چال بازی کو ثابت کرنے کے لئے جمیس مل نے یہ بتایا ہے کہ انھوں نے (حیدر علیخاں) نے بسات جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت ان کے قبضہ میں نہیں تھا۔

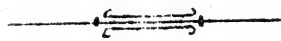
حیدر علی خاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام
نیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک
پر حکمراں تھے جن کی نظر میں حیدر علی خاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ
ن تھا تو انہیں حیدر علی خاں سے تھا اور حیدر علی خاں کا مطلع نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو
علاقہ دکن سے نکال باہر کر دیں لیکن نوک کرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قیام
علاقہ کرناٹک میں مستحکم طور پر جم گئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام
کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کر لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین اصل
کئے جن میں سے ایک عطاے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن کے کرناٹک
کی علیحدگی سے متعلق۔ ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علی خاں فی الحقیقت اپنے مقبوضات کے
مبجملہ تقریباً ایک ثلث حصہ سے محروم ہو گئے اور استساک فرمان کے باعث انگریزوں کو
نظام علی خاں اور حیدر علی خاں کے مقابلے میں بزرعم خود ایک تہیت پیدا ہو گئی اور خود نواب
کرناٹک کو بذریعہ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے علیحدہ کر کے زیر بار احسان کر گیا
اور اس کے بعد بخوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قائم کر کے نواب کو صرف ایک ولیفہ
بنا دیا گیا۔

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور
نظام علی خاں کے ساتھ سب سے پہلا معاملہ
جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان
مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے بریڈ ریئرل
کیلڈ کو اوائل ۱۷۶۱ء (م ۱۷۶۱ء) میں روانہ کیا گیا جو وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہو گیا اس مداخلت سے آگاہ ہو کر نظام علیاں نے حیدر آباد میں بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیاں سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح کرنے کی غرض سے فوراً حیدر آباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدر آباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۷ء (مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۸ھ) کو ایک عہد نامہ طے کیا جس کی رو سے راجندر پور، ایلمور، مصطفیٰ انگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکا کوئل اور مرتضیٰ انگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریز کمپنی رضامند ہوئی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیاں کی سلطنت کیے صحیح اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج ہتیا رکھیگی اور جس سال انگریز کمپنی کے فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات مہیا ہو جائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائیں گی اس سال کا خراج یا پیش تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا برہماء فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جانا نظام علیاں بھی تسلیم کر لیں چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بند گانغالی نے اس امر کو تسلیم کر لیا۔

۱۷۶۷ء کے معاہدہ کے اثرات و نتائج | اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بند گانغالی کا ہو سکتا ہے باوجود اس کے جمیس مل کہتا ہے کہ اس کا نہایت نا عاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رو سے

کچینی پرفوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کچینی کو دکن کی دوسری قوتوں سے متصادم ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ کی ہر ایک دفعہ نہایت دوراندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اس کا ہر ایک فقرہ فی الحقیقت انگریزی کمپنی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کچینی سرکاران شمالی پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسنگ و جدل کے بغیر آخر کمپنی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی ادائی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دی جائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اس مشروط رقم میں مجرا کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتداء ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضر ثابت نہوتی۔



جنگ میسور

نشانہ کی جنگ میسور کی ابتدا | اجمال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد اس میں نظام علیاں کی شرکت کا کمپنی پراسرارانہ شمالی کی بابت پیشکش کی ادائی لازم آگئی اس سبکدوشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگانہالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کر لے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان امور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگانہالی کو حیدر علیاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل جیمز کو حیدر آباد روانہ کیا جسے نظام علیاں کے دربار میں ۹ اشعبان ۱۱۸۰ھ (۲۷ جنوری ۱۷۶۷ء) کو بتوسل رکن الدولہ باریابی ملی اور یہ طے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگانہالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیاں کے مقبوضہ شہر منگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگانہالی کے نشانہ کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگانِ عالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علی خاں کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں اصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور ان کا استیلا مضمر ہے واقف رہ کر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ”بندگانِ حضرت اگرچہ در تحصیل مقصد آں قوم دانا بود ہانا

در استیصال حیدر نایک استیلائے اہل فرنگ مندرج بتحریر
ملک او آبادی معمورہ ہائے اس قوم مندرج است معذرا بیک
رکن الدولہ منظور داشتہ دست رد بینہ متمسک او گدازنیہ
مسلت آہنا بخائے حسن قبول رنگین فرمودند۔“

اسکی تا ئید واقعات با بعد سے ہوتی ہے لیکن ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے
نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں | اگر صاحب توڑک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے
تو نظام علی خاں کے دریائے کرشنا پار ہونے پر حیدر علی خاں نے محی الدین صاحب
ابن کریم صاحب مینا خ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کر لیا انھوں نے
انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہو کر بندگانِ عالی سے معروضہ کیا جس کے سنتے ہی راج
جادہ اعتدال سے باہر ہو گیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا
نشاہ پہم ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علی خاں سے جویشہ

ان خاصان سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اُصولاً تو ہم کو چاہئے
 یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی
 غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمت عملی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
 اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کر کے اس کے ساتھ
 منافقت کریں رکمن الدولہ بندگائے عالی کی اس گفتگو سے نکل ہوئے لیکن مکر و معروضہ کیا کہ
 اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریح غلطی ہوئی ہے لیکن
 سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدر علی خاں کو اپنا شریک گردان کر اہل فرنگ کے دفع
 کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھوراؤ پیشوا سے بھی اثر
 ڈالا تو بندگائے عالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مصمون کو اگر توڑک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
 دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اصل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

”چوں ایں سوانح بگوشش او خلید و رورطہ تجیر دست و پازدہ تبط

محی الدین صاحب خلف کریم صاحب مشیائے کدراں آواں

ملکی و مالی دخل پیدا کردہ یودیہ تنخش و تضرع خاطر مدار الہام رافتر

اختصاص حسن عقیقت خود بمواثیق پیاں رانج نمودہ التماس ندگی

بہ انقیاد اطاعت معروض رائے ملازمان عالی گردانید شغل

برایں کہ وابستگی غنچہ جمعیت فدوی عبودیت شعار بہ آبیار نیں سائم

حمایت این بہار گلستان عز و اقبال و گوہر زندگی عرق آلود
 انفعال از آبر بخشی آں دنیا سے جاہ و جلال است اگر گل قدر
 و منزلت من بشمیم عنبر نیز طبلہ نگہت کشاید ہم از آن گلشن ہمیشہ بہار
 و اگر در دولت و اقتدار من بزرگ تابندگی جلوہ رخشندگی گیرد ہم
 دریا سے اقتدار بر عایت قوم نصاریٰ براہند ام اساس خانہ
 ماکہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ
 مصروف است کمر بستہ اندیہیچ وجہ شایان خداوندی نیست
 این قوم نصاریٰ ست کہ ہوا سے یک بام در اخذ و سعت اقلیم
 دست خود کوتاہ نسا زوہر آئینہ از آشتی و اندیشہ این کوتاہ
 فطرتان بلند مقصد غافل نباید بود این مستیقمان بادہ نخوت را
 بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیل حسانت است و این
 کافران عیسوی را بہ لکد کوب تازی غازیاب با خاک یکساں
 کردن متلزم چندیں واجبات بہیت
 باید نواخت پشت خسران را بچوب دست -

بیرون نہند چون متدم از کجروی ز راہ
 منکہ فدوی دولت خواہ این خاندان عالیشانم یہ جیغی کہ شایستہ
 حرب اہل فرنگ باشد بر کاب سعادت انتساب حاضر میشود ہم قدر کہ

مال و زر دریں سفر و کار باشد خزانہ فراہم آوردہ فدویں کل
 است اندیشہ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیاوردہ باعانت من
 کما استقامت بستہ بہ پشت گرمی ایں راسخ پیاں قدم گزارند
 اندک سرخپک غیر از پشت روئے احدے را ازین قوم نخواہند
 دید بحول او تعالیٰ ثناء جمیع بنادر و ملک مقبوضہ آہنا بہ طباطبائی
 تادیب باز گرفتہ داخل خالصہ سرکاری ساز و ہم دریں اثنا ما
 تیر بہ استمداء بہادر در باب مدافعہ اہل فرنگ مکر مستعدی شد
 رکن الدولہ بہادر بنا بر ناچار ی تن برضادادہ جمیع مراتب کمال
 الحاح بعرض اقدس رسانید بجز دانستہ ایں سخنان نامور
 خاطر سنجیدہ متحمل نگردید ہر یک معروضہ اوشاں را جواب بہ سئو
 صواب بعرض بیان آوردند کہ سابق استرضائے من درین مشور
 بنود چلازم کہ بہ استمداءے نصاریٰ باجید علیجاں کہ ہوا بہ ہم
 و مردم بنائے غاصبان بے دین مشغول است منازعت پریش
 آریم و باغوائے ایں رخنہ گراں قصر مملکت از فلاخن غرہ بہت
 بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طینتان بلند خیال مانوس است
 سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیچیک ازیں گرگِ روباہ
 سیرتان پلنگ خوتا مکن است محتنب بودن طریق اولی بود تا

در اندک اظہار مخالفت یکے بدگیرے غالب می شود من بعد
 باقی ماندہ خستہ حال را بہ قلاوۃ تدبیر بدست آوردن سہل تر
 مطلب داشت حالاکہ در موافقت بساط مراقت مہم گردانیدہ
 باز بناقت در نور دیدن رنگ اشفتگی بچہرہ حال و مال است
 پیچ صورت این معنی مناسب نہاید کس را بر اسرار خود داناکر
 و باز از مقدمہ شتلم پیش آمدن موجب تحلل قوایم امور رتق
 و فتق و سبب گشتگی سر رشته نظم و نسق است۔ رکن الدولہ بکمال
 خجالت دہان عرض مکرر کثودہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح
 از من صدور یافتہ کہ بریں غریمت اقدام نمودم و بدیں امر ہمت
 شدم احوال صلاح دولت ابدیت درین است کہ حیدر علی خان
 را ہمراہ گرفتہ برفع اہل فرنگ قیام فرمودن و فتوحات غیبی و تہقید
 معسکر فیروزی اوراپیش روداشتن اعانت لایاری است
 بندگانی طوعا و کرہا راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند

نظام علیخان و حیدر علیخان کے باہمی	حیدر علیخان کے ساتھ اتحاد قیام کرنے کو مبالغہ تمام
کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی ہلچل	مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب کرنل اسمتھ کو

ان کے مقبوضہ جا ست پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے
 منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کر لیا کہ نظام علیخان اور حیدر علیخان کے مابین کئی

سازش ہو گئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسن علی کرمانی لکھتے ہیں۔ کہ نواب کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیخاں کو ملک بالا گھاٹ کی تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیخاں اپنی فوج کو لیکر چین پٹن کے میدان میں جا ٹھہرے اور حیدر علیخاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی وقت پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور نذر کے لئے پانچ زنجیر ہاتھی اور دس راس گھوڑے بھیجے جب ٹیپو سلطان کی سواری بند گانعالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور تقارے اور طعنوں سے بچنے لگے تو خود بدو نے خیمہ بالا خانہ پر سے سواری کو ملاحظہ کر کے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کر کے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیخاں صوبہ دار آراکھاؤ انگریزی کمپنی کو تہنیت کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دو شالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کے وکیل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ:۔

”جب مرہٹے حیدر (حیدر علیخان) سے صلح کر کے واپس ہو گئے

تو اس خبر سے نظام (نظام علیخاں) کا کیمپ متاثر ہو گیا اور خود

لے نشان حیدری صفحہ (۱۲۸)

لے ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

لے اس موقع پر شیو ایسی لے ملا تہ سے میور چل کی غرض سے آیا تھا لیکن حیدر علیخان نے اس کو بھڑکے ہوئے دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کر کے اپنا بنا لیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے منشاء کے خلاف ریاست میور سے واپس ہو گیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے واقفیت تھی اس نے ساگر (بیجاگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکال کر چین ٹپن کے راستہ پر قایم کر دیا اس طرز عمل نے بڑول اور کمزور پادشاہ پر اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی سیالت جنگ و محفوظ خاں و جید کے ہوا خواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (الہ دین) اپنے مالک کو ہمت دلانا غیر ممکن پا کر حیدر کے ساتھ مصاحبت کی نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ ساخت باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علیحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان) نے ایک جیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے کہا موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف آرکٹ ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کر لیں کہ مدراس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز و محمد علی (نواب کرناٹک) سے یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ راستہ مل جائے حیدر کے ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔

اس بیان سے ہم یہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد قائم کرنے پر
مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بند گانغالی کی مرضی کے تحت انھوں نے اس پر رضامندی
ظاہر کی ممکن ہے کہ اس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ
اس سے متاثر ہو کر نظام علی خاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ
کوئی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزوں
فوج کو علیحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجہ سے
کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت و حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈیپلیسیٹی پر خاص روشنی ڈالتی ہے
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے
ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علی خاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو
اسیر کر لیتے۔

حیدر علی خاں کے متعلق رکن الدولہ کے
حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے
ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علیحدگی کے ذکر
کے بعد یہ لکھتا ہے:-

”ادھر مدراس گورنمنٹ میں جنرل اتمہ کے
مراسم ظاہری

خطوط پہنچے اور اودھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

انہوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت
 تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک اور
 کرناٹک یعنی دادی کو میٹنور، سیلان، کشناگیر، وغیرہ نہ دے
 اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان
 کیا اور حیدر کی فوج کا تخیر کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریک
 مدراس کونسل نے جنرل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ
 اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ہر ایک
 امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے ہوئے
 سامان رسد و آلات حرب و ضرب اور رقم اور بوقت ضرورت
 فوج بھی ان کے لئے بھیجا کر دی جائیگی اسی عرصہ میں اس بے ضلوع
 دیوان نے محمد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو
 حیدر کے پاس بھیجا تاکہ اُس سے سرریگ پٹن میں ملنے کی کوئی
 قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ اس امر پر رضامند ہے جو اس کیلئے
 مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا
 خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی
 فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہ ان کے
 لئے پرایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم تہہ آدمی کے

کر سکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
 حکم دیا کہ سامان یا محتاج نظام کے کیمپ میں لیجا ئیں جب حیدر کا
 یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
 دیدیا اور اودھر حیدر نے بھی حکم اپنے پاس جاری کر دیا۔ یوں
 (رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
 اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہو
 اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلوہ دار اس کے نزک و احتشام
 کو ملاحظہ کر کے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان برک
 بتختر کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
 وقت بچانے کی خاطر اپنے موچروں کی دو قطاروں کے درمیان
 ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
 جو چند روز میں طے ہوا۔“

<p>حیدر علی خاں، محفوظ خاں اور نظام علی کے امین تکمیل نامہ اور اس کے مندرجہ</p>	<p>اسی مورخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رو سے حسب ذیل امور طے پائے۔</p>
--	---

(۱) حیدر علی خان کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خان کی لڑکی سے عقد کرے

(۲) محفوظ خاں اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل

ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان پر منتقل کر دے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جات میں فوج بگداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علی خاں کو ہے گا۔ جس کی کمان اُن کے سلعے مخدوم صاحب کو دی جائے گی اور محفوظ خاں اور میو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پر مخدوم ہی حکمراں رہیں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محل سے میو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو مخدوم صاحب بعد وضع رقم بگداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔

(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تحیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں گام زن رہیں حیدر علی خاں، نظام علی خاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپے دیتے رہیں گے۔

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور میو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقت یہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علی خاں کو صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حسب سابق صوبہ دکن کے تحت ہوگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہر حال انہیں فقرات کے بموجب سیدھے سادھے محفوظ خاں نے یہ نامہ مرتب کرایا۔ جس کے بعد دکن الدولہ تھے تحائف لے لے کر وہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بندگانِ عالی کی خدمت میں حاضر ہوا | اس کے بعد یہ قرار پایا کہ ٹیپو سلطان خود بندگانِ عالی اور اس کے تعلق حیدر علی خاں کے شک و شبہات کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہٹری آف حیدر شاہ کا

مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے دغا کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علی خان نے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رکھے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بندگانِ عالی میں حاضر ہونا احکام سرِ فرازی کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا جس پر حیدر علی خاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پر خرم و دور اندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں بابت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کی نظرِ لبنا حیدر علی خاں جیسے دور اندیش و قحاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اُن (حیدر علی خاں) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین دلانے پر کہ ٹیپو سلطان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان تک دینے نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا۔ ٹیپو سلطان کی ہونٹ

ذکر توڑک آصفیہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علی خاں کے کمپ (چین مین) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر بہالت جنگ سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور کچھ دوسرے روز بڑے توڑک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوئی حضور ان (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ نامے کے دفتہ کی تکمیل کی۔

حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام | جب حیدر علی خاں کو یہ یقین ہو گیا کہ اُن کا بیٹا آرکاٹکا نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل منانگی نیڈٹ کے ذریعہ (جو مدراس میں رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ نظام علی خاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ محمد علی خاں مسلسل سائرنیل سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا باعث ہوئے ہیں اس لئے اُن دونوں نے ان سے جنگ کرنے کا ہتھیہ کر لیا ہے تاکہ معصوبہ ملک ان سے حاصل کر کے ہمدرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ مناسبت سمجھا ہے کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی فوج کو جو انھوں نے آرکاٹک کے حدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور معصوبہ ملک یا اس کے کسی حصہ میں رکھی ہو واپس طلب کر لیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن رقوم کو

انہیں ادا کر دیں گے جو کسی قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بات (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل نہ ہو سکیگی جو نواب و یوٹو اور وندو اسی اور دیگر حقداروں کے علیحدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علیحدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کر دیا جائیگی جو اس طرح علیحدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کر کے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہوئیں نظام علیخان نے ہسکوٹ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخان راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بسالت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخان کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہو جائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحدہ طور پر حملہ کرنا مناسب ہوگا یا متفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں لشکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخان کا رسا کہ شنائیگری کے پہاڑوں میں سے ہو کر ۲ اگست ۱۷۹۷ء (۲۹ ربیع الاول ۱۲۱۵ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرنل سمتھ کے رسد کے جانوروں کو کا کر گریا

کی طرف ہانک دیا۔ اُسی روز شام میں حیدر علی خاں کا ویری پٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہو
یہاں کی انگریزی فوج چوتھی بٹالین کی تین کمپنیوں مشتمل تھی جس نے دو متابلوں کی معاونت
کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کمپان میا کین نے ۲۷ اگست (مطابق یکم ربیع الثانی) کو
حیدر علی خاں کی اطاعت قبول کر لی۔

چنگاما اور ترناملی پرنسپل کے مقابلے | ۳۰۔ اگست (مطابق ۲ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترناملی
روانہ ہوا تاکہ رسد کی فراہمی کی سبیل کر کے لفٹنٹ کرنل اوڈسے مل جائے جو اس حصہ
اپنی فوج کے ساتھ ترجیا پل سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی فراہمت کرنے لگے آخر ۲ ستمبر
(م ۷ ربیع الثانی ۱۱۸۱ھ) کو چنگاما کے قریب شدید مقابلہ ہوا جس میں متحدین نے بڑے
نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پا کر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھہر نہیں سکا اور ترناملی چلا
کیونکہ وہاں اس کو رسد کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رسد نہ مل سکی
تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈسے جا ملا۔ اور اس تا زہم
فوج کے ساتھ ۱۲ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترناملی واپس آیا جس کے مصافحات میں ۲۹ ستمبر
(م ۷ جمادی الاول) کو لڑائی ہوئی۔ اس موقع پر نظام علی خاں کی افواج کو شکست ہوئی اس
لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسبِ ذیل ہے
” ۲۷ اگست (م ۲ ربیع الثانی) کو فوج سنگا پٹیم اور وہاں سے
۳۱ اگست (م ۷ ربیع الثانی) کو کوبالی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ

لے کرنل تھمس رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۷۹۷ء از کمپ کا لانا واگ۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور عقب میں تھوڑے فاصلے پر
دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں باج ہوا۔ شب میں العتبہ
انہوں نے ہمارے طلائیہ پر حملہ کیا اور کمپ میں چنداں بھینکے
صبح میں فوج چنگا مکی طرف روانہ ہوئی۔ اس وقت بھی غنیم کا سالہ
ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے
ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگا ماکا پیٹھ جلاڈالا ہم کو
صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ میں بہت
اضافہ ہو گیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کمپ چھوڑنے سے پیشتر ہی
احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں با احتیاط تمام کمپ برسات
کیا لیکن ڈیرون کو ویسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو
بہمہ وجہ تیار رکھ چھوڑا تاکہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں ہے
کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب ہماری فوج کوچ کر کے
آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے
بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ ہمارا بھیر و نگاہ بائیں جانب رہا اور
ادھر ہم سہ پہر تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے
ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا جس کے دوسرے کنارے
پر اور ہمارے واسطے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوئی تھی اس کے پے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں
تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قائم کر رکھا تھا جس کے
پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور
توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی
تہوڑ جنگ اپنی فوج پر کمان کو رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج
کی ملک بدر علیحدہ قائم تھا ہماری فوج نے اپنا دامن اختیار کیا اور
چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علیحدہ کرنے میں کامیابی کا
مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علیحدہ
کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسی کے بٹالین کو حکم دیا کہ غنیمت
حملہ کریں اور ان دونوں کی ملک کپتان ولیم کوک کے حملے کی
ہوا اور غنیمت کا رسالہ ڈھواں پہاڑی پر ہٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے
اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس
کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی ان فوجوں کا کیوں قبضہ نہ رکھا
اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نہ چھوڑتا حیدر نے
اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر حکم کیا
لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت
کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سالامار گیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ ادھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مسلسل گولہ بازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دورانِ گولہ بازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت نگمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہور جنگ کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتش باری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ کپتان بیلی کے تحت بارہ کمینیاں ہو گئیں۔ جنھوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں انھوں نے اپنی دو توپیں مچیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ بج رہا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین گولے تک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک ترکم میں اترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھہر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے پس پھرتا رہا۔ لیکن صورتِ حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دُور ہی رہتا تھا۔ حیدر کی فوج ایک حصہ نے ہماری رسد پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مزدوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رستہ پر
ویراں ہو گیا۔

آخر مسلسل ۲ گھنٹہ کے کوچ کے بعد ہماری فوج ۳ ستمبر ۱۸۵۸ء
ریجن (ثانی) کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنا علی پہنچی
اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کو
کوئی غذا اور روانہ چارہ نہ ملا۔

کولی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف
کام کیا اور دوسری بلشٹوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں
اچھے فرائض بجالائے۔

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیاں کی	جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت
فوج کا تجربہ زیادہ ایک صد فوجیوں سے زیادہ ہے	ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرناٹک سمیت) نقصانٹ کرناٹک

سے ملنے کے قبل احاطہ تفصیل ذیل تھی۔

فوج متعلقہ متحدین :-

نظام علیاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساتھ توپ
حیدر علیاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جمہلہ	بیالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو توپ

فوج متعلقہ انگریزی کمپنی

انگریزی ۳۰ سوار آٹھ سو پیدل سولہ توپ
 دیسی پانچ ہزار پیدل
 نواب محمد علی خاں ایک ہزار سوار

جمہد ایک ہزار تیس سوار پانچ ہزار آٹھ سو پیدل سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوئی تھی اگر یہ فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملتی ہو جاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوئی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علی خاں اپنی فوج کے دو حصے کر دئے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رگن الدولہ کے مشورے کی بنا پر حیدر علی خاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں وغیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فوجزید

لے مورخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے :-

”پس ناظم موصوف (نظام علی خاں) بمشاورت رکن الدولہ نواب بہادر (حیدر علی خاں) اپنی تمام فوج و سپاہ خود را کہ ماہرین کلن فرما کے تاخت و تاراج صوبہ آرکاٹ و اطراف چنایا پٹن وغیرہ و گرداوری مواسی و آذوقہ رخصت ساز و نامہول و ہارس و دروہاٹے انگریز و محمد علی خاں راہ یا ہاگرچہ نواب بہادر نظر بضررت وقت کہ کار جنگ با پہلی دماں امتداد است خود را از جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف بہ اعتبار شکر خود و رای معنی استبداد و اصرار کار بردہ بہ سخنان گرم جوشی و ہمت نائی فریقہ برآں آورد تا نواب بہادر جمیع مردم بار و سوار و پیادہ با توپ ہائے جلوسے متعین صاحبزادہ قدر نمودہ میسر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں وغیرہ سرداران معتبر را ہمراہش دادہ رخصت و رآں سمت فرمود“

(نشان حیدری صفحہ ۱۳۰)

یٹپوسلطان کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مردوم بار اور چار ہزار پیادہ تو پچانہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل اسمتھ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈکی فوج سے ملتی ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علی خاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین وقت ضرورت حیدر علی خاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دور ہو گئے۔ صاحب نشان حیدر نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مہانی رکن الدولہ تھے جنہوں نے نظام علی خاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علی خاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں تقسیم کر پڑے۔ مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تا وقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہو اس کا تخطیہ نہیں کیا جاسکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد جنگ میں سب سے پہلے نظام علی خاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علی خاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولہ اندازی ہونے لگی جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور ان کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف مور و مخ کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شکلوں میں نظام علی خاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہو کر رکن الدولہ کی بے تدبیروں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہو گئے مومن کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

”..... (انگریز) بہ بازی اعدا فریبی از یک طرف سبقت کر دہ راست

بر سواری ناظم موصوف یورش آورد و چند گلولہ قطار بند صف شکن

پرانیدہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و جنگا

و توپ خانہ وارد بازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند

در آن وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنار

کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود

لا حول خواندہ پسپا گردید۔“

بہر حال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سوء تدبیری سے شکست پا کر سنگار پٹیہ کی طرف

روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ و گرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر آنے

کر دیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگار پٹیہ کے قریب پہنچ کر بندگانِ عالی سے

تقریباً دو کوس پر اقامت گزین ہوئے اور انگریز بہ حیثیت فتح مقام جنگ ہی پر پھیرے

ہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچ کر فوراً ایک ساندنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کر دیا

اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان جلد واپس آجائیں اور نظام علیخاں

کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بندگانِ عالی کے پیامیان لشکر کا اعتبار اور امرائے ریاست کی

کار آگہی بخوبی ظاہر ہو گئی کہ اہم وقت پر علیحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہو گا کہ آنحضرت کا ویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ صمیم جس طرح کہ عقل تنہائی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر بندگانِ عالمی سنگار پیٹھ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علی خاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پیٹھ اور بارہ محال کے اطراف اطراف ہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس کے واپس آنے کے بعد
نظام علی خاں کا حیدر علی خاں کی ضیافت کرنا
جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامانِ رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آئے تو نظام علی خاں نے حیدر علی خاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجد و کد بلو ابھیجا۔ اگرچہ حیدر علی خاں دل سے اس پر رضامند نہیں تھے تاہم ان کے پاس خاطر سے اپنے لشکر کے ساتھ جا کر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق مہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے:-

”مدراس پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عمدہ داروں کی اعلیٰ پمانہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سونے کے تخت پر بٹھایا جس کے نیچے کلابتوں سے بنے ہوئے تھے اور جسے انھوں نے رخصت کیے

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر
 بھی نظام کو دعوت دی لیکن سُونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
 اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر گلوڈا ہون اور اٹھ گیا
 جڑی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچائے گئے
 اور عمدہ مچل کے تیکے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
 نظام کے نذر کر دیا گیا۔“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ نظام علیخان
 حیدر علیخان کو سُونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخان، نظام علیخان کے مقابلہ
 میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخان کو اس کا بڑا
 خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رتبے پر سرفراز ہو
 اور نظام علیخان کے عہد کے مشہور مورخ شاہ نجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانِ عالی نے
 ان کو سُونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا
 اس موقع پر جو تھے کہ بندگانِ عالی نے حیدر علیخان کو دئے ہیں ان میں نہ اس سُونے کے تخت
 کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسند کا۔ صاحبِ توذک آصفیہ کہتا ہے کہ ^{لہ الثانی} حیدر علی
 کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخان حصار میں باریاب ہوئے اور ان کو اعلیٰ حضرت نے
 جعیۃ الماس مع کلغی پر سیاہ اور پیرچ مرصع معہ سلک مروارید دہگدگی مرصع اور ایک شمشیر

معہ قبضہ نیش مرصع و ایک قبضہ خنجر معہ دستہ شیب مرصع اور پانڈان مرحمت کر کے رخصت کیا اور اس کے دو روز بعد خود بدولت حیدر علی خاں کے پاس مدعو ہوئے انھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقربا کے ساتھ جلو خانہ تک آکر بندگانِ عالی کا استقبال کیا اور آداب بجا لاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زر نقد کے چوبترہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دوزخیر ہاتھی نذر کئے شاہِ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علی خاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروار اور ایک انگشتری الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین توپچی انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی پیش کریں۔

رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علی خاں کے قسٹا
 اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹہ میں تشریف رکھیں
 وہ (حیدر علی خاں) خود غنیم سے مقابلہ کریں گے اور اس پر قابو پا کر کرناٹک، پایان گھاٹ کا
 انتظام بوجہ احسن کریں گے۔ جس پر نظام علی خاں نے رضا مندی ظاہر کی اور ہسکوٹہ کو
 روانہ ہوئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرنولی، اسماعیل خاں المیچو پری،
 اور راؤ رنبھا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنھوں نے اپنی
 اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ تیل پٹی کے گھاٹ کو عبور کر کے انگریزی مقبوضہ قلعہ بنوگٹا
 کا محاصرہ کیا۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ
 کیلاس گڈھ دھوبی گڈھ پٹی گڈھ پر سے ہوتے ہوئے یلغار وہاں پہنچ گئے۔ حیدر علی خاں نے

اس فوج کے آنے کی خبر پا کر محاصرہ برخاست کر دیا اور وڈچیری اور بابن پٹی کے میدان میں جا ٹھہرے مازہ دم انگریزی فوج انہو رگڈ پہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علی خاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو مہینہ پر قیام کیا اور میسرور کن الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھہرے انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سوبجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی نظر روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹنٹ کرنل اوڈو دونوں قلب پر متوجہ ہوئے آتش زد و خورد مشتعل ہوئے رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شکلوں میں سپاہیوں کو بھاگی تو پھر وانم باڑی تک کہیں نہ ہوئی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگریز کے انگریزی لشکر کے چند اول پر جا گرے اور ان کو منہزم کر کے ان کے مال و اسباب کو حاصل کیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ اس سے مطلع ہو کر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے پلٹے۔ حیدر علی خاں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوئی تھی اور اس پر حملہ کر کے سامان غنیمت حاصل کیا اور وانم باڑی واپس آئے یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سردار ان انگریزی جگہ ٹھہرے ہے جہاں وہ تھے۔

لے اس واقعہ کو صاحبزبان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ”لشکر رکن الدولہ از مقابلہ ایک پلٹن و چند کلوہ صفت شین استقامت مردی از دست داد و تا وانم باڑی دم بر نیار د“ (نشان حیدری صفحہ ۱۳۴)۔

حیدر علی خاں اور رکن الدولہ میں اختلاف | حیدر علی خاں نے یہاں پہنچ کر رکن الدولہ کو طلب کیا اور اُن سے

رنجش آمیز لہجہ میں کہا کہ ”تھاری ہمراہی فوج نہر میت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران شہری کے ہمراہ حضور (سید گانعالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے میں کبھی فیروز منید ہو سکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجاہد و موانست کی وجہ سے ان کی سردمراجی میرے پاس ہو سکتی ہے ان کی غیرت مردانگی کو بھی پر باد کر دے“ اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موانست ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ (رکن الدولہ) اور ان کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ دو میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت متعہر کر دے کے ذریعہ پیغام رسانی ہوا کرے۔ اس واقعہ کو نشان حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا گیا، ہر اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہو گا جو یہ ہیں :-

”و نواب (حیدر علی خاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ پنخان بخشین امر
شنوائید چہ گفت کہ ہمراہیان شما بے ریب نہر میت اثر انداید کہ
شما مع افواج بہادران شہری بحضور بروید کہ از سعی آہنہا گاہے
روئے فیروزی نخواہم دید و مباد کہ اثر برودت تاخترن ایشان را
بہ نسبت ہمسایگی دہم جلیسی در رگ و پے جلادت کیشان ما تیر
کردہ حرارت غیرت مردانگی را بر باد دہد چوں او (رکن الدولہ)

مجدد سخنان دلیری بر زبان رانده از موافقت پہلو ہتی ساخت
چناں قریافت کہ اواز لشکر نصرت مآثر مدام بقاصدکم نیم بنگ
مقام ساز و واحدے از لشکرش بشکر ظفر بیکر نیاید و وقت
ضرورت بزبانی ہر کارہ ہائے معتبر ابلغ نماید

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وانم باڑی آئے حیدر علی خاں اپنی
قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز تپا تور کے میدان میں مقیم ہوئے اور دوسرے روز وہاں سے
نکل کر کاویری پٹن کے تالینزار کے پرے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار مورچے
قیام کر کے ان پر توپیں رکھ دیں۔ رکن الدولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے
انگریزی کرنل وانم باڑی کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر تپا تور ہوتے ہوئے۔
حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں
کے طلباء دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدولہ کے
سوار راستہ پر جمے ہوئے تھے ایک رات انگریزی سردار شیخون کے لئے آمادہ ہو کر اس
راستہ سے روانہ ہوئے جدھر کہ رکن الدولہ کے سوار طلباء پر تھے اور وہ اس شیخون سے
خبردار بھی ہوئے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ
اس انگریزی فوج کے سدراہ ہوئے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس سے ظاہر
کہ یا تو شروع مہم ہی سے رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے
آ رہے تھے یا یہ کہ حالیہ رنجش آئینہ گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علی خاں

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قائم رکھ کر ان کے مخالفین سے درپردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو دائف نہ کر کے بدلہ لیں۔ بہر حال انگریزی سردار راستہ قطع کر کے حیدر علی خاں کی فرود گاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دَلال اور دھمیلوں کے کیچڑ میں پھنسکر رات تمام بھُور کر دی۔ صبح کو حیدر علی خاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہو کر توپوں کی شک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علی خاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر ہچکچیر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کر لیا۔ صاحب نشان حیدری صاحب الفاظ میں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علی خاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے ماتحت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

”اگرچہ از یک طرف بہ بہانہ کو مک مستعد شدہ بود اما بنا بر ماتحتی

تاراج لشکر نواب قابو جو بود.....“

حیدر علی خاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب ان کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع ہی سے ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالہ رپاٹنڈہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سر کرے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علی خاں) سے علیحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیامِ اتحاد کی سہولتیں | اُدھر انگریزی سردارانِ دھمڑیوں سے بے نیل مرام واپس ہوا اور اُدھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بندگانِ عالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بندگانِ عالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت حیدر علی خاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علی خاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے یہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علی خاں ہسکوٹ سے گھاٹِ گرنیاں پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلاء، انگریزی شکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروکش تھے شاہِ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی تحریک محمد علی خاں نے نصیب یار خان قارالدو کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے بہت ہمت نہایت اعلیٰ حضرت میں مضرت کیا جو درجہ پذیرائی کو پہنچا لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلے کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:-

”..... (نظام علی خاں) حیدر سے علیحدہ ہو کر کڑیہ روانہ ہوئے اور

جو نہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لایتی دیوان رکن الدولہ

اپنے سارے محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اُس نے
نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ
اگر نواب محمد علی خاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صلح نامہ کے
طے کرنے کے کامل اختیارات کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو
وہ خود در اس آئیگا۔“

غالباً اسی غرض کے تحت ۶ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ (م ۲۶ جنوری ۱۸۶۵ء) کو
مسٹر فٹنر جیرالڈ حضور بندگان عالی میں باریاب ہوئے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے
کہ وہ محمد علی خاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملاحظہ کی
اور ایک مرصع جلیغہ رحمت کر کے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ فٹنر جیرالڈ کو
محمد علی خاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فٹنر جیرالڈ کام کر رہے تھے جنہیں سے ایک کپتان
جیمس فٹنر جیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فٹنر جیرالڈ اور تیسرا میجر تامس فٹنر جیرالڈ
اسی میجر تامس فٹنر جیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علی خاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس
فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرناملی سے رسد لارہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علی خاں
نے حملہ کیا جس میں اُس کو اُسی فٹنر جیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً ۱۷ دسمبر ۱۸۶۴ء
(م ۱۷ دسمبر ۱۸۶۴ء) میں ناکامی ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کامیابی کے بعد فٹنر
اعلیٰ کی ہدایت پر میجر فٹنر جیرالڈ بندگان عالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی
ہوئی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پردہ تھا میں رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

فصلت کرنل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھنچ لی گئی۔ جو ماہ دسمبر میں وہاں پہنچی اور بنگال آرمی کے کرنل جو سٹپ پیچ اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ شریک کر کے حسب ایما کنسل ۲۰ جنوری ۱۸۵۷ء (م ۲۰ رمضان ۱۲۷۵ھ) کو ونگل روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹنر جیرالڈ نظام علیاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سیرے کے ذریعہ بند گانغالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار شمالی پر قبضہ کر کے کھم اور وہاں سے ونگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدر آباد پر قبضہ کر لیں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہو جائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس تخویف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمائش سے نظام علیاں نے بعض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے ان سے صلح کرنے کی قرارداد کر لی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کے	فٹنر جیرالڈ کی باریابی کے دو ہی روز بعد بند گانغالی نے
اور وہاں ان کی آؤ بھگت	رکن الدولہ کو مدراس روانہ کر دیا۔ جو ۹ فروری ۱۸۵۷ء

(م ۲۰ رمضان ۱۲۷۵ھ) کو بڑے توڑک و احتشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ راجندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤ بھگت ہوئی ہے اس کو ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے

”..... رکن الدولہ اور نظام کے ایک مقدمہ میں سردار راجہ راجندر

بڑے توڑک و احتشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دی گئی۔ جن سڑکوں پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا بندرگاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت خوشی اور اطمینان ہوا وہ وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو دئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تحائف اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابلِ لحاظ تھے اس کمی کو آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برخلاف اس کے ان شاندار دوزیروں نے ایک صلح نامہ بریکمیلی دستخط کر دئے۔

تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط | ۱۲۔ فروری ۱۸۶۸ء (م ۲۳۔ رمضان ۱۲۸۸ھ) کو رکن الدولہ نے

صلح نامہ کی تکمیل کر دی اس میں سے حسبِ ذیل عہد و پیمان ہوئے۔

۱۔ مصطفیٰ انگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ انگر (عرف گنٹور) و راجندر پری

سیکا کول و کوندویر شبراٹھ مصرعہ ذیل نظام علیاں نے انگریزی کمپنی

کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ انگر کو چونکہ نظام علیاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی گیار

میں سے دیل ہے اس لئے وہ اس پر تاجات یا اس وقت تک

قابض و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علی
والاجاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علیاں سے متفق نہو جائیں۔
۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ انگر) معہ جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں
رہے گا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہے گی۔

۴۔ سرکار سیکا کول کے زمیندار نارائن دپونے اچھا پور میں فساد برپا کر کے
ادائی مالگزاری سے انکار کر دیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف
ہو گیا ہے اس لئے نظام علیاں اس امر پر رضا مند ہیں کہ اس صلح نامہ
کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکارانہ طور
مصطفیٰ انگریز احمدری اور سیکا کول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھیں گے
کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور
اپنا ذمگی محاصل مال و سائر وغیرہ اس کو ادا کرتے ہیں آصف جاہ
مذکور اس امر پر رضا مند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والاجاہ یا انگریزی کمپنی
کے ملازمین یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دیں گے
اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ۱۔ حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار ورنگل میں اپنی فوج
بھینچے پر مجبور ہوئی تھی۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس
فوج کو حکم کے قلعہ کو واپس کر لے گی اور جو نہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کشن پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعہ کھم کو ان کے نائب کے سپرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۶۸ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۳۸۷ھ سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکائی دو اقساط میں کرتی رہیگی اور سرکار کو بذریعہ قرضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکار ان پیرامن و امان کے ساتھ قابض و متصرف ہے اور نظام اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے دسویں اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کریگی اور اگر کوئی بذریعہ قرضہ ہو جائے تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہوئے تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکار ان مذکور کمپنی کو واپس نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائیگی معلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت دے نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ لیکن اس سے ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہوگا اور اس وجہ سے امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والا جاہ کے مابین ہمیشہ
 کیلئے اتحاد قائم ہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا
 دوست باقی دو کا دوست متصور ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہو
 یا متحدین کے ممالک پر کوئی غلبہ حملہ آور ہو تو متحدین میں سے
 کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والا جاہ
 اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کے دو
 اور چھ توپیں یورپین سولجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر
 فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ
 کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں
 ۷۔ ارشاد عالم نے نواب والا جاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک
 عمدۃ الامراء کو سلا بعد نسل کرنا ملک پایاں گھاٹ کی حکومت سے
 سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علیحدہ کر کے جلاوطن
 کے متعلق اپنی طرف سے فاریغ خطی دی جس کے عوض نواب والا جاہ
 نے پانچ لاکھ روپے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور
 ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمنا کو تسلیم کیا
 ب۔ نظام، انگریزی کمپنی (یعنی صدر شین وارکان مدراس کنسل)
 اور نواب والا جاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرنا ملک اور

سرکاران شمالی میں خط و کتابت نہ کریں گے۔ اور نہ کمپنی و نواب لاجا
نظام اور ان کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ
پر ہوں گے) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط و کتابت کریں گے۔
۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رو سے والا جاہ اور ان کے
فرزند کلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد مرحمت فرمائے۔

۱۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ ایمن کندلہ (بشمول گھن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گھٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ه۔ ضلع سونے و وپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی رو سے وہ دکن کے اثر سے علیحدہ
کروئے گئے۔

۹۔ حیدر نایک (حیدر علی خاں) نے سلطنت میسور غصب کر کے اطراف

میں اودھم مچا دی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب
والا جاہ کے علاقہ کو تباہ کر دیا ہے اس لئے ہمسایہ ملک کی فضا

و فائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک نہ کور کو سزا دی جائے اور

اس کی قوت کو توڑ دیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور فاضل قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطابات
 و اسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جواب سے پیشتر خواہ انھوں نے
 یا کسی اور صوبہ دار و کن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ
 حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ
 توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا ناہل
 ثابت کیا ہے۔

۱۰۔ ۱۔ انگریزی کمپنی امن و امان کے ساتھ ساحل کو رو منڈل اولیاً
 پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب۔ انگریزی کمپنی بمعیت نواب والا جاہ کرناٹک اور دوسرے
 مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج۔ یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالا گھاٹ (جو صوبہ داری پور
 سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے
 تحت تصرف رہے جو عدل و انصاف اور احکام شاپہ کی اطاعت
 آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالا گھاٹ مذکور کی نو
 پور (جو صوبہ داری پور سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی متصرف رہے
 اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کرے
 لیکن نظام کو یہ حیثیت صوبہ دار و کن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے مفقود نہ ہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی دیوانی پرفیضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپے آرکاٹی سالانہ دوساوی اقساط میں ادا کریں گی بشرطیکہ نظام حیدرنا یک کو تدارک کرنے میں کمپنی اور نواب والا جاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خود مراسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔

۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم رہیں جو انگریزی کمپنی کرناٹک لاگھاٹ پر چٹھیت دیوان قابض ہونے کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کرناٹک اور انگریزوں کے ہواہ خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی معقول خدمت پر مامور کر لیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ رنبا، سفارش ان کے تقرر کا وعدہ کر لیا گیا اور اسی بناء پر یہ ۲۵ شوال کو وقار الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور میزج مرصع سے سرفرازی پائی۔

مراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور بیٹھا	رکن الدولہ ۲ شوال ۱۱۸۰ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۷۶۷ء)
گورنر مدراس و نظام علیجا کے مابین تبادلہ	کو گورنر مدراس اور محمد علیجاں سراج الدولہ کے تعلق

کے ساتھ مسر س افلی ادب رسی کو لیکر حاضر خدمت ہوئے گورنر کے مسئلہ تحفیہ تھے۔ (۱)

مرصع کار صندوق ایک (۲) عطر دان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانات (۵) شجر

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اسکی بے بند گانگالی کے بلیدہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور

رگھناتھ راؤ کی ہمہ میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی ہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علی خاں کی ہم سے فراغت پا کر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناتھ راؤ نے یہ ادعا کی کہ اس کو حکومت مہاراشٹر سے نصف پر حکمراں کیا جائے اور بقیہ نصف پر مشیوا مادھوراؤ قابض ہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی گکیواڑ اور ہوکر کے دیوان گنگا دھراشیثونت کے خدمات حاصل کئے اور جاجی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ^{۶۸}اگرچہ

(م ۲۲- محرم ۱۱۸۷) کو دھوداپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کر دیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہو گیا۔ اس کو پونہ کے شنوار محل میں نظر بند کر دیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبنی امیت راؤ سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگرانی نانا پٹھنویس کے تفویض کر دی گئی اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پا چکنے کے بعد جاجی بھونسلہ کو بھی مطیع کر لینا مادھوراؤ کو ناکام

۱۱۸۲ھ

رکھنا تھ راڈ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیاں کی طرف سے رکن الدولہ ۹ ربیع الثانی

(م ۲۳ اگست ۱۸۶۸ء) کو مادھوراؤ کے پاس روانہ ہوئے حسب بیان شاہ تجلی اس وقت ان کے ہمراہ معقول فوج تھی اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھوراؤ کی رفاقت بھی کی چنانچہ کنکلیڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں باسم اور کارنجہ کو جانے والی سڑک سے علاقہ برار میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ اودھر سے اودھر اور اودھر سے اودھر مالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچا تا رہا کئی گاؤں جلا دئے۔

صلح نامہ کنکا پور کی تکمیل اور ایس | جب جانوجی بھونسلہ نے اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں ریاست کے مفاد سے قطع نظر | کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا تو صلح کی خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۸۶۹ء (م ۱۵ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ) کو بمقام کنکا پور تکمیل پایا جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کو

راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے ہمدست ہوا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک خاص تعداد تک محدود ہے

جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شہنشاہ سے

اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

لے توڑک اصیفہ صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۳۔

۲۔ ہٹری آف دی مرہٹا پیل جلد دوم صفحہ ۹۴۔

۴۔ بطور ہرجانہ پانچ لاکھ روپیہ پیشوا کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست کے متعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم از کم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں ان تک تھی یعنی یہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہر حال رکن الدولہ کو نظام علیخاں اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کا لکا داس کو پیکیا ری کی خدمت تفویض کر کے اپنا نائب بنایا۔ سپاہیوں کی ایک سال کی تنخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلو خانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی تشفی کی خاطر آنے لگے تو برسر بازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کر دیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہو گیا اس واقعہ سے متاثر ہو کر راجہ رتن چند نے چند جمعہ داروں کو اپنے موافق کر کے حضور میں فرد مطالبہ تنخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

”اگر رکن الدولہ کی علیحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر نہ ہو

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پوری خواہ ادا کر کے دس لاکھ روپے بطور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں۔“

اس معروضہ پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی مہریں بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں“ جس پر انھوں نے اپنے ممتد خیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فرد مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانِ عالی نے بھی کوئی حکم نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۸ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ (۲۲ جولائی ۱۷۶۹ء) کو قلعہ دروازے سے بیرون شہر تشریف لیا کہ خود بدولت نے ان کا استقبال کیا اور خواصی بٹھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے گئے اور رتن چند کے افراد و طلبا ان کو دئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے ”رتن چند اور اُن کے بیٹے کا پنچند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علی کے اس حُسنِ سلوک و حُسنِ ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمت اور نمائشِ ظاہری سے بندگانِ عالی کو اپنی طرف بٹھلا دے میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعا گو یوں کے حق میں کئے اس قابل نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

لے صاحبِ توڑک اصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن آلِ تمغا و انعامی مواضع کو جو عہدِ اصف جاہ اول بلکہ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے ساداتِ غوا و بیگان پر بحال تھے منہ بکر کے جدید منصبداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ لیکن مدارِ اہام کے اثر سے اس ستمِ بیگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سنی (توڑک اصفیہ ۱۹)۔

اواخر جمادی الاول ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں بند گانگالی گرگنٹھ روانہ ہوئے
 وہاں کا زمیندار کسرش ہو کر لوٹے مال واجبی میں تھا وں کرتا تھا۔ ضابطہ جنگ ابراہیم بیگ
 دھول نے بڑی خوبی سے صرف چند ہی روز میں اس ہم کو سر کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر کلبرگہ
 روانہ ہوئے اور روضہ مبارک پر فاتحہ پڑھا اور سجاد سے صاحب سے ملاقات کر کے کلیانی
 کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ چند زمین کے بیٹے راجہ راجندر کے زیر تصرف تھا جو کئی سال قبل
 صلابت جنگ کے عہد کی اخیر جنگ میں (جو مرہٹوں کے ساتھ ہوئی تھی) ان کے سب سے
 چھوٹے بھائی میرعل علیخاں ناصر الملک کو درغلان کریشوا بالاجی راوے کے پاس بیکر چلا گیا تھا۔
 جس سے صلابت جنگ کا یا بہ الفاظ صحیح نظام علیخاں کا پتہ کمزور ہو گیا تھا۔ اگرچہ جنگ
 سے واپس ہوتے وقت نظام علیخاں نے اس کے علاقہ کے موضع چمچلہ پر حملہ کیا تھا لیکن
 اس کے لئے یہ کافی نہیں تھا اور اس کے بعد سے اب تک اس نے تلافی مافات کی کوشش
 نہیں کی اور نہ وہ بند گانگالی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اعلیٰ حضرت کو گرگنٹھ سے واپسی کے
 وقت یہ موقع ملا کہ اس کو معقول سزا دیں چنانچہ ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں ۵ مارچ ۱۱۸۳ھ کو اسے
 گرفتار کر لیا گیا اور جب یہاں سے حیدر آباد واپس پہنچے تو اس کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا گیا
 اس کا توپ خانہ اور ہاتھی اور دیگر اسباب وغیرہ ضبط کر لیا گیا۔ بیٹے کی گرفتاری کے بعد
 اُس کی ماں نے قلعہ کلیانی کے دروازے کو بند کر لیا اور چاہتی تھی کہ مقابلہ کرے قلعہ کا
 چند روز محاصرہ ہوا تاہم ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں گورامچندر کی والدہ نے قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کیا
 اور بند گانگالی نے ازراہ لواؤشش مواضع بھالکی اور بھاتمرہ اُس پر بھال کر کے قلعہ کلیانی پر

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعہ اربنا دیا اور ہنا باد اور پچھلہ جو راجپوت کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نزل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگاراؤ تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا وں بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانِ عالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعہ نزل کو خالی کر دیا۔ بندگانِ عالی نے ابراہیم بیگ ضابطہ جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعہ مذکور مع قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابطہ جنگ نے بندگانِ عالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جو اورتین کشتی طُبوس خاص مذر کئے۔

بلدہ حیدرآباد کا پایتخت قرار دیا جانا | ۱۲ صفر ۸۴۲ھ (۱۷ جون ۱۸۴۲ء) کو علیحضرت نزل برخاست ہو کر ۷ ارماہ مذکور کو حیدرآباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ دولت میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ، خزانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اغواء نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی جوئلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحبِ تیاریخ ظفر نے ان میں سے کثرت عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً کھٹال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چار کمان کا میدان سلاطینِ قطب شاہ کا یہاں کا جلاوطن تھا تقریباً پینسٹھ سال سے یہاں کوئی پادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ مہندم ہو گئی تھیں اسی کس میرسی میں ان مہندمہ مکانات میں غریب غربا اور کچھ اہل حرفہ رہتے رہتے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صرافہ (کھٹال) ہمیشہ شکر کے ہمارے

شہر کے باہر اتر کر تا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہتا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرفہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنمائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و مرج کا یہ بھی ہوگا چنانچہ چار مکان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوئی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۴ھ (نومبر ۱۸۷۱ء) میں ساکنین صرفہ نے چار محل اور دوا محل کے درمیانی وسیع میدان میں امت اختیار کی اور اندی رام و کومانجی نایک و ہرل کالجی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بنیاد لی۔ صاحب تیاریخ ظفرہ نے اس صرفہ کی آبادی پر ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے۔

مقام سیم وزر وراں مکاں شد۔

نماز استسقاء اور شدت باران طیفانی | ۱۱۸۴ھ کے موسم باران میں بارش مطلق نہیں ہوئی
 بند گانغالی تمام بندگان خدا کی پریشانی پر نظر کر کے یکم جمادی الاول ۱۱۸۴ھ (۱۲ اگست ۱۸۷۱ء)
 کو فتح دروازے سے پایادہ ایک انبوہ عام کے ساتھ عید گاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء
 منقے عبد القوی خاں کی امامت سے ادا کر کے باران رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے
 روز بھی اسی صبح عید گاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرور خطیب مکر مسجد
 نے کی آخر سترھویں ماہ مذکور کو بڑی زور کی بارش ہوئی جس سے وہ موسم میں طیفانی ہوئی
 جنوبی شہر بنیاد کا ایک حصہ خراب و بنیاد سے اکھڑ گیا اور پل (قدیم) کے بازو کی دیوار بھی بگڑ گئی
 صاحب تیاریخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش کی وجہ سے زکھوڑہ اور پرگنہ حویلی محمد نگر کے پل

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑھ بڑھ کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور پل کے اندر کی آبادی اور محلہ جات چار محل، رکاب گنج، بادشاہی عاشر خانہ، چنپا دروازہ،

مڑکی بازار، بلخ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہا لیکٹی۔ تقریباً بیس ہزار گھر اور دو ہزار آدمی نذر آب ہوئے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھے ان کی تباہی علیحدہ

اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے

جو ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۲۱۶ھ کی (۱۸۰۲ء) میں ۱۹ ستمبر ۱۲۱۶ھ

میں شہر نیاہ پرانے پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہو گیا جس سے

اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستہراؤ ہو گیا جن کا ذکر صاحب ظفر نے

کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب گدہ کی

باؤلی، گھانسی بازار، پتھر گٹی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ درئی دار الشفا

پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔

پُرانے پل، مُسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالا بھالا

گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بُری طرح شکستہ ہو گئے تھے۔ پُرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں

ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداوپر کی مورم بہ گئی اور کمائیں رہ گئی تھیں۔

شمالی محلہ جات میں اُن محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے مستعد پورہ،

کاغذی گورہ، دھول پٹیہ، چوڑی بازار، بیگم بازار، محبوب گنج، گولی گورہ، پتکیوں کی باؤلی

تک پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کا تکیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان بہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھے گئے بہت سارے لوگ فضل گنج کی مسجد کو زینا نہ پہیل اور مختلف دختوں پناہ لیکر بیچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جا بجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ بہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہو گئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ مذہبی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غفراں مکان نواب میر محبوب علیاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیٰ حضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فلڈ ریلیف کمیٹی کے نام سے قیام کی منجانب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا ان مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقیص عطا کی گئیں جن کے مکانات نزد طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پھر ان کی تعمیر بذات خود کر سکتے۔ بہر حال اس فلڈ ریلیف کمیٹی نے بڑی استعدادی ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قیام ہوئی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُود ہائے موسمی اور ساکل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانہ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لا کر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اسد ملکہ و دولہ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کاراؤن جو نوں خزانہ ہا

آب میں سے ایک کو اپنے نام نامی ”عثمان سگر“ اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے یعہد والاشان عظیم جاہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر طال احمد عمر کے اسم گرامی پر چھاپا گیا ہے۔
سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ | اس زمانہ میں پرندوں اور چارپایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیخاں کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلگے لڑانے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم الجثہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیلا، کا محاورہ زبان زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلداتہ ملکہ و دولۃ نے ذریعہ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس رواج قطعاً موقوف ہو گیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیخاں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ شکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ بنی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر حلیہ کے تالاب میں ۱۷ سالہ مکر بنی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی ٹھہرا گئی۔ خود بدولت مع محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق افروز ہو صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ اور دیگر امراء بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک تماشہ میں جمع تھے۔

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار بس گز
 طویل اور دو گز بلند کھینچتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں
 کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار جدا مل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سونڈ میں سونڈ
 ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آ جاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے
 اٹھ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخوں اور نیروں
 ان ہاتھیوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانِ عالمی نے تین چار جوڑ
 ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور
 محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانِ عالمی ہاتھیوں
 کو لڑانے والے قیلبانوں کو انعام و اکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو | غزوہ ذیقعدہ ۱۸۵۷ء (م ۵ فروری ۱۸۵۷ء) کو رکن الدولہ خفیہ طور پر
 بعض امور کے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نہ مناسب تو زک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ
 کسی اور موخہ سے پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا ماموہراؤ کے سخت علیل ہونے سے
 رکھنا تھراؤ کا جو اس زمانہ میں نظر بند تھا انایم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علی
 اور نظام علیاں سے ریشہ دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ بہا
 سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی سکہ
 میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہر حال وہ دو مہینے انیس روز کے بعد واپس آئے۔

بند کا نعلی نے پرانے پل کے باہر تک جا کر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواہی میں بٹھا کر لے آئے۔

مادھو راؤ کے بعد ناراین راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سانش سے مارجانا

مادھو راؤ پیشوانے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی

ناراین راؤ کو اپنا قائم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن

اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ ناراین راؤ نے

پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالفت

ہو گیا۔ لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جانوجی بھونسلہ کے انتقام

پر اس کا متبنی ارگھوجی بھونسلہ (جو جانوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلیبی فرزند تھا)

قائم مقام ہوا اور اس کی نایاب النی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جانوجی کے

دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوئے۔ ناراین راؤ پیشوا رگھوجی کی ولایت کے

مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش

شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا۔ لیکن وہ قید میں تھا اس لئے ان

وکلاء نے اس کی زوجہ انندی بائی سے اس کو قید سے نکال کر پیشوا بنانے کی

لئے سانش کر لی۔ اور گاڑیوں کی فوج کے سرداروں (سومرنگھ، کھڑک سنگھ اور جھکیو)

کو فراہم کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ گاڑیوں کے سردار سومرنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا

تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں ٹول لگائے

تقسیم کر دیگا۔ اس خط میں رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پا کر ”گرفتار کر لے“ کے عوض ”مارڈ“ بنادیا۔ جس پر گاڑیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۸۷۸ء (م۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء) کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہو کر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں میٹھوار ہتھاکھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظر بند تھا۔ جب یہ فوج ناراین راؤ کے پاس پہنچی تو دو فوج کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گاڑیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کر ڈالا اور رگھناتھ راؤ کو میٹھوا بنادیا۔

رگھناتھ راؤ میٹھوا کا مالک محروم پہلے | نظام علیاں چونکہ مادھوراؤ کے انتقال کے بعد ناراین راؤ میٹھوا کے ساتھ متحد ہو گئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہو گئے۔ جس کی ناراین راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے میٹھوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے سا باجی اور نظام علیاں سے مقابلہ کرنے کا ہتھیار کر کے اواسط ماہ نومبر ۱۸۷۸ء (م رمضان ۱۲۹۸ء) میں محالک محروسہ میں داخل ہو گیا ناراین راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہو کر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۲ شعبان ۱۸۷۸ء (م۔ ۱۔ نومبر ۱۸۷۸ء) کو موکھیر پہنچے۔ اوائل ماہ رمضان ۱۸۷۸ء

لے ناراین راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی نسبت جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خطر رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی وجہ سے یہ جعل کیا ہے تو اس کا بانی مبنی رگھناتھ راؤ ہی کو قرار دینے میں تاثر نہیں ہو سکتا۔

۱۔ صاحب تاثر آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رگھوناتھ راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوئے صاحب مائثر آصفی نے صفوں جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ مصفا جنگ بیدر^{۱۸۸۵ء} ہراول
بجوارہ مائثر آصفی
ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان

بابین مہینہ مہاراد	ایلمتیش مصمص المملکت	بابین مہینہ گوپال سنگھ قندھار والا
برنغار رکن الدولہ	قول نظام علیخان	جزنغار شرف الدولہ بکدکن الدولہ
نرپت سنگھ	چندا اول	بالاجی کیشو
حشمت جنگ برادر راؤ بکدکن الدولہ		

اس نقشے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بندگان عالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب فوزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیٰ حضرت حوضہ آہنی میں سوار شریک جنگ ہوئے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر ابراہیم بیگ خان) کی کمان تھی۔ جن کی کمک پر ایمر بیگ خاں اور فتح خاں مامور تھے۔ اور صاحب مائثر آصفی کے بیان کے موجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست ہمارا راؤ اور اورنجنا بکدکن تھے اور جانب چپ گوپال سنگھ قندھار والا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتاؤ ہر قوم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ ایمر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤ رہنما اور گوبال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب توڑک آصفیہ نے اپنی شناسائی کی بناء پر قابل ذکر تصور کیا۔

صاحب آثار اصفی کہتا ہے کہ بنگا نغالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۸۰۸ء کو سوادلہ بیدریں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سوار پوینا فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پشوا کی فوج دو چاند سے بھی زیادہ - ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ تہجی کا خواب اور اس کی تعبیر | اس جنگ کے دوران میں شاہ تہجی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے تقارخانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ تقارخانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علی ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علیا کی مدد کو آئی ہے اور یہ تقارخانہ راگھو (رگھوناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دی گئی کہ رگھوناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہو جائیگی شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھوناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوئی اور چاروناچار ۲۲ رمضان ۱۸۰۸ء (م ۱۲ دسمبر ۱۸۰۸ء) کو ڈھونڈورام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کر کے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بنگا نغالی

رکن الدولہ، وقار الدولہ، ڈھونڈو رام و کرشن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جب استقبال رکھنا تھ راؤ کے متبنی (احمر راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک زنجیر نفل اور دو راس گھوڑے اور سر پہنچ مرصع اور دو کشتی ملبوسات رکھنا تھ راؤ کو روانہ کئے اور دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رتھا، کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لگے رکھنا تھ راؤ اور نظام علیاں کی ملاقات دونوں شکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے دونوں مل کر رکھنا تھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سر پہنچ مرصع جینہ کنٹھی مالا باسلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی ملبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد بند گانغالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکیدی کہتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیاں کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بیدر میں پناہ گزیں ہوئے مجبور ہوئے جس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کے بعد بند گانغالی نے صلح کی خواہش کی اور بیس لاکھ محاصل سالانہ کا علاقہ رکھنا تھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا یہی مورخ چینیس کچھ (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۴۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ :-

”نظام علیاں نے ہمت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرقی مقابل کے

خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہد داروں

کو مطلع کئے بغیر نظام علیاں صرف دو سو پیاہیوں دیوان کنالہ کو

مرہٹہ پڑاویں رگھناتھ راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔ وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر کال کر رگھناتھ کے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے بقعہ ضا میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے۔ رگھناتھ راؤ کے قول سے وفیاضی حرکت میں آئے اور بیوقوفی سے اُس نے نظام کو اُن کے زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صلح کے لینے سے انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی ضیافتیں کیں اپنی کمزوری طبع سے رگھناتھ راؤ نے تحفے و انعامات ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو وداع کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔

صاحب مائٹرا سمی نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق مہر خا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ البتہ نکالا جاسکتا ہے کہ نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوئی لیکن یہ مہرگز باور نہیں کیا جاسکتا کہ ہندو گانغالی نے اس موقع پر رگھناتھ راؤ سے مل کر اپنے زیورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے اس مورخ نے صلح کی نسبت جو کچھ توجیہ منجانب رگھناتھ راؤ پیش کی ہے اس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اقل سیل مدت میں جنگ و محاصرہ سے پر دل ہو سکتے

اور نہ صلح کرنے پر مجبور۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ سا باجی بھونسلہ رگناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہو کر مواضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے اپنے حرکات و سکنات سے ناوم ہو کر بندگانِ عالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس موقع نے اس صلح کی نسبت اور نظامِ علییناں کے رگناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی مزیافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:-

”چوں ملک مقبوضہ غنیم از فوج سا باجی بھونسلہ رو بخرابی بہاد و بندوبست آں طرف بعد ناکامی بمقبہور ضرورت شد از حرکات و سکنات باطلہ عرقِ خجالت بر روئے روزگار خود آوردہ دست معذرت بدامن آمرزش زد بندگانِ عالی را از آنجا کہ ہمت والاغذہ پزیر و نظر بر فراہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخدول و سبوم (ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تسکین شوریدہ خاطر فرستادند و کاغذ ملک دوازده ملک رومیہ نوشتہ حوالہ کردند چوں عہد و مواثیق از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی او بار طرازت نصیم یافت ملاطہام را خلعت پنج پارچہ و یک راس اسب و یک زنجیر قیل وادہ مرحض گردانیدہ۔ بیت و چہارلم ماہ منہا خود بدولت و اقبال کمال مراتب خرم و ہوشیاری میکانے کہ

مابین ہر دو شکر مقرر شدہ تشریف بردہ بہ آبِ مراحم و عنایا
 بے پایاں غبارِ ندامت از چہرہٴ حال او شستند و از آنجا حبیب
 استمالت او بفرود گاہش متصل خانہٴ پو نخلِ کرمیت و اتقان گتہ
 نائیکپاس شہوت و ابہتِ اجلاس فرمودند بعد از آن کہ طعام ضیافت
 او تہ ناول مبارک درآمد و از خوان نوازش و ارتحانِ فلتنہ
 شدہ تشکیش از دہ پارچہ و دو اسپ و دو فیل و غیرہ با کاغذِ ملک
 دواز دہ لکت روپیہ کہ مدار الہام رسانیدہ بود واپس نذر و الا کرزا
 برخاست نمودہ ببارگاہِ عالی مراجعت نمودند۔

اس بیان کے بموجب نظامِ علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذار تہ دیگر
 رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ
 سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنار اؤ نے اس امر پر متعلق رکھا
 کہ وہ (نظامِ علیخاں) بذاتِ خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بند گانغا لی
 اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت
 کی اور واپسی کے وقت اس کاغذ گذاشت کو بھی واپس کر دیا جو ایک روز قبل نظامِ علیخاں نے
 اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے ملبوسات و تحائف بھی پیش کئے شاہ تجلی
 کا بیان ہے کہ اس صلح کی حسن سہی کے سلسلے میں بند گانغا لی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی سرپچ
 مرصع اور دو لڑمروارید مرحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنی ۲۶ رمضان کو رگھوناتھ راؤ نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوئے اور محلات مبارک کو حیدرآباد سے لے کر لے کر زبردست خان اور داور جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہناباد کی منزل پر ۱۵ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدبوسی حاصل کیا ۱۸ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرہ ذیقعدہ کو قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوئے اس سفر میں دھاجی بھونسلا کے کارپرداز شکر اجمی گھوڑ پڑھ سے مقابلہ ہو گیا جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضافات میں تحصیل محاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہو گئی اور بہت کچھ مال و اسباب بندگانغالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

ناراین کے قتل کے انتقام میں | اس جنگ سے فارغ ہو کر جب بندگانغالی دریائے پھیمر کے کنارے نظام علیا کی شرکت | فروکش ہوئے تو امیرالامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل کیا جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن ہائے عیش و نشاط گرم رہے ان کو رخصت کر کے مرز کچھ کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیا اور رگھوناتھ راؤ کے باہم صلح ہو گئی تھی اس لئے سرداران مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے ناراین راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہو جائیگا اس لئے سا باجمی بھونسلا اور ترکم ماما نے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیا سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوئی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

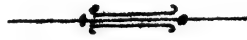
میں نہیں آئی تھی کہ امیر الامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار الدولہ ہماہت جنگ کو رگھناتھ راؤ نے گرفتار کر لیا جس پر بندگانغالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا چنانچہ خود بدولت نے ظفر الدولہ اور داوڑ جنگ، بالاجی کیشو راجہ ترپت سنگھ ورستم راؤ پانڈھو کو اس غرض کے لئے مامور کر کے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور درگاہِ قلیخاں سالار جنگ کے باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۶ھ (۱۶ مئی ۱۷۷۱ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں سا با جی بھونسلہ اور ہریرام پٹھکیر شرف اندوز ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرار داد ہوئی جس کے بنیاداً نظام علیخاں نے عمان غزمت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکڑ اور سندھیہ کے ساتھ متحد ہو کر ممالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اتر آیا ہے جس کے ساتھ بندگانغالی (۱۵-۱- رمضان ۱۱۸۶ھ) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۱۵- ذیقعدہ ۱۱۸۶ھ) جوڑی شہر برہان پور پہنچے اس زمانہ میں مودہ جی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے سا با جی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا تھا اور چونکہ نظام علیخاں خود سا با جی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف بھی تھا جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیخاں نے ظفر الدولہ، براہیم بیگ خان دھونہ کو مقرر کیا تھا اور

لہذا یہ اپنے والد سے اجازت لیکر بندگانغالی کی قدامتوں کے لئے مختصر عرصہ کے ساتھ دھونہ سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے اپنی بھاری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جس پر یہ قریب کی ایک گڑھی میں محصور ہو گئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے توپخانہ کی گولیاں ایک تابلاکتے تھے آخر شکست ہو گئی اور ہماہت جنگ رگھناتھ راؤ کے قابو میں آ گئے جو آخر ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۸۶ھ کو رگھناتھ راؤ کے چکرا نکل کر صوبہ میں قدامتوں میں ہوئے۔

۹۷۷ھ

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اور آخر ماہ صفر ۹۷۷ھ (مؤخر ماہ اپریل) میں ظفر الدولہ اور مودھاجی کے مابین ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس کا ایک سردار ایشونت راؤ فرار ہو گیا اور ایک سردار گویندر راؤ زخمی ہو کر گرفتار ہوا اس کے بعد ظفر الدولہ قلعہ نبیر کا محاصرہ کیا جو مودھاجی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے ^{خاں} حسین بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے حاربین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی مہلت مانگی جس کے بعد قلعہ اوبیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔



قتل دیوان رکن الدولہ

قلعہ نمبر ۱ پر قبضہ ہو گیا تو بندگان عالی معہ خدم و حشم یہاں تشریف لائے اس منزل میں ابراہیم خاں جمہدار کے رسالہ اشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضونے رکن الدولہ کو حضوری خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ایک ہند گانعالی یا ان کے محلات سے وابستہ ہو جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایما سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیجاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سوزِ ظنی بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تدریجی طور پر اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیجاں کے صاحبزادے فرید خان کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ

لے یہ واقعہ فرید خان نے اپنی تصنیفات فیوضات سبحانی میں بیان کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے۔

”حضرت قدسیہ عہدہ بیگم صاحبہ قریب گو لکنڈہ خاں خرنہ تیار کنا نیدہ حضرت غفران مآب را سوار شدہ ہمراہ بردہ خواہا استاد و دیگر محلات ہم رفت حضرت بدو انخانہ فرود آمدہ محل رونق افزا شدہ غلام بنی خاں شہسوار جنگ مرد بنی المذہب متوکل بود و میر منی خاں رکن الدولہ و محمد غوث خاں سیف الدولہ کہ بخلاف آباد اجداد خود وصحت شیعہ مال تشیع شدہ بودند از عمر مذہب بہ شہسوار جنگ خصوصیتے بدل می داشتند بہ دیوانخانہ باہم از کار مذہب برآمدند شہسوار جنگ دست بقبضہ شد مضطرب و محضو رسید عتبانہ رکن الدولہ وسیف الدولہ حکم شد کہ من سنت جہانم از آباد اجداد خویش کہ ہمہ خلق می دانند پس اگر منی از نوکری ای خاندان نداشتہ باشی فحماً دیدہ ہوا کہ بخوابید بروید و از دیوانخانہ من بدر آئید و بہ شہسوار جنگ بلامت حکم شد کہ اگر شمارا چنین گفتگو منظور است بدر بسر بروید یا بخانہ خود۔ ای دیوانخانہ رئیس است نہ جائے قبل و قال۔“

نظام علیخاں کی والدہ کے حکم پر قلعہ گو لکنڈہ کے قریب بندی میں خرپڑہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمائش پر بندگان عالی معہ خدم و حشم وہاں نہضت فرما ہوئے حضور ہرکاب امراء کو باہر چھوڑ کر محلات میں رونق افروز ہوئے دیوانخانہ میں علامہ خاں شہسوار جنگ (سنی المذہب شنی خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ اور محمد غوث سیف الدولہ جو اپنے آبا و اجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہو گئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی مباحثہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہو گئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ سے بطور عقاب فرمایا کہ :-

”تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آبا و اجداد سے سنت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔“

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ :-

”اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو مدرسہ جاؤ یا اپنے گھریہ دیوانخانہ میں رہیں ہے نہ جائے قیل و قال۔“

اس واقعہ سے قطع نظر کر کے اگر رکن الدولہ کے طرز عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بحقیقت مدارالمہامی انھوں نے عہدہ داران سرکار عالمی کا ایک بڑا جھگڑا موافق کر لیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقرباء اور ہواخواہوں کو دیے گئے تھے

اور یہی عہدہ دار ہر مہم میں سربراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علییاں کی ناکامی سے یہ امر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدلتی کی طاقت و اثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو دھمکے محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر وقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقار الدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ دارجیل آباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ محمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروا نہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی فراحت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریباں بھنگ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقار الدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کی کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا چوبدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زبردستی کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا ”خان صاحب آئے آئے“ سید نجابت خاں مذکور نے نزدیک بڑھ کر فرمایا:-

”من برائے این نیامده ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ

برائے این آمده ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شمایا روا“

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قسیمہ کہتے تھے

”یہیں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو چشم خود میں نے دیکھا
 آل رسولؐ کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الدولہ کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے۔“
 اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی
 وقعت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیخان کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب بائیس
 اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ ”حق سچا“
 تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شمایار“ اس قیاس کی گنجائش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے
 اپنے اُس جوش انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں الفاظ
 پر اکتفا کیا اور ہی جوش آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب
 گلزار آصفیہ اس کو صرف نظر کر کے محلات بندگانعالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار
 دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنہیں سے پہلے
 کہ ایک دفعہ ایک مغل تاجر پھلی بندر کی چھینٹ بغرض فروخت لایا محلات کے ملبوسات میں
 اسی کا سنجاف لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکاری ہوئی اور اس کی قیمت میں
 سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ مہینے
 گزر گئے پھر بھی اس کی ادائیگی نہیں ہوئی اور رکن الدولہ مغل تاجر کو امر و فرما پر ٹالتے رہے آخر
 وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت برسرِ راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ ”یا توقیت مال
 عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی
 ہے“ اگرچہ اس وقت بندگانعالی کی خواہی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند تھان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سبجاف اور تین سو روپے مغل کو منگو کر دیدئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ رقم ہر جانہ لیجاؤ اور جہاں چاہو فروخت کر لو۔ یہ واقعہ وجہ قتل ہونے کی صلاحیت رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضائے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہو اور نفس واقعہ سے یہ تہ ضرور چلتا ہے کہ خود ہندو گانغالی کے دستخط کا پاس و لحاظ تک ان کو نہ ہوا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی ہسکی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیارے اور تنویر جنگ و جدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیا جاسکتی۔ تاہم یہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ صرف سات سو کی ادائی کی گنجائش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائی کی جیٹھی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہر حال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیا کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائی پر ان کو اختیار نہیں تھا اور وہ خود اس قابل نہیں رہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر اُن پر مستوی ہو گیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے وہ ایک لفظ بھی رکن الدولہ کے ان کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے کہ

اسی سفر میں بندگانِ عالی کی ہمیشہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے پیل لاغزوہ کا کارہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیز گام بیلوں کی فرمائش کی جس کو وہ امروز فردا پڑاتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روز یاد دہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تنذکلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کر دیا کہ

”کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام

رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔“

آخر ہزار استفسار اُس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی (نظام علیخاں) سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

”بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا

کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ

پوربیہ کی غیرت تک اُس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا

کیا پوچھنا۔“

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ :-

”آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندان آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمائیے

کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل اور اختلالِ سلطنت کے باعث

”میں سخت مجبور ہو گیا ہوں“

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ:-

”جب آپ ایسے مجبور رہے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دیا
کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کر لیں۔“

اس پر نظام علیاں نے جواب دیا کہ:-

”کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں۔“

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنانی ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک گارڈی جوان
کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی یہ
بندگانی کے ارشاد پر محول کیا جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ:-

”وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت

میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانی میرے نزدیک ٹھہ

رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو

سنگر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے

اور تعمیل کرنا۔“

اس نے قبول کر لیا جب شام میں اس کو احکام سنا دئے گئے اور اس نے تعمیل کا

استدرا کیا۔

صاحب گلزار آصفیہ کو قتل کے دیانت کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کر دئے ہیں جو ہماری دانست میں وجہ قتل قرار
 دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے کچھ نامور شفیق نے جو وجہ اجمالی طور پر
 بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مد نظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل
 تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پونہ سے کوئی مخفی عہد و پیمان کر لیا تھا اور چھ
 کی ہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بند اور ہوا خواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے
 ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہو کر بخشی بیگم نے فیضو گارڈی کے ذریعہ کچھ
 قتل کی تجویز کی جو صورت عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات
 مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کر دئے۔ اب چونکہ ہم آثار آصفی کے
 بیان کو پہلے پہل قارئین کے ملاحظہ میں پیش کر رہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کا آشنا
 ہے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کر دی جا
 و ہو نہ۔

”میں گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کر دہ غرضاً
 ضابطہ جنگ کہ جمعیت شایستہ داشتہ میر برن لشکر بود و ترف الد
 بادہ ہزار سوار جہار دود اور جنگ پسرش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار
 حشمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار و دیگر جہاداران کہ خاک
 برداشتہ ابو دوند بعد و کجی از مود صاجی ارادہ فاسد جانب آقا د
 بنا بر آن بخشی بیگم صاحبہ محل خاص بندگان عالی ازیں با جہر مطلع گشتہ

ایں تدبیر نمود۔“

اس عبارت میں ”اوادہ فاسد جانب آقا داشت“ کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں

یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیخاں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور
ضابطہ جنگ کی حمایت سے نظام علیخاں کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علیحدہ کر دینا چاہتے
تھے اور یہی انتہا ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہوا خواہوں کا ایک
جال بچھا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیخاں کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ افروز
کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ متعلق
جو جو کچھ علم ہوتا گیا اس کی اطلاع بندگان عالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مؤرخ مذکور
حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے:-

”ارکان دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتح محمد خاں عرض بیگی
و بہرام جنگ دار و غنہ ہر کارہ حقوق نمک خوارگی ملحوظ داشتہ وقتی
بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہر دو
در جلد وئے اس امر اولیں یعنی فتح محمد خاں تعلق داری کو لکندہ کہ
خزانہ گاہ و محل تفویض اعتمادیان ست و دیہیں کہ بہرام جنگ
بہ صوبہ داری الیمچو رسر فرزند“

رکن الدولہ کے اس سازش کو مد نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیخاں اگر ان کے
قتل کی تجویزیں انھوں نے بذاتِ خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو بدرجہ اولیٰ بجانب حق ہیں رکن الدولہ کے
لے تاثر اصفیٰ حصہ دوم ورق ۹۵۔

اُرادہ فاسدِ دولے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کارانِ دولت ایسی تہاؤ پر غور کرتے جن سے رکنِ الدولہ کا منصوبہ کا لعدم ہو جاتا انہی تہاؤ کے دوران میں اُن ہوا خواہانِ دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہو گئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود اُن تک بھی پہنچی چنانچہ اسی سلسلہ میں صاحبِ گلزارِ آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب مصلح الدولہ نے ایک رقعہ رکنِ الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لا پرواہی سے شمع پر جلادیا اور قاصد کو کہہ دیا ”اچھا معلوم ہوا“ دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ نے ایک شب اپنے بھائی (رکنِ الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں ان کو بیدار کیا اور رُورُور کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سنا جا رہا ہے مناسب یہ ہوگا کہ آپ چند روز یہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکنِ الدولہ نے کہا کہ ”بھائی روتے کیوں ہو اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی فوج کر لیگا۔“ ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکنِ الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جا رہا تھا لیکن چونکہ ریاست میں ان کے اثرات اچھی طور سے مرقم ہو گئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے خاشیہ بردار ہو خواہ ایک دم نظامِ علیانیٹ ٹوٹ پڑیں گے اسی کو مدنظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزلِ بنیر میں حاصل ہوا۔ اس وقت رکنِ الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ اپنی فوج کے ساتھ موڈھاجی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسماعیل خاں المچپور میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے واقعہ قبل کے روزانہ میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس مقصود تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بندگانِ عالی منزل میرا پرہیزگارتہ فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اترے اور عرض کی کہ کئی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے جس پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”ایک عرصہ سے تم میری خواہی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا۔ اب کسی اور وقت پر رکھو“ اس کے بعد بندگانِ عالی نے بہت رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انہوں نے مکرر سہ کر عرض کیا کہ ”غلام کو کچھ عرض کرنا ہے“ بندگانِ عالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سر پر دے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضونامی گاڑ دی جو ان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ”نواب صاحب بڑا ہے بڑا ہے“ ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گردوں تک اُتار دی معاوہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ بہرِ حُکم نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً ہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ ”ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں۔ آخر تمہارا یہ حال ہوا۔ جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جان شاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر پہنچی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارک الملک (ضابطہ جنگ) اور اسماعیل خاں اس واقعہ سے متوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلی کر دیتا ہے یہ کہہ کر اپنے منشی کو بلوایا اور اس مصنون کے خطوط کا یہ واقعہ حضور کے بلا علم اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نہ کرنا اگرچہ میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمانِ برادری و نمکِ حلائی و جاں نثاری سرکارِ کجائے لکھو کر اپنے ہاتھ سے ان پر مہریں لگوائیں اور ان دونوں کے پاس روانہ کر دے اس کے بعد حضور کے حکم پر چابک دست جراح حاضر ہوے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے خیمہ کو لگئے اور ٹانگے لگانے میں مشغول ہوے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی لیکن صاحبِ مآثر آصفی کے بیان کے مطابق موقع واردات پر ہی رکن الدولہ کی رُوح پروا کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مگر رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کر کے کہ غشی ہے اور زخمِ کاری نہیں ہے پالکی میں ڈال کر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی وجہ سے حضوریِ ڈیرے کے پاس ہجوم کر آئے تھے اس خیال سے کہ ”ہمارا آقا ابھی تھکا ہوا ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہئے“ حضوریِ ڈیرے سے واپس چلے جس کے ساتھ ہی خیر خواہان دولت مثلاً راؤرنجھا وغیرہ نے حضور میں پیچکر بندوبست مقبول کیا اگر صاحبِ مآثر آصفی کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اتنی مہلت ملنی یا ان کا اس قدر ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقین و خیر خواہوں کے نام خطوط لکھائیں قابلِ تسلیم نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں باقی جاتی کہ واقعہ کے بعد دس پانچ منٹ بھی بقید ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ بطوریِ معجزہ جس نے رکن الدولہ کے خطوط لکھنے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جہدِ ہران کے دنوں گروں سے لے کر آصفی کی جبارتِ حنفیہ پر..... جہدِ ہرمل جلالِ اشد کہ از ہر دو کلیہ و کرشمہ بیرون طرف پہلوے دیگر راہ“

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گرووں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بغیر حواس زندہ رہنا یقین نہیں۔ بہر حال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانِ عالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور سلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمتِ مدارالمہامی کے لئے ان کو نامزد کیا لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیا کے اس حسن سلوک کو کچھ ہی بارین شیفت صاحب آثار آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانِ عالی کے خصائل پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی بے باکی اور وریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں :-

.... بندگانِ عالی چیز بے بختا لیت و انکار از قتل او کہ خداوند

بچہ طور صورت پذیر شدہ و آن جوان بار را از چہ عداوت با سید

بو و مناسب وقت ندیدند و از آنجا کہ در تذویر و دلاسا و تالیف

ید طولی و از بند بختی شرف الدولہ تشریف بردہ و کلمات تسلی و تواضع

بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک نواختہ تالیف از حد کردند و

مدارالمہامی مکرر فرمودند کہ حق تست اما و قبول نکرد

نظام علی خان

حصہ دوم

دور دوم

قائم مقامی رکن الدولہ

افواج پائیگاہ کی ابتداء | رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالہمامی معرض تعمیر رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کو کس وقار الدولہ نصیب یا رخاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ دوران کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرداختہ اور انھیں کے ہوا خواہوں سے تھے اس لئے نظام علیا نے ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالہمام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالہمام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہوا خواہ دولت میں نظام علیا نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر مہیا کر لیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھ کر اس کی نگرانی و ادائی تخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک مقہوم و مقبر میر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا واسطہ مدارالہمام اپنی ذات سے رکھا۔ (یہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی) اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوٹی پر تعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اس حکمت عملی سے ایک تو نظام علیا نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

معتول فوج تیار کر لی اور دوسری طرف مدارالمہام کے زور کو کم کر دیا۔

یتیم جنگ کو بتایا ۱۹ شعبان ۱۱۸۰ھ (م ۱۱۸۰ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ

خدمت پانچ گاہ سر فراز فرمایا گیا تو وقار الدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک

عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر

نہائی تو ۹ شوال ۱۱۹۳ھ (م ۱۱۹۳ھ) کو چھری مار کر خودکشی کر لی۔

مدارالمہامی کے فرائض کا اجرا وقار الدولہ کی خودکشی سے معرض التوا میں تو نہیں

پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لیتی شروع کر دی اور وقتاً

بیتیم جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ یتیم جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی مدارالمہامی

زیادہ اہم اور ذات بندگانعالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن کو

غالباً یہ خیال تھا کہ پانچ گاہ خاص کا قیام علی الرغم مدارالمہامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری

اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پانچ گاہ خاص کی صورت میں اُن کے

پہرہ ہوا ہے اُن سے منترع ہو جائے۔

غلام سید خاں ارطو جاہ کی اوسے | غلام سید خاں ہرب جنگ (ارسطو جاہ) کی طرف سے رکن الدولہ

حضروں باریابی اور خدمت دیوانی سے | وغیرہ نے نظام علیخاں کو بدظن کرا دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اوسے

ان کا تعلق

ہی میں سہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقار الدولہ نے خودکشی کر لی تو غلام سید خاں کو مناسبت

معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارز الملک

(ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقار الدولہ

کی قائم مقامی پر غلام سید خاں خود مبارز الملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے اس غرض کے لئے انھوں نے مبارز الملک کے خانگی متصدی دولت رام کو معقول لاپرواہی فراہم کیا جس نے منجانب مبارز الملک غلام سید خاں کو وکیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت لکھ دی۔ نظام علی خاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خاں کے تقرر سے نارضا مندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے ریاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہو گا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرف دارجماعت کا زور تھا۔ اس جماعت میں مبارز الملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو مبارز الملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے اس منصب کے پیش رفت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قائم کیا تھا اب جبکہ ایک شخص کی تحریک خود مبارز الملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس سخت مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصول سیاست کے تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے حقاً و فرائض انجام دئے ہوں ایسا عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ بہر حال وقار الدولہ کی خودکشی کے دس ماہ بعد (۱۱۹۴ھ) غلام سید خاں ہرب جنگ بحیثیت وکیل مبارز الملک مامور و باریاب حضور ہوئے مہمالات

ملکی دمال میں نظام علیخاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے جب ہراب جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو دہائی سال تک کام کرنے کے بعد بندگانِ عالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی بچپی نہیں ہے اور غلام سید خاں ہراب جنگ ان سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھیں مقتول طور پر واقفیت بھی پیدا کرنی ہے تو جنگ نزل سے واپسی کے بعد (جس کا تفصیلی ذکر اوتنی مابعد میں آئیگا) ان کو بالاستقلال ۹۱ھ ۱۵۰۳ء میں خدمت دارالمہامی پر سرفراز فرمایا۔

۹۱ھ ۱۵۰۳ء میں بعض مقامات میں سکھ قبیلے کی تیغ اور اس کے
انہادی احکام ہو گیا جو روپیہ بازار میں آتا صرف اس پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس وجہ سے

عوام میں ایک شورش ہو گئی۔ بندگانِ عالی نے حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام ایسا روپیہ مدبہ کے ساہوکاروں کو دیکر ناکید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھیٹ اور جوڑ نکال کر سکھ فرزند ہیلو صحیح عیار و وزن کا تیار کر کے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کریں اور اس کے ساتھ اعتقادِ والدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کر دی جائے کہ پھر اس کے بعد سرافوں میں سے کوئی بیٹہ نہ لے اگر لیکا تو مناسب سزا دی جائے گی۔

یہاں طریقہ سیکک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیخاں کے اس حکم کی توضیح و تعریف ہو سکے۔ پہلے سیکک بھی مثل اصول مالگزاری و طرح پر ہوتی تھی ایک توامانی میں دوسرے تعہدِ پڑامانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کر دیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ ورنہ نظام علیخاں میں سیکک کے چند مرکز قرار دے گئے تھے ان میں



نذر ارسطو جابه بم نظام علي خان

سے ہر ایک کا تہجد علیحدہ علیحدہ دیا جاتا تھا۔ تہجد دار سکریک سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے روپے اور پیسے مسکوک کرے۔ تہجد دار بعض اوقات زیادہ منہج کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے ضرر لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس تہجد دار کا ایسا مسکوک کیا ہو تمام سکاس کے پُر کر کے پچھلے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے یہی نظام علیجاں نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرفوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صرف دیدہ و دستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرفان ہندو کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ”اس کے بعد صرفان ہندو کی قوم سے کوئی روپے پر بٹہ نہ لے اور اگر لیکا تو اس کو ذلیل ترین مندرجائیگی“ قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سود ہی کے قناوے صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجتاً اور حکماً ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرفی کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا حیدر آباد میں اس عہد میں سولے ہندو کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے ”صرفان ہندو“ میں عموم و خصوص کی نسبت قیام کی ہے۔

۹۳ھ (۱۵۹۹ء) میں صدر اس گورنمنٹ نے مسٹر بالینڈ کو
 ”تصفیہ طلب“ کی پرکشت و شینہ

وہیں رہا

اپنے سیفر کی حیثیت سے حیدر آباد روانہ کیا جس نے ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو (مہاراجہ) کو بنگالہ کی خدمت میں باریابی حاصل کی اس سفارت کی وجہ یہ تھی کہ ایک عرصہ سے بسالت جنگ کے پاس فرانسیسی فوج مامور تھی اور اس فوج کے لئے آلات حرب و ضرب بندرگاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے۔ فرانسیسیوں کے ایک دیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے۔ اس لئے وہ بسالت جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنباں ہوئے اُسی زمانے میں ان کو حیدر علی خاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (ادھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس خطرے میں بسالت جنگ نے ۱۹۳۷ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کر لیا جس کی رو سے انہوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کر کے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کر لیا اور گنٹور کا ضلع انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلا تزلزل توسط راست بسالت جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع نظام علی خاں انگریزوں سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ان کی ناراضی کی ایک وجہ اور بھی ہوئی وہ یہ کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلہ) راجہ سے (جو نظام علی خاں کے اکثر علاقہ متصرف ہونا چاہتا تھا) مصالحت کر لی چنانچہ گورنر جنرل نے مسٹر ملیٹ سیفر ناگپور کو ایک خط لکھا جس میں اس کو ہدایت دی گئی تھی کہ ممالک محدودہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرنے میں ناگپور کے راجہ سے کوئی سمجھوتہ کر کے اس کو مدد دے نظام علی خاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہو کر اُس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کر لیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسالت جنگ کی ملازمت علیحدہ ہوئی تھی۔ اس اطلاع پر مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو سیفر بنا کر بھیجا تاکہ وہ نظام علی خاں کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہو گئی تھی اور سرکار ان شمالی سیمینٹیشن کے

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہوا تھا) اپنے سیفر کو تا کیسک کہ کمپنی کی فنی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کر لیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو ان دہالندہ کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا اور جاریہ شکش کی ادائیگی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دی جائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی دیسی رئیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انھوں نے فی الحال مرٹھالندہ کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علیحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایا کے شکش اور حسب تہ نامہ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لانے میں کوئی امر مانع نہیں رہے گا۔ اسی گفت و شنید میں فریڈرک نامی فرانسیسی فوج کا سربراہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخاں کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدر آباد سے نکل گیا اُس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توڑک آصفیہ حیدر علیخاں والی میسور کے اغواء و فریب پر محمول کرتا ہے جو دور از قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسی کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بے لالت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخاں کے دائرہ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکلنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا رد عمل یا وہاں سے علیحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور پیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے بہر حال اس کو گرفتار کر کے قلعہ محمد نگر میں جبرئیس کر دیا گیا۔

مٹربانڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے مٹربانڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں مٹربانڈ بے نیل مرام ۲۵ رجب ۱۲۹۶ھ (۱۷ جولائی ۱۸۷۸ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہو کر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۲۹۶ھ میں مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علی خاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگراج کی شکار گاہ میں مصروف شکار تھے یہ شکار گاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا مبارز الملک کی علالت کی اطلاع پر علیحضرت نے حکیم محمد باقر خاں مسیح الدولہ اور جراح پٹناپسر گورو ناکوان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطباء بھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ مبارز الملک کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرخ میرزا خاں احتشام جنگ پران کی قلمی مقامی منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کو لاس کی غرض سے ۲۱ محرم ۱۲۹۶ھ (۶ جنوری ۱۸۷۸ء) کو بدولت حیدرآباد سے نکلیں گورنمنٹ میں قیام کریں جو جہاں سے ۲ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ (۱۷ فروری ۱۸۷۸ء) کو نکل کر قطعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر موضع کمال پہنچے یہیں جشن فوز منایا گیا جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے ماہجرا کے کنارے ہنضت فرما ہوئے اور چند روز بعد قطعہ کو لاس کے گھاٹ (دریائے مذکور کو عبور کر کے اس کے

لے جس میں ریشی آنا دنیا جاوید جام صفحہ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔

دوسرے کنارے پر جا ٹھہرے۔ یہاں افواج کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پانگیاہ نے اپنے
 کرتب دکھائے آخر ۲ جمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعہ کو لاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف لپٹے
 ۲۶ جمادی الاول کو قصبہ اندول میں قیام ہوا اور جوہلی و نیکٹ کمیشو (عادل اندول) میں ٹھہرے
 لیجا کر رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲ جمادی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا
 اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجموں نے بلدہ حیدرآباد میں نخل ہونے کے لئے سوجھ
 خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتش بازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی
 منزل میں ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابرو باراں آیا کہ
 تمام ڈیرے اکٹھے گئے محلات و غرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) انھوں اور
 پہلیوں میں پناہ گزین ہوئیں۔ ۴ جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سواری مبارک و حسن بلدہ
 حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نزل

جنگِ نزل اور اس کے لڑائی | اختتامِ جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قایم مقام ہو کر علاقہ نزل کے
 عملِ دخل حاصل کیا تو اس کی نذیریں ان کے تحت کے ملازمین نے پیش کیں جس پر ان کے
 پھپھیرے بجائی فرید مرزا اور نزل مرزا اور پھپھیرے بھنونی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں
 دھونسہ ہی کے زیرِ پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزاء کیا اور پھبتیاں اڑائیں۔
 جس سے اختتامِ جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بناء
 اختتامِ جنگ نے اپنے نجشی سید ولی محمد اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید
 کر کے خفیہ طور پر پھانسی دیدیجائے چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے
 ساتویں ہی روز اس نجشی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کر کے گلزار محل کے تہ خانہ میں مفید کر دیا
 اور اسی شب آدمی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کر ڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے صلہ
 اور رفقاء میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ فرید مرزا و نزل مرزا اور دیگر
 کے تحت پانچ چھ پلٹن بار اور تین ہزار پیادہ فوج اختتامِ مامور تھی اختتامِ جنگ نے سید
 ولی محمد نجشی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھانجوں (سید مرتضیٰ و سید میاں)
 کو اس جمعیت کی سرورگی پر سرفرازی بخشی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے مقصد کا پردہ اڑوں کو
 مامور کروایا۔ اس انتظام کے بعد اختتامِ جنگ نے بھی پنڈت کوسیل اور میر جمال الدین حسین خاں

خائفان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استعائے خلعت تغزیت اور
 سند بجالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بندگان عالی سے منصب پنہاری ذات
 و پنہار سوار و خطاب احتشام جنگ و خلعت تغزیت سرفراز ہوا اور اسناد بجالی بھی غنیمت ہو
 احتشام جنگ کے مسلط ہونے کے بعد سید ولی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ
 ہو گیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ احتشام جنگ کوئی تمکا بھی ادھر کا
 ادھر کریں۔ وہ جوش شباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظام ملک میں جس کا نتیجہ
 یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک دھونسہ نے بڑی
 تالیف قلوب اور صرف زور کثیر سے فراہم کیا تھا درہم برہم ہو گئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کر لیا کہ ملک
 و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی ید قدرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظام علیا کی
 خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ احتشام جنگ ایک باتجربہ کار و کاہل ہے ملک کا انتظام
 اس سے ہو نہیں سکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات
 (جو نزل میں موجود ہے) کی سند سرفرازی میرے نام غایت ہو تو اس لڑکے کو مفید کر کے حضور کی
 خدمت میں روانہ کر دیتا ہوں اور پھر یہاں کا معقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوانح نظامی
 اور احتشام جنگ کی بے پروائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ
 کچھ اثر نہ لیا اور سید ولی محمد کی حکمتی نہایت حرامی پر محل کر کے اس معروضہ کو بحضرت راست احتشام جنگ کے
 پاس بھیج کر لکھا کہ ہم نے تمہارے باپ کے پاس خدمت سے تم کو ان کی جگہ مقرر کیا ہے بغیر
 احتیاط و ادائیگی و فوض نام ہے تم کو چاہئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظام ملک

اپنے ہاتھ میں رکھیں اور اس تک حرام کو جس نے یہ غرضی لکھ بھیجی ہے مقبول فرمادیں کہ دوسروں کو
 عبرت ہو حضور کا عنایت نامہ پہنچے پرائیوں نے بخشی کو اور اس کے ہونا خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل
 کروادیا۔ نزل میں یہ کشت و زرتین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی بخشی کے مارے گئے
 اس واقعہ کے بعد اقسام جنگ بذات خود معاملات و انتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے
 بعد اپنے حصہ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا جھٹا نہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت و فوج پر غور
 یہاں تک کہ ۹۶ھ (۸۸۵ء) میں جب بندگان عالی نے کو لاس میں ان کو طلب کیا تو انھوں
 نے اپنی حاضری سے عذرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کو لاس سے واپسی گئے
 حسب قاعدہ متمررہ مثل اور جاگیر داروں اور منصب داروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قائم کر کے ان کے
 مقبوضہ علاقہ کے محل کی مناسبت سے نو لاکھ روپے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں
 انھوں نے نہایت گستاخی سے تھوڑی سی باروت اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے
 عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیرہ سری کی فوج کشتی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی
 چنانچہ ۹۷ھ (۸۸۶ء) میں ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے ہزلف حسام الدین خاں گھانسی یہاں
 سردار جنگ کو دو ہزار سوار تین ہزار بار سالہ نادر جنگ فرانسسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ ہوا
 انھوں نے کو لگیر پہنچ کر وہاں سے سرسوار می قلعہ بودھن پر قبضہ کر لیا۔ اقسام جنگ کی طرف سے
 اس قلعہ پرستم خاں جعدار مانور تھے وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نزل چلے گئے۔ اقسام جنگ کو قلعہ
 بودھن کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے دلاور جنگ والو میاں
 مہدوی اور اماں اند خاں وغیرہ کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بار اور بیس توپیں گھانسی یہاں کے

مقلبے پر روانہ کیں۔ جو کشملا پور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کر کے قلیل عرصہ
 بومن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکاری فوج حصار کے باہر صفا
 ہوئی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کر دی جس سے سرکاری فوج دبتی چلی
 اس نوبت پراختتام جنگ کی فوج نے یہ محسوس کر کے کفرچ اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے ہٹ کر
 سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دو سوار مودہ کار سواروں کو لیکر علیحدہ جابو
 تھے جب انہوں نے دیکھا کہ اختتام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے
 تو وہ اپنے انہیں معدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کمین گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر ٹوٹ
 اور وہ جو ہر دانگی دکھائے کہ اختتام جنگ کی فوج کو ہزیمت ہو گئی۔ ابو میاں مہدوی اور ابان
 اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زخمی رہ گئے جس میں سے ایک معذرتان و نقارہ تھا اور دیگر
 حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی
 مورچہ میں قایم رہ کر سارا دن توپ اندازی کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کر کے کت ٹاپو
 چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کر کے پھر آمادہ جنگ ہو گیا۔

نظام علیخان کو جب باجمعیۃ قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے
 تعریف و تحسین کر کے ان کو سام الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی
 کمک کے لئے شرف الدولہ، نور اور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد الدولہ کو چھٹا
 سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے
 ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ (م ۲۸ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام کریں ہوئے۔

صاحب تونک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل پر سے ہندوگان عالی نے نجم الدولہ میر بخش اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ بدھن صاحب کے تالاب کے پاس جا اُترے یہیں ہندوگان عالی کی مرسلہ افواج ملک اُن سے آئیں اس مقام سے کشاپور (جہاں احتشام فرانیسی فوج کا سردار دلاور جنگ قائم تھا) تین کوس پر تھا۔ یہ فرانیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر نکلے جمیع سے شام تک معرکہ توپ و فتنگ جاری رہا۔ اس موقع پر احتشام جنگ بھی منزل سے نکل کر کشاپور میں اپنی فوج سے آئے تھے فرانیسی فوج کا سردار مرشام دریائے گوداوری عبور کر کے موضع کاڈٹے میں (جو منزل سے پانچ کوس واقع ہے) جا بیٹھا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرہ شریف محمد ^{۹۵} سالہ (م ۱۰۸۳ھ) یہیں گزارا۔ نظام علی خاں ^{۹۶} زنجیہ ^{۹۷} سالہ م ۱۰۸۴ھ نو شہر کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ الیگندل روانہ ہوئے۔ ۸ زنجیہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۲۸ زنجیہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایلواڑم پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلہ کے پاس قیام فرمایا۔ ۳۰ محرم ^{۹۸} سالہ (م ۱۰۸۵ھ) کو دولت رائے قلعہ متیل کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داد خان اور نو مسلم فرنگی اور رسالہ یک تاز جنگ اور رسالہ شجاعت جنگ و نو شیروان و غلام علی و غیرہ رائے مذکور کے ساتھ متعین کئے گئے۔ بعد عشرہ محمد جب گانہ عالی منزل واپس

۱۔ تونک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

۲۔ اس قلعہ کی تعمیر ^{۹۸} سالہ (م ۱۰۸۵ھ) میں ابراہیم بیگ خان، حوالہ نے کی تھی اور احتشام جنگ کی طرف سے یہاں کی فوجی برآمدی طر سرتین ہوا۔

کچھ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنوڑ جوہ سنگھ کو بھی جگتیاں ہی کے محاصرہ میں شریک رہنے کا حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۸ محرم ۱۱۹۹ھ (۳۱ مئی ۱۷۸۳ء) کو قلعہ سرداران سرکاری کے سپرد کر کے خود آپ دولت رائے کے توسط سے بنگالہ عالی کی خدمت میں حاضر ہوا حضور سے اُس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوئی اور خود بدلت غرہ صفر ۱۱۹۹ھ (۱۴ جنوری ۱۷۸۳ء) کو کورٹھ سے نکل کر جگتیاں رفتی افرور ہوئے قلعہ کو ملاحظہ کیا کہ بالکنڈہ کی طرف کوچ فرمایا اور موضع کرٹیاں، کورٹھ، مٹپلی سے ہوتے ہوئے موضع پالم پر پہنچے ہوئے جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امراء اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کر کے قذمبوس ہوئے اس کے دوسرے روز یہاں سے ساری مجتبہ فوج آگے روانہ ہوئی اور ۱۴ صفر ۱۱۹۹ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو رفعت الدولہ سر بلند جنگ حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ ناز جنگ، محمد بھول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں، محمد سلیمان، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسول خاں وغیرہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوئے۔ اقسام جنگ اس عبور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروف سر و شکار تھے ورنہ دوران عبور میں جنگ کا معقول امکان تھا۔ سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ ہندو، راجہ پدم سنگھ، کنوڑ جوہ سنگھ مامور ہوئے عبور کی اطلاع کے بعد اقسام جنگ کی فوج متقابل ہوئی لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسا ہو کر قطع چٹیاں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدلت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد غرہ بیچ الاول ۱۱۹۹ھ (۲۴ فروری ۱۷۸۳ء) کو اقسام جنگ نے ملازمت حضور

و غفور جبرائیم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروضہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کو منظور فرما
خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال و جواب
میں معذرت و معافی ملتوی رہی۔ یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں سے
بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پستہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ
کر لیا کہ کہیں فریقِ مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھا دے اس کے قبضہ میں مختصر سا مقابلہ ہوا جس میں
احتشام جنگ کے سپاہی سپاہ ہوئے اور قلعہ چلیاں میں داخل ہو گئے۔ اس پستہ کوہ پر قبضہ پانے
کے بعد دوسرے ہی روز بندگانِ عالی دریاے گوداوری کے کنارے سے اٹھ کر اپنی فوج سے
آہستہ ہوئے۔ اس کے دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں بیٹھ
شمس الملک تھے۔ حسبِ الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اثناء جنگ میں سید عمر خاں نے حاضر حضور
عرض کی کہ سدی یا قوت و دلاور جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل
ہو گئے ہیں جمعیتِ غلامِ قلیل ہے اس لئے ملک کا امیدوار ہے معاً شمس الملک نے حضور کے
حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کر دیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علی خاں کو جلد ملک پہنچانے
کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سوارانِ پائیگاہ و جوق جو بوشن روڈیلہ
کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور ادھر عظیم خاں جو انان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ
حرثِ کُتلب پر حملہ آور ہوئے۔ اس جنگ میں نظام علی خاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صفوف جنگ ۱۱۹۷ھ
 بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ پٹیاں مضائقہ

التمش

سید عمر خان و شاہ مرزا پسر تبت جنگ و محمد عظیم خان

میسرہ	قلب	میسمنہ
گھانسیاں و علی محمد خان میر خجاند	نظام علی خان	نجم الدولہ امجد خان و غلام امام خان (مولد جنگ پشاور)
طرح میسرہ	طرح میمنہ	
رفعت الدولہ	یرورش علیخان	

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرہ نزل نے بتفصیل یہ لکھا ہے کہ حضرت
 احتشام جنگ کو سدھی ظفر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ حکمتیال کے ہاتھ سے نکل جانے کی
 اطلاع ملی تو انہوں نے بے حیلہ عام تمام گروہ غلامان و حبشیوں پر سخت اظہارِ بیخ و غضب کر کے
 بے وفائی کا دھبہ ان پر لگایا تھا اس مغل میں سدھی یا قوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیر اثر
 رسالہ عروب و حبش و رومیہ دیگر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے
 اس نے غم باخزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ
 ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب و رومیہ و حبشیوں کی جملہ
 ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار
 دلاو جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے الگ برسے لگے۔ ادھر سے صفوی
 افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی بڑھ کر آئی ہوئی تقریباً ساری
 فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے سبھی یا قوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا
 دلاو جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گاڑ دیوں کی فوج کے بارہ نشان
 بندگانِ عالمی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ
 سے نامدوم ہو کر عفو و تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بندگانِ عالمی میں روانہ کیا اس سیدہ
 بیوہ کی عرض پر احتشام جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے شیر الملک (غلام سید خان
 سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۲۴۱ھ ربیع الاول ۹۷۰ھ ہجری (م ۱۷۷۱ء فروری ۱۷۷۲ء) کو

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانِ عالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو
 سیرج مرصع باندھا اور خلعتِ غفو سے سرفرازی بخشی طلبِ معافی کے واقعہ کی نسبت صاف ذکر نہ کیا
 کا بیان یہ ہے کہ پہلے احتشام جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں ان کی
 ناتجربہ کاری اور سخن نشنوی کا اظہار کر کے غفو تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی اس کو ملاحظہ
 فرما کر بندگانِ عالی نے مامائے بزرگ کو پھولوں کا گہنا و میکرا احتشام جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ ان
 پاس جا کر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے احتشام
 کو ٹھوڑے پر سوار کر کے اپنے ہمراہ حضور میں لے آئی قدوسی کے بعد بندگانِ عالی نے ان کے تقصیر
 کو معاف فرمایا اور احتشام جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھو
 نے بڑے اعلیٰ پایہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے
 خود آپ عید گاہ کے متصل میدان میں ڈبیروں میں جا ٹھہرے جس کے بعد خود بدولت نے
 غلام سید خان سہراب جنگ (معین الدولہ شیر الملک ارسلو جاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ
 نرمل کا مجموعہ خراج و خزان نقد و جواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جائزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ
 نقد یک کروڑ روپیہ کے علاوہ از قسم زر و زیور و جواہر و جنس کا خانہ حیات قیمتی ایک کروڑ روپے
 برآمد ہوئے کارخانہ جنبی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈ دہات و پیرس وغیرہ کی عمدہ عمدہ
 توہین قلعہ گوکنڈہ روانہ کر دیں اور باقی دوسری توہین نرمل کے قلعہ اور شہر ہنپاہ اور بھوج
 پر رکھ دیں اس کے بعد نرمل کی عملداری اور قلعہ نرمل کی قاعداری پر امام علی خان برہان الدولہ

نامزد فرمایا۔ اور اٹھ شام جنگ کو صوبہ داری الیچپور اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام
 و اہتمام کے بعد سیر و ماشائے محلات و بلغ و غیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ
 (م ۲۹ مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے نکل کر بروز جمعہ ۲۷ رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵ جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلہ
 حیدر آباد ہوئے۔

۱۱۹۷ھ میں پٹوآ کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں بندگانِ عالی اودگیر
 تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب و اوراقِ مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحاد پیشوا و نظام علی

نیپولین کے مقابلہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو پہنچا ۴۴ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۷ مارچ ۱۸۱۳ء) کو انگریزوں کے ساتھ صلح کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ دیتا گیا کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ دے اور اس کے لئے ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خدا و او میو سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پیشوا سے گو مصالحت کر لی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس کے حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کر دیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ رمضان ۱۲۰۱ھ (م ۲۹ جنوری ۱۸۱۷ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پیشوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کر دیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفت طرز عمل اختیار نہ کریں۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پیشوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے نمرہ مقبوضات کو حاصل کر لینا چاہتی تھی لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م ۷ ستمبر ۱۸۱۷ء) کو مرہٹوں سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قائم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قائم رکھے جو ان کے والد اور ہیشیو کے مابین تھی۔ اور نہ اُن پر اس شرط پر صلح نامہ سال بانی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی اور ممکن ہے کہ انگریز کمپنی نے سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے ہیشیو کو مجبور یا آمادہ کرنا نامناسب تصور کیا ہو اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تکمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر جب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حریفوں سے صلح کر لی تو اس کی شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شایستہ اور معقول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ جہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ منگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور سالہ مارچ ۱۷۹۲ء (۱۴ ربیع الثانی ۱۱۹۹ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ منگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قابض اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا جس طرح انگریزوں کو ریاست میسور کا کچھ لگا ہوا تنہا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا جب ہیشیو کو علم ہوا

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصالحت و مصلحت چوتھ اپنے ایلچی روانہ کئے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپ اور بندوقوں کے سوائے کوئی اور چیز متروکہ میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے مرہٹوں نے خایف و پر دل ہو کر یہ تجویز کی کہ نطام علی خان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جوان ہردو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سدباب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علی خان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہردو قوتیں یکجا باہمی مصالحت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کر لیں تو ان کے علاقے میں در آئیں لیکن ہردو روسا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہ کر ایسے معاہدہ کا جملہ اور حسب مراد طے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یاد گیر کے قریب دریائے بھیرا کے کنارے اس کی تکمیل کی قرار داد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۰ھ (۶ فروری ۱۷۷۷ء) کو حیدر آباد سے نکل کر یاد گیر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف علی جا راجا نے اختیار کرنے میں نظام علی کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب توزک اکسفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی فہمائش چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ۱۱۹۱ھ کے اوایل میں نیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو وزن میں دو تولے اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میسور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ مالک محروسہ بندگا نکالی میں بھی جاری کر دیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدر آباد میں بھی پہنچ کر کوچہ کوچہ رائج ہو گیا اور یہ خبر عام طور پر پھیل ہو گئی کہ وہ بندگا نکالی کے مقابلہ میں خروج کر رہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگا نکالی کی خدمت میں وصول ہوئے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرضی کی مذکور مساویانہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جات و پرگنوں کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے لوٹ لاٹ کر ویران کر دیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جرائم کے بہتان کے ساتھ ان کے ورثہ سے محروم کر کے ظلم بند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خاج از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بحیرہ حاصل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور مظنہ قائم کر دیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پاتے دستگیر کر کے محنتوں کر دیتے اور انگریزوں کو بندرگاہوں اور ان کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلاؤ اتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگا نکالی کو دی گئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ ”مابدولت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے چشم پوشی کرتی ہے“

اور چونکہ تمہاری محنت بلند ان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز اگر راہ راست اختیار کرو ہم کو اُس عہد و پیمان کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری حفظ و امانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمہیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کی جائیگی والا اپنے خواست ایزدی است بطور می رسد اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک و مال سے دست تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مکرر پنڈت پر دھان کے سرواؤں کے عراض پر شیو سلطان کے خلاف مرہٹوں سے اتحاد قائم کرنے کے لئے بندگانِ عالی ایت گیر (یا دیگر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۸ مارچ ۱۸۸۴ء) کو بالاجی پنڈت عرف نانا پھرنو نے باریاب ہو کر اپنا عندیہ بیان کیا گفت و شنید کے بعد بوقت رخصت بندگانِ عالی نے اپنے دست مبارک سے شمشیر با قبضہ مرصع و علی بند اور خنجر مرصع با علاقہ مکمل ان کی کمر میں لگایا جب پنڈت مذکور نے سرو قد کھڑے ہو کر تسلیات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزرائی دوسرے روز پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۲۹ مارچ ۱۸۸۴ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

ایک کو س آگے اگر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیروں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے ان کو لجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور افسانہ اعلیٰ تذر کئے یہیں تکاجی ہو کر گئے بھی بندگانِ عالی سے ملاقات کی دفعات عہد نامہ کے طے ہونے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی نظر سے بندگانِ عالی کو پر تکلف و محبت دیکھی جس میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (مہم اپریل ۱۷۸۳ء) کو ملاحظہ صابرا دگان و امرارونق افروز بزم ہوئے اور ۲۲ جمادی الاول کو دریائے بھیرا کے کنارے سے نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں سکر جنگ قلعہ دار کی تذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفرا بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہو کر نے بندگانِ عالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن مرہٹہ سرداروں پر بندگانِ عالی کی جانب سے سرفرازیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تجلی نے بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے تکاجی ہو کر۔ ناناپٹھرنیس۔ ہری رام پھر گئیہ۔ کشن راؤ بڈال۔ اپالونٹ راؤ۔ گویند کش سپر کشن راؤ۔ گوینڈراؤ بگونٹ۔ بونٹ راؤ نایب مودھاجی بھونسلہ بندگانِ عالی یہاں سے ۱۱۹۸ھ (۲۶ مئی ۱۷۸۳ء) کو حیدر آباد واپس ہوئے۔ منازل واپسی میں بمقام دھواڑہ حضور کے ملاحظہ میں عہد نامہ ایت گیر پیش ہو جس پر ۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۳ء) کو خود بدولت نے دستخط کر کے مکمل کر دی یہ عہد نامہ عہد نامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیگی۔

اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد درویش نے ہندوی قوم پر دشتِ کلامی

فوج ہرکاب میں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تلخ کلامی ناگوار گذری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہو گئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف 'سوانح تیغ جنگ' میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اہل پاکستان خاص) کی فہائش پر جھکڑا چوکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک پالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بمنازل طولانی طے مسافت کر کے ۱۲ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ جون ۱۸۸۱ء) کو بنگالہ عالی اہل حیدر آباد انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مرہٹہ جانش کو بہ حیثیت سفر حیدر آباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع و خلع ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیلہ موجود تھا کہ سب سے پہلے کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے گنٹور کو موجب معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مرہٹہ جانش حیدر آباد پہنچا کہ ۱۱ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ مئی ۱۸۸۱ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے وہ تقریباً دس مہینے حیدر آباد میں رہ کر ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ اپریل ۱۸۸۱ء) کو واپس ہوئے۔

تلفہ بادامی کا حصار | ایست گیر کے صلح نامہ کے بعد میثوانے اُوھر اپنے سرداروں کے نام فرمایا فوج کے احکام دیئے اور اُوھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پونہ

پیشوا شیو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۱۷۴ (م ۲۴ نومبر ۱۷۶۰ء) جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدر آباد سے نکل کر عید گاہ جدید کے پاس خمیہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل یہیں کر کے ۸ صفر ۱۱۷۴ (۱۱ دسمبر ۱۷۶۰ء) کو آگے بڑھے اور منزل بمنزل اود گھر سے ہوتے ہوئے ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۴ (م ۱۳ اپریل ۱۷۶۰ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مرہٹہ سواروں کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک رفعت الملک، حشمت جنگ، راجہ تیج سنگہ، کنور جودھ سنگہ، کنوہ بھج سنگہ، کنور زندر سنگہ، رستم باندھو، محمد لودھی خان، سوئی خان، داؤد خان وغیرہ کو تیس ہزار سوار جبار کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدر آباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۱۷۴ (م ۱۸ مئی ۱۷۶۰ء) کو پہنچے۔

قلعہ ادھونی کا محاصرہ | قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری تو مہینے رہا آخر بڑھا مندی قلعہ دار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھارواڑ، جالی پٹی، گجنڈر گڑھ، نول کنڈہ، نرگوندہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب شیو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ اس نواح کے زمیندار اور بالیگا، متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمت پیش قدمی کرنے سے باز رہ کر انہوں نے اپنی فوج جبار کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رخ اختیار کیا۔ یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند ہا بہت جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے شیو سلطان کے پاس اپنے

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنیاد قائم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامندی کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ (اوھونی) پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر ہابت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کر لیں تو پھر ان کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن ہابت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ اوھونی کا محاصرہ کر لیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملنے ہی انہوں نے تیج جنگ اور ارسطو جاہ کو اپنے بھائی بہائیوں جاہ (میرغل علی خان) کی رکاب میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے اوھونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر بہائیوں جاہ کی رکاب میں غرہ شعبان ۱۲۸۶ھ (م ۲۰ مئی ۱۸۶۷ء) کو حیدر آباد سننے کل کر کوچ ہائے طولانی مضافات اوھونی میں پہنچے اس خبر کے سنتے ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈوگر کی ہارمی پر جا ٹھہرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک خفیف مقابلے بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر ارسطو جاہ و تیج جنگ نے ہابت جنگ کو ان کے زمانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ اوھونی سے نکال کر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ ریچور روانہ کر دیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پا کر ٹیپو سلطان کی افواج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس اثنا میں بعض بداندیشوں نے یہ اقواہ اڑائی کہ ہابت جنگ کے دریائے کرشنا پار ہوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے

پریشان ہو کر تیغ جنگ واسطو جاہ میدان جنگ سے سرسیمہ نکل گئے۔ حالانکہ یہ دونوں امراء، ہماہیت جنگ کو دریا پار کر کے آپ ہری رام پھر کیہ کے ساتھ کپل بہادر بندہ روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہو کر ان ہردو امراء کو لکھا کہ اپنے چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑ کر جلد تر حاضر خدمت ہو جائیں جس پر انہوں نے شرف الملک، اعتقاد الدولہ، رفعت الملک، سردار الدولہ، رائے بہار اہل، جنماراجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جبار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہو کر ۲۸ فریقہ سنہ ۱۲۸۶ (م ۲۸ اگست ۱۸۶۷ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ | ہری رام پھر کیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بندہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ کو بھی فتح کر لیں لیکن ٹیپو سلطان نے اوصوفی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب پہنچ کر متحدہ افواج پر شیخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر حملے کا ارادہ کیا اس نوبت پر راجہ ہو لکر بھی نہیں ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آئے تھے یہاں کا قلعہ ارجمند خان (ٹیپو سلطان کا بہنوئی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ایک دم تاخت کر کے چوبیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اب ہری رام پھر کیہ نے سررینگ ٹپن پر حملے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے پیچھے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع موقع حملے کرتے رہے پیچھے سے

اگے نکل کر غنیمت کو روکنے کے لئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ ایک پہاڑیوں سے گھیرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں جاہلوں نے خیر پنچائی کہ اس مقام ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شبنم مارنے کی تیاری کر لی تھی اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہوئی آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا بہتر از خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں ہائیڈ کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو پھری رام پھر کیہ کے غم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سریرنگا پر حملہ کرنے کو تیار رہا ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جنباہی کی آخر ہر سال سینٹھ لاکھ روپے بطریق عتہ ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں تخوا جاگیر کے نسبت احکام جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تخواہ جاگیر سے جو لوگ سرفراز ہوتے تھے ان کا فرض تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض ان کو تخواہ جاگیر ملی ہوتے جو انوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تخواہ اس جاگیر سے ادا کرنا ان پر لازم تھا لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت مقررہ سوار جو انوں کو مامور کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو برطرف کر دیتے تھے اس طرح اپنی جاگیر سے ایک معتد بہ حصہ حاصل پچا لیتے تھے۔ اس طو جاہ جب دیوان ہوئے تو انہوں نے اس کی مانعت میں تاکید دی احکام جاری کئے آخر جنگ نہ کو سے فراغت پانے گئے

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بچت اس طرح کرنی گئی ہے اس سے دگرز کی جاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بچت ہوئی ہو وہ داخل سرکار کر دی جائے اور آئندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ پنٹلیہ (جاگیردار رودرور) نے انحراف کیا تو سلسلہ ۱۲۰۲ء میں اس کی جاگیر ضبطی کے احکام جاری کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کر کے آمادہ پیکار ہو گیا اور اطراف کے علاقہ سرکاری پر دست برد شروع کر دی نظام علی خان نے اس کی تادیب و سرکوبی کے لئے قلعہ داراودگیر نر وار الدولہ اور راجہ بہار امل کو مامور کیا۔ موہن راؤ پنٹلیہ نے تاب مقاومت نہ لاکر راہ فرار اختیار کی اور قلعہ رودرور پر سرکار عالی کا قبضہ ہو گیا۔

سلسلہ ۱۲۰۲ء میں سرکار انگلینڈل وورنگل و میدک وغیرہ بعنوان تعہد راجا دسکھ کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار جنپور (جو قوم ملیہ سے تھا) ایگنڈل کے تحت تھا اس نے راجا دسکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بد اخلاقی سے بھی پیش آیا جس پر دسکھ نے بنگالہ عالی سے اس کی تنبیہ کے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے راجہ بہار امل تنہا نہ تھا اور کو اس کی کمک پر نافر کیا دسکھ مذکور اور راجہ بہار امل نے متفقاً اس پر حملہ کر کے اس کے قلعہ کی بیرونی فصیل پر قبضہ کر لیا جس کے پاس ہی آب نوشیدنی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ جنپور اور تمام قلعہ والے پریشان ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ راجہ بہار امل اور راجا دسکھ نے قلعہ پر قبضہ کر کے نگر پیش کردہ کو منظور کی خاطر بنگالہ عالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا اس طرح کی تحریک پر علی حضرت نے حکم کیا کہ راجہ جنپور کو طلب کر کے قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا جائے۔

سفارتِ جان کنائے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کنائے کو سفیر بنا کر حیدر آباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ شعبان ۱۲۸۶ھ (۲ اگست ۱۸۶۹ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحایف نذر گزارنے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے اس اجال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ (۱۸۷۶ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ (۱۸۶۴ء) کا عہد نامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۱۹۶ھ (۱۸۸۱ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہد نامہ ۱۱۸۱ھ سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ دار نظام نے ۱۱۹۶ھ کے عہد نامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی فراحمیت کی جس کے رفع کرنے اور اس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کنائے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدر آباد سے میر ابو القاسم (میر عالم) کو حیثیت سفیر حیدر آباد اور منصب داروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آؤ بھگت وہاں ہو

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف 'میر عالم' میں کیا ہے صاحب توڑک آصفیہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت گلگتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فرید الدین خان کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کنواے کی سفارت پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفادِ مہمت ہو جائے کہ پیش پا افتادہ معاملات میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سو غنمی پیدا ہوگا تو اس کے مقابلہ میں ان سے ملک حاصل ہو سکے۔ میر عالم کی سفارت میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار راول کوڑوالس نے اپنے ایک خط مورخہ ۷ جولائی ۱۸۱۹ء میں موسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت سے سی یو ایچ سن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شائع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہاں لکھنا خالی از دہی نہ ہوگا۔

”۱۸۱۹ء (م ۱۸۱۹ء) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنٹور کو کمپنی کے تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے۔ اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب وہ ان امور سے فارغ ہو چکے تو ریڈنٹ (جان کنواے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق وہ نظام سے عرض کریں اور سرکار ان شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی نظام کو پیشکش کا واجبی بقایا داکر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ بھی بروقت داکر کرتی رہے گی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیراندیشی کا ثبوت دیا تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرغی رکھے گی۔“

”ہم نے ان مضامین عہد نامہ برجن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے
 میراوالقاسم (میر عالم) سے گفتگو کی (پیشکش کی) ادنیٰ بقایا کی ضمانت داخل کرنے
 اور سرکار ان شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجب تھا کہ
 انگریزوں کی راستبازی اور قول و قرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔“
 نظام علی خان نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس
 اسی خط میں یہ لکھا کہ میں نے اکثر مواقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میراوالقاسم کی زبانی
 بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہد نامہ ۱۷۸۳ء (م ۱۱۸۳ء)
 کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی و اتحاد قائم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے
 اور سچیدہ شرائط معاہدہ کی صراحت سے یہ یقین ہوا ہو گا کہ میں صدق و صفا کی بنیاد پر
 ہر ایک امر کا تنفیص کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو یہ اعتبار مباحثہ میراوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری
 ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہد نامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے
 آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور نیز توکم گریزی کی ایمان و حرمت مانع
 تجدید عہد نامہ میں اس لئے تبدیل یا تجدید عہد نامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہد نامہ
 کی تجدید منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان اور
 انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہد نامہ تصور فرمائیں
 کیونکہ یہ خط منظورہ کونسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میراوالقاسم سے
 دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت و شنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر و

غیر خواہ ملازم مقبرہ معتقد تصور کیا ہے.....“

میر عالم کلکتہ سے بیٹھ اور بقایا پیشکش کے منجملہ نو لاکھ سولہ ہزار چھ سو بیس روپے

گیارہ آنے کی تین ہندویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ

(۲۲۔ فروری ۱۷۸۸ء) کو حیدر آباد داخل ہوئے اور باریاب حضور ہو کر مذہب کی اوتھے گزرا

۱۷۸۸ء کا جشن سالگرہ | نظام علی خان نے قلعہ گو لکنڈہ میں ایک نیا مکان تعمیر کرایا

اس زمانے میں اسی میں فروکش تھے چنانچہ میر عالم کی نذر بندگانعالی نے اسی مکان

میں لی۔ نئے مکان کی گھر بھرائی کی تقریب میں یہاں ایک مینا بازار قائم کیا گیا جس میں اقسام

کے نفایس و جواہر ہاتھی گھوڑے بغرض خزیرو فروخت ہینا کئے گئے تھے چھوٹے بڑے

امیر امرا، اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دنوں میں ایک پالتو بندر بندگانعالی

کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک ہفتہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و

سالگرہ کے جشن کی تیاری شروع ہوئی جس کا تمام اہتمام اسطو جاہ کے تفویض کیا گیا

ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سرور بار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ اسطو جاہ

ہی کے علاقہ کے ایک جہدار سہمی حیدر علی بیگ کی جاگیر عرصہ سے ضبط تھی قرض بڑھ گیا تھا و

قرضخواہوں کے تقاضہ سے تنگ آ رہا تھا اور سپاہی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے

کے لئے علیحدہ دق کر رہے تھے آخر عید الفط کی نذرین پیش کرنے کے حیلے اپنے ہمراہیوں

کو لیکر حاضر دربار ہو اور بندگانعالی کے آگے بڑھ کر ہمراہیوں کو نذر کے لئے پیش کرتے کرتے

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ ”حسنو یا تو مجھے اس کٹار سے فوج کرو یا
یا مقدمہ جاگیر و سخاہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں“ اسطو جاہ ورمیان آکر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں
اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہنا دیکھ کر اُن کے ہوا خواہ جمدار اور اس کے ہمراہیوں پر ٹوٹ
پڑے ہنگامہ میں جمدار معہ چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے اسطو
کارخم مندمل ہونے تک جشن سالگرہ ملتوی ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں بڑی شوم
جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ اسطو جاہ نے
ایک لاکھ کئی ہزار سانچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بندگان عالی کی نذر کیا اسی جشن
میں صاحب توڑک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مصرع مادہ تیغ
تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفر متجانس ٹیپو سلطان

قبل ازین ریاست حیدرآباد سے حافظ فرید الدین خان بہشتیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ مسئلہ ہمیں سرسبزنگ پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان و علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحائف لیکر آئے اور بار بار یہ حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد و قیام کر لیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تخیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہو انہوں نے نظام علی خان کے ساتھ مدد و ملے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت برسرِ دبا سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضا مندی کے اظہار پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضر دربار تھے محسوس کر کے محل میں اس کی اطلاع کرادی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کرادیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی اور قبل اس کے کہ سفر ٹیپو سلطان کو کوئی تسفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنی سنائی برائیوں کو دہرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کر دی جس سے بندگانِ علی سخت متاثر ہو گئے اور باہر آکر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

اونی نایک بچے کے ساتھ قرابت قائم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن میں سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی ٹکس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہر دو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فائدہ حاصل ہو اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے ایلچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بند گانغالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بند گانغالی بنفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتی سے سرحد قلعہ سرائک وہ تمام سرکار اور پرگنہ جو تنخواہ و سپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے حضور بند گانغالی کو تفویض کر دیں گے۔ اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میوہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خندم و خشم حیدر آباد سے غزوہ جب سنگا (۱۷۱۳ء) کو نکلے اور گورڈھند اس کے بلغ میں قیام فرمایا۔ سفر ایشیو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے اکا ہی پانے تک بند نہ گئی۔ کوہیں ٹھہرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پایگاہ کی گاڑیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے۔ آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ شیو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گتھی پہنچ کر اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا تو بندگان عالی گورڈھند اس کے بلغ سے نکل کر دریائے کرشنا کی سمت راہی ہوئے۔

معاہدہ نظام علی خان کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدر آباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جانکا بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک بھرتی کہ وہ انگریزوں کی مخالفت قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے انشروقت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بنکر اپنے دائرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوئی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ سال ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۲ء) میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترمل راؤ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کر کے رانی یا اس کے متنبی کو گدی نشین کر دے۔ اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو کویمٹور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پلوں کو کمپنی کو

۱۱۵۶ھ یہ ایک برہمن اور میسور کی رانی کا وکیل تھا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے زیر نگرانی تھی اور اس کا وکیل ترمل راؤ تھا جو کہ

راجہ کے پاس رہتا تھا عدوۂ مجموعہ عہد نامہ تجارتی سٹراچی سن کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس عہد نامہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاحب

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھائی کر کے بورم پر قابض ہو جائیگی تو فرید ایک لاکھ گھوڑا دئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہو کر رانی یا اس کے متبئی کو دیدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ گھوڑا کمپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سرریگ پٹن فتح ہو جائیگا تو اور پانچ لاکھ گھوڑا دیئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبئی سرریگ پٹن میں گدی نشین ہو گا اسی دن پانچ لاکھ گھوڑا اور کمپنی کو دیئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد ہر سال پانچ لاکھ گھوڑا کمپنی کو دیا جائیگا کرے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہو سکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤسا کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔ ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدر آباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہوا خواہ کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہو گئی چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا جس کے دفعات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہی یو ایچ سن کے مجموعہ عہد نامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخطوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا۔

”قول وقراردوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنی ٹیپو سلطان فیما بین سرکار کمپنی انگریز“

سرکار نواب مستطاب علی القاب نواب آصفیہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار بشیر اسو
 مادھو اور اترین پٹت پر دھان بہادر معرفت احترام الدولہ کپٹن جان کنوی بہادر و لا اور
 بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انعام و
 انتظام جمیع امور در تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جاہ
 و پارل منٹ گریٹ برٹن مامور اند بہادر موصوف مفض گشتہ بموجب دفعات ذیل
 بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آن ثابت و مستقل خواہند بود و ثمر ایط مندرجہ آن بلا تفاوت از ہر سہ
 سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اول - ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلاحت جنگ مرحوم معرفت کرنل
 در ۱۷۸۶ء و از نواب علی القاب نواب آصفیہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۹۶ء و معرفت
 کارپردازان چنیا پٹن در ۱۷۹۸ء تحریر یافتہ و مکاتیبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر در مرقومہ
 ہفتم ماہ جولائی ۱۷۹۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از
 روئے عہد نامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشند دوستی و ایچی نسلا بعد نسل فیما بین ہر یک
 از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دوم - بیوپا ہر سہ سرکار با وجودیکہ عہدداشت نقض عہد با ہر سہ سرکار نمود
 ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ غم نمودہ حتی المقدور تنبیہ و بعیل آرند کہ آیندہ
 برائے بد عہدی کردن در دطاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در این ہم شریک اند ملکے
 کہ ازین ہم بتصرف و آید مع آمدنی آن از وقت تصرف باخر این و دفاین معتد بہ میان کمپنی

و نواب معلی القاب و راؤنڈت پردھان کہ پنڈت معز برائے شرکت درین مہم دامور کروں
 فوجے مقبول اقرار فرمودہ اندر حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقات
 پالیگرنان مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤنڈت پردھان کہ معرفت مٹرا لٹ
 قرار یافتہ و بحضور معلی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جارفتہ اگر مصلحتت شرکار و اعل تقسیم
 نباشد مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج معلی القاب و راؤنڈت پردھان
 در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع جنگ و تسخیر خواهند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنند
 در آل حصہ ہر دو سردار نیست۔

دفعہ سیوم۔ بوکلا و ہر سہ شرکار برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم
 باشند پروا نگنی شود و نظر بر این کہ شرکار و موافقت و اتحاد ملی ہمدگیر ہمیشہ بحال و برقرار ماند
 قرار یافتہ کہ در صورتے کہ فیما بین دو شرکت تکرار سے بیان آید شرکت سیوم کفیل باشد کہ
 فیما بین ہر دو شرکت واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے واجبی
 بر سبیل درستی رفع سازد۔

دفعہ چہارم۔ بیچ کس از شرکار بیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو نماید بلکہ ہر چہ بیچ
 از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آن کس اطلاع بد گیران بد بد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر
 شرکار عمل نیاید۔

دفعہ پنجم۔ اگر ٹیپو بعد مصالحہ ملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب
 یا سرکار راؤنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردید یعنی ہر گاہ ابتداء خلل و فساد از طرف

ٹیپو باشد ہر ایک از شہر کار حفاظت و حراست ملک ہدیگر از اذیت و بدعت او کفیل
خواہد بود درخواست اخراجات حفاظت از ہدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رضا و متوسلا
ہر سرکار کہ ہر ایک از شہر کار بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود
آن تعلقات بعد انجام ہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہد نامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معالی القاب نزد
راؤ پندت پردھان و دلاور جنگ نزد مٹھرا لٹ برائے اطلاع ہر دو معر خواہند فرستاد
بعد از آن دو قطعہ مزین بہر دستخط نواب معالی القاب پیش گوہر زنجبرل ارل کاروائی بہادر
فرستادہ شود گوہر زنجبرل موصوف در عرضہ پہل و پنج روز یک قطعہ را ہر دو دستخط خود کردہ پیش
دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفیہ خواہند
نمود و قطعہ دوم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گوہر زنجبرل موصوف
دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معالی القاب واپس خواہند گرفت۔

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہد نامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے
مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہد نامہ کے ۹۹ء کے اس عہد نامہ کی تکمیل نہیں
سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے
منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے۔ اسی کے دفعہ پنجم میں عہد نامہ
مذکورہ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

”اچھے غنیمت بدست جمعیت ٹپالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد
 سوائے غرائین و دفاہین معتد بہ کہ بموجب دفعہ دوم عہد نامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یا
 اس عہد نامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی
 دفعہ دوم کا حوالہ سن ۱۷۹۰ء کے عہد نامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگ میسور ۱۷۹۲ عیسوی ۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے
 یہ چھتر نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجہ ٹراونکور کے قلعہ کو رگٹا نو پر قبضہ کر لیا۔
 راجہ مذکور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر لگی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن
 اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے
 میجر جنرل میڈوز کے زیرِ نگرانی میسور کی طرف برسی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین
 ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پایا جس کا ذکر قبل انہیں
 کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود
 کی جانب روانہ ہوئے۔ دریاؤں کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزریں ہوئے
 اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر
 حملہ کے لئے روانہ فرما دیا چنانچہ میجر ہوننگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی
 کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ دار محصور ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

لے قلعہ پہلے کوپپن کے علاقہ میں تھا جس کو ٹیچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۷۶۲ء میں شہول قلعہ آیا کوہ پر قبضہ کر کے
 حاصل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ راجہ ٹراونکور نے اپنے حدود ملک کی حفاظت کے لئے ان ہندو قلعوں کو ۱۷۶۲ء میں
 میں ٹیچ سے خرید لیا تھا جب ٹیپو سلطان نے کوپپن کے علاقہ کو اپنے زیرِ نگیں کر لیا تو انہوں نے ان قلعوں
 کے حصول کی کوشش کی۔

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ اپریل ۱۸۹۱ء (۱۲ مئی ۱۸۹۱ء) کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیو منگامیری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈر وڈان کے قائم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوئی اور ۵ ستمبر ۱۸۹۱ء (۱۶ نومبر ۱۸۹۱ء) کو گورم کٹھ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس نے سندی ورگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن ریڈ نے ان سے حملہ کر کے ۶ نومبر (۹ ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کر کے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کر دیا۔ لفٹنٹ کرنل لسن ہنٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ ۲۰ نومبر (۲۳ ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کر لیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم و ملزوم تھیں کیپٹن ریڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

۱۔ مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والا جاہ آباؤ بیچ تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف

جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے ارل کورنوالس حکمت سے مدراس آئے اور میجر جنرل میڈوز کو طلب کر کے ان سے فوج کا جائزہ حاصل

کر لیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور چلے ارل کورنوالس ہی کا مواد بدیہ پرنظر رکھے گئے۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو ولسن اس کے وجود غیر حاضری کو ضرور بتانا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا متعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پر ڈیو سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہر حال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء (م ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ) کو مکر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

ڈیو سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دائرہ جنگ تنگ کرنا پڑا تاکہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جاسکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السلطنت سررینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سواٹھائیس ددمے اور تریوں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا۔ جب اہل کورنوالس بڑھتے ہوئے سررینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقت فراہمی سے فاقہ کشی کی نوبت آرہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج انہیں تحت انگریزوں کی مدد پر آرہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آسکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے میر عالم کو مزید فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۷ صفر ۱۳۳۷ھ (م ۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء) کو اپنے صاحبزادے سکندر جہا کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر بھی اپنی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۷۹۲ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۲۰۶ء) کو مقام
 ماگیر پور لارڈ کورنوالس سے ملے ختم بارش پر رل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج
 کے ساتھ بنگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۶ء (م ۵ فروری ۱۷۹۲ء) کو
 سریرنگ پٹن کے مقابل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سریرنگ پٹن سے چار کوس پہلے ایک نالے کے کنارے
 اترتی جہاں سے دائیں جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں
 ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلائیہ پر چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی
 زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۶ء (م ۶ فروری ۱۷۹۲ء) کو انگریزی فوج نے
 ٹیپو سلطان کے ددموں پر شیخون مارا ٹیپو سلطان نے قلعہ سریرنگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے
 لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ تمام تہزیوں اور ددموں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔
 اب سریرنگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں فٹنٹ چامرس اور ناشس کو
 (جنہیں دوران جنگ میں اسیر کر لیا گیا تھا) ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۷۹۲ء (م ۱۲
 جمادی الثانی ۱۲۰۶ء) کو ہار کر کے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ رل کورنوالس روانہ کیا
 جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن اس خط پر کوئی توجہ کرنے کے
 عوض یہ تصور کر لیا گیا کہ مصالحت کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے
 کے لئے وقت نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لئے سریرنگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی
 ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام تہزیاں جو دریائے کاویری کے پار ہیں

خلی کردی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جابنیں سے مقابلے ہوتے رہے۔

۲۲ فروری (۱ م ۲۸ جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقہ بلٹی کی انگریزی فوج پر ایک

پُر زور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے

اسی تاریخ پھٹپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنمائی ہوئی اور ابتدائی

شرائط صلح تجویز کر کے ارل کو رنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھیں

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ تیس

لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار

ہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فرقہ صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس

اسیر و مجبوس ہے رہا کر دیا جائے۔

(۴) نامکمل تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دولٹر کے بطور یہ اعمال متحدین کے

پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہوگی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی ہر دستخط سے آجائے تو ایک

ایک نقل متحدین ثلاثہ کے پاس سے تکمیل کر کے بھیج دیا جائیگی اور بعد موقوفی جنگ ایک عہد نامہ

اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیا جائے گا۔

اس عہد نامہ کے بموجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالخالق و معز الدین) کو

انگریزی کمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک منقوض شدنی کے مجموعہ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افرو تیار کرنا وقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو توقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہد نامہ مذکور میں رقم ادائی کی جملہ تین کروڑ تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کروڑ آتی ہے۔ اور صاحب توڑک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کروڑ پچاس لاکھ بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اثرفیاں ٹیپو سلطان نے ادا کیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رقم دو کروڑ شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا یہ ممکن ہے کہ ٹیپو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادعا کرتے ہوں لیکن عہد نامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً اسٹیج سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصطلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہد نامہ حیات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری میں بھی اس رقم کی مقدار تین کروڑ بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے حاصل مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ مجموعہ عہد نامہ حیات جلد ہفتم طبع ۱۹۱۹ء صفحہ ۲۴۲

۲۔ توڑک آصفیہ صفحہ ۲۵۱

۳۔ نشان حیدری صفحہ ۳۰۵

بہر حال عہد نامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۲ رجب ۱۲۰۶ھ) کو مکمل
 آخر تکمیل پایا جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضع کی
 قرارداد ہوئی جنکو بیوسلوطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے متحدین کے سپرد کیا تھا اور
 ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متصلہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیخان
 کے حصہ میں کڑپہ، تار پتری، تار مری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی محاصل تیرہ لاکھ سولہ
 ہزار چھ سو چھیٹھ گھوڑا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندر جاہ ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ مارچ ۱۷۹۲ء)
 کو سر برنگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کورنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ
 دور ہمراہ رہے سکندر جاہ نے ارل صاحب مذکور و دیگر انگریز عہدہ داران کی دعوت
 بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل
 ہو گئے جس کی وجہ سے حضور حیدر آباد واپس ہوئے اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندر جاہ
 و اعظم الامر منازل جلد جلد طے کرنے ہوئے بند گانعالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز
 ۱۲ رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۲ مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدر آباد پہنچے اور فتح کی ندیں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب | تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھ اور سرحدی کی رقم ادا نہیں کی تھی پیشوا نے اس کی ادائیگی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۷ء (م ۱۲۰۶ھ) میں گویندر اوکالے اور گویندر اوٹنگلے کو کالائے بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چوتیس مطالبات مرہہ ریاست پر قائم کر دیئے جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کر لی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا محاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر تہذیبیوں کے حملوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے۔ ان مطالبات کے جواب میں مانا فرولیس نے اٹھائیس دلائل کے تحت اپنے مطالبات کو ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیہ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کر دیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلہ میں انگریزوں کا نظام کی مدد انکار | ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علیخان اور پشواؤ وغیرہ کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹریٹی آف گارنٹی (عہد نامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی جنگ میں جو آئندہ کبھی کسی ریاست سے ہو فوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۸۱۷ء (م ۱۲۸۰ھ) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہد نامہ مابعد سے نہیں ہو سکتی تھی۔

نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیالی | جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی | انگریزی کمپنی کو ثالث بنانے یا ان سے تائید حاصل

کرنے والے ہیں تو ان میں سے راجہ سندھیہ نے بند گانغالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد ان کے ساتھ متفق ہو جائے لیکن اس وقت ان کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کر نیکی علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (جو تعمیل عہد نامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں نا مل تھا۔

نظام علی خان کی مدد سے | جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ در
 انگریزوں کے حکمران کی وجہ | کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے
 یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رٹوسائیں سے ٹیپو سلطان کو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور
 نظام علی خان باقی رہے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بنا پر یہ گمان تھا کہ کوئی
 جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور
 ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں مقبول
 طور پر جلب منفعت کی توقع تھی۔ آخر سر جان شور نے جیتیت گورنر جنرل نظام علی خان اور
 پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے ضراحتاً انکار کر دیا۔ سر جان شور کے جواب
 صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب
 طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے شناسائیوں اور
 ملاقات کو کام میں لاکر وہاں کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کریں
 لیکن شمدنی یہ بھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے
 جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استبداد
 اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے برسرِ دربار نظام علی خان سے تصفیہ
 مطالبات کا تقاضا کیا جس پر مدارالمہام وقت ارسطو جاہ نے بری طرح تذکرامی کی
 اور وکلاء کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے توموڈر کی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فریسیسی تعلیم یافتہ فوج میں (جو ۱۸۷۸ء سے موسیٰ ریو کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانے سے پانچ ہزار سپاہیوں پر مہم عہدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارسطو جہا نے معقول رقم کے لالچ پر ہادیوچی سندھ صیہ کو اپنے ساتھ متحد کر لیا جو اس زمانے میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے جب بند گانغالی کو یہ اطلاع ملی کہ ہادیوچی سندھ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۵۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۸۹۲ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۵۵ھ (م ۱۲ اپریل ۱۸۹۲ء) کو بیدریچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ ہادیوچی سندھ صیہ کا انتقال ہو گیا جس سے خود بند گانغالی کو اور ان کے ساتھ ارسطو جہا کو بھی پیش پا افتادہ ہم کی نسبت فکر و زرد لاحق ہوا۔ ارسطو جہا نے ہادیوچی سندھ صیہ کے فرزند دولت راؤ سندھ صیہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کر کے اپنے ساتھ متحد کر لینا چاہا لیکن نانا پٹھنویس کی تیزی اور چالاک سے وہ ان کے ساتھ متفق نہ ہو سکا آخر وہاں سے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۵۹ھ (م ۴ دسمبر ۱۸۹۲ء) کو کل پونہ کی سمت دریائے مانجرا کے کنارے کنارے بڑھنے لگے۔ پیشوا پونہ سے جوڑی ۱۸۹۵ء (م رجب ۱۲۹۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ حملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

۱۷۷ گلزار آصفیہ صفحہ (۸۲)

۱۷۷ صاحب گلزار آصفیہ بیدریچے سے نکلنے کی تاریخ ۱۲ شعبان ۱۲۵۹ھ بتاتا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راؤ سندھیا کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پنڈاری قسّاق علیحدہ تھے جو صرف سربق مقابل کے مقدمہ پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جیدارستہ سے مالک محروم سرکار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں بڑے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حدیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۱۸) میں ۱۷ ستمبر ۱۷۹۴ء کو پنڈاریوں کے سوار سرکار عالی کی فوج سے قریب آگئے اور اطراف میں لوٹ مار مچادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (م ۲) مارچ ۱۷۹۵ء کو بندگان عالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پائین گھاٹ کی ندی پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پرسرام بھاونجی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین وقت پر نازہ ملک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام کی حکمت فوج کو کمک پہنچ گئی جس سے سرکار عالی کی افواج کو ہٹ آنا پڑا جس کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر بعد مغرب نظام علی خان معرکہ جنگ سے برخاست کر کے قلعہ کھڑلہ میں (جو قریب ہی واقع تھا) اقامت گزیرے ہوئے گرائٹ و

۱۔ حدیقۃ العالم جلد ۱۰ صفحہ (۸-۱۰)

۵۷۔ یہ امرنگر کے جنوب مشرق میں ۱۵ میل پر ایک موضع ہے جو عرصہ سے مرہٹہ خاندان تباہ کر کے تصرف میں تھا موضع مذکور

جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے تباہ کر کے خاندان میں سے کسی نے ۱۲۰۹ھ (م ۱۸) میں تعمیر کرایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ پیشوا کی فوج کو وہ موہیری پر اتر آئی جس کے بعد ہری پنت کے فرزند بابر او نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پیسا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دربار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بنگر گانغالی کی افواج کھڑے سے پورندیہ کی طرف بڑھنے لگیں تو ان کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسالے کو رمیوں کی باقاعدہ سترو ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر سرام بھاؤ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صنفوف افواج مرہٹہ و جنگ کھڑلہ

سنہ ۱۲۰۹ھ م سنہ ۱۷۹۵ء

میمنہ قلب میمنہ
راگھوجی بھوسلہ پسرام بھاؤ پیشوا سوانی مادھو راؤ بھولکر دولت راؤ سندھیہ

پسرام بھاؤ مقابلے میں کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ لال خان بلوچی کے تحت پٹھانوں کی ایک ٹکڑی اس پر حملہ آور ہوئی اور بہت سارے مرہٹوں کو کاٹتے ہوئے پسرام تک

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پرہرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھیچ کر زخمی کر دیا۔
 لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے لڑکے نے آگے بڑھ کر لال خان
 پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت پسپا نہ ہوئی بلکہ
 آگے بڑھی گئی۔ اور اپنی زور و برد سے غنیمت کی فوج میں ایک تھکے ڈال دیا اس پٹھان جماعت
 کی کمک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسماعیل خان بنی تھے۔ مرہٹہ
 فوج بھاگنے لگی اور بابا راؤ پمچر کئی بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو باخشی نے اسے برا بھلا کہہ کر
 روکا بدین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسسیسی فوج موسیٰ ریموں کے تحت اپنی
 مقابل فوج سے لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھوجی بھونسلمہ نے بان چھوڑے اور
 ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے پینتیس^۲ ضرب توپ ایک دم داغ
 جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر ٹوٹا البتہ موسیٰ ریموں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلہ
 پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریموں اپنی
 فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا لیکن
 کچھ رات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا ادھر گزرتا تو اس نے صرف رفع شبہ
 کے لئے بندوقیں فیریں جس پر موسیٰ ریموں کی فوج نے بے ترتیبی سے بندوقیں چھوڑیں
 جس سے خود اسی فوج میں ایک عواسس باختنگی پیدا ہو گئی بندوقوں کی تاثر توڑ آواز نظام علی
 کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھی آرہی ہے اس لئے بندگان عالی
 اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزریں ہوئے جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا

میدان میں توپ اور بندوق اور سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پرچا لگا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کھڑلہ میں متحصن ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس بہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولندازی شروع کر دی جو دور و زنتک جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنبانی کرنی پڑی۔

کھڑلے کی جنگ میں نظام علی خان صاحب گلزار آصفیہ اس شکست کی توجیہ یہ بیان کرتا ہے کہ کی شکست کا سبب ارسطو جاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے حکام عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ارسطو جاہ اور نانا پٹھرنولیس کے مابین ہوا جب کہ ارسطو جاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے اسیر کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فرنولیس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

”نواب صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے ایک کروڑ روپے نے نہیں کیا۔“

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ مہادیوجی سندھیہ کو فراہم کرنے میں ارسطو جاہ نے ایک کروڑ روپیہ صرف کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے وکن آئے تھے اور برخلاف اس کے نانا پٹھانوں نے صرف ساتھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ دارانہ کار عالی کو اپنا کر لیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوئی صلح نامہ مکمل کے شرائط | محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنجانی ہوئی اور کشن رائے بلال پٹت پروہان کے وکیل کی حیثیت سے شرائط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

- (۱) نظام علی خان اپنے مدارالمہام ارسطو جادہ کو مرہٹوں کے حوالے کر دیں۔
- (۲) وہ تمام حصہ ملک جو دریائے تاپتی سے لیکر جنوب میں پورندہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کر دیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سداشیور اوبھاؤ نے ۱۷۹۶ء عیسوی (۱۲^م شمس) میں قبضہ کیا تھا دے دیں۔

- (۴) بقایا، چوتھ اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔
- (۵) گنگائی متصل علاقہ بھونسلہ سے ساڑھے تین لاکھ فاصل کا علاقہ سپرد کر دیں
- (۶) رگھوجی بھونسلہ کو انتیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا
- (۷) ان تمام شرائط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عہدہ آمد قدیم برار کے محل کے (باجد حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلح نامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۲۲ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علی خان ہانس محلکے شمال ۱۲۰۹ھ (م ۲۴ اپریل ۱۷۹۵ء) کو حیدر آباد منتقل ہوئے۔

انگریزی فوج کی طر سرفی

انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی | نظام علی خان کٹر لہ کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعلیٰ سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۸۱۸ء میں ۱۸۱۸ء کے عہد نامہ میں بعض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سو لاکھ (راجندر) ایلور مصطفیٰ نگر کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کوکرنول نے ۱۸۱۸ء میں تبصریح عہد نامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق کی ہے متین نہیں کی اور ۱۸۲۰ء میں ۱۸۲۰ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی تصریح نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے۔ پس یہ عہد نامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب تصور نہ کرتی تھی تو سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور اگر اس کو بھی دینا نہیں چاہتی تھی تو اس عہد نامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق گزشتہ میں (صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیئے تھا کہ مرٹھوں اور نظام کے درمیان

خیل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار دادہ اصول کے خلاف تھی
 اگر ان پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب بن جاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدہ
 سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب
 صاف دیدیا۔ اور جب کھڑے کی جنگ میں ان کو شکست ہو گئی تو وہ کمپنی کے نقص عہد
 سے اور زیادہ پر دل ہو گئے اور انگریزی فوج کو برطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے
 علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریمل کے تحت فرانسیسی فوج میں
 اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکز (علاقہ) (مید)
 بطور عہد موسیٰ ریمل کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ بوسی بہت متوقع
 اس بطنی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ داران کمپنی کو ملی تو ان کے
 رزٹینٹ ولیم کرک پیارک المخابب بشوکت جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست
 حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے۔ ذریعہ مسئلہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷ اجادی الثانی ۱۲۱۱ھ)
 میر عالم کو (جو انگریزی رزٹینٹ اور دارالمہام سرکار عالی کے مابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ قبائلی
 سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان
 محض خیر خواہی عامہ رئیسان و قوایع عموم خلافت کی بناء پر نزاع و نفاق پھیلا ہوا ہے اس
 قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہ بینی
 کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے۔ اسی زمانے میں اس فرانسیسی فوج کے

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان مخالفین کا سد باب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں چونکہ یہ تعلقہ انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۵ء سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

”یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریوں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے“

یہی نہیں بلکہ کھم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پر پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بناء پر انگریزی ریڈ نیٹ نے اجراء پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی بڑھتی کافرمان بغرض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے جہنیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و مہولت قائم ہے اس حکم سے بندگان عالی کا رعب و آ ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شامراج بہادر جوارسطوحہ کے

غیاس میں امور دیوانی کے اجراء کے ذمہ دار تھے) نظام علی خان کے صلح کار تھے اور اس فوج
 مامور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے تحت
 کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کھڑے میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب کو
 ہی کی صلح کے موافق برطرفی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا گیا
 نظام علی خان کے فرزند اکبر | انگریزی فوج کی برطرفی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا
 علیحبہ کا خسروج | یعنی صاحبزادہ اکبر علیحبہ نے ۹ بروز یکشنبہ ۱۲۰۹ھ (م ۲۴ جون ۱۷۹۵ء)
 کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کر
 سید کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ سداشیور ٹیڈی
 غالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان ناظم جنگ بھی شریک ہو گئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان
 بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں
 قابو ہوئے۔ سداشیور ٹیڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا۔
 جس سے سرکاری فوج منتشر ہو گئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے
 اور ان کے اہل و عیال کو سداشیور ٹیڈی نے اسیر کر لیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے
 بصلح امتیاز الدولہ ممتاز الامر علیحبہ کی والدہ بخشی بیگم صاحبہ کے مہر سے ایک سو تیس

نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں احمد علی خان ان کا نام تھا یہ بخشی بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے
 سید احمد علی خان صاحبزادے صاحب بیگم سے ایک عقد ہوا جس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں: سداشیور ٹیڈی اور سداشیور

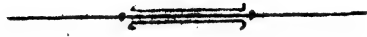
لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آ کر قدسوسی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو نرمل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

انگریزی فوج کی کمراموری | اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ علیجا کو جاگیر دینا موجب خلل ہوگا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امر اور غا ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمایا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب کرنے حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفیٰ انگر) میں باہر اگست جمع ہو کر میجر رابرٹس کے تحت ۳۱ اگست ۱۹۵۰ء (م ۱۵ صفر ۱۲۸۱ھ) کو حیدر آباد پہنچی۔ اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنی ہی تھے کہ نظام علی خان نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بنا پر فوج انگریزی متعین و مامور تھی۔ اس کے بعد مکرر اس کی جو تعیناتی ہوئی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوئی ایسی صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکل سہ کار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے۔ نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع۔

سرکار فوج کا باغیج سے متعلقہ پانچا | بہر حال یہ انگریزی فوج بھی میر عالم کے زیر اثر علیجا کے مقابلہ پر
سرکار فوج کی مخالفت میں آجانا | مامور ہوئی قبل ازین بندگان عالی نے موسیٰ ریموں کو اپنی فراہمی
فوج کے ساتھ اس جہم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پانچا سے بھی سردار الملک گھانسی میا

متعین کر دیا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدار کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا جس میں ان کو سخت ناکامی ہوئی اور باغی فوجیں منہزم ہو کر بھاگ نکلیں صاحبزادے کو جب یہ اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تین چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ بیدار سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے۔ اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استمداد کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا۔ جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خبردار ہوئے اور اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا جنہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے لیکن کہتے ہیں کہ بقاضائے غیرت راستہ میں زہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی۔ اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۱ھ (م) اور ماہ فروری ۱۷۹۶ء میں نظام خان ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر استبازی کا نامائشہ ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً سوھی رات کو مزاج بگڑا اور کچھ آتار لقوہ اور فالج طار ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ حکیم حمایت اللہ خان نے کوئی دو اڑتے تقویت شمول گلاب تیار کی تھی جس کو بندگان عالی ان دنوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان امیر شش گلاب والی دو اکوھنو کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگان عالی نے اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن سو پرہیز سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افاقہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ ۱۲۱۱ھ (م) میں اسطوجاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک بھی

واپس لائے جو کھڑکھ کی جنگ میں مرٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استرودا کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استرودا کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔



پیشو اسے استرداد ملک

پیشو اسوائی مادھوراؤ کا انتقال ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ (م ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء) کو پیشو اسوائی اور ان کی قائم مقامی کے جھگڑے

ان کی قائم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب مستحقین میں سوائی مادھوراؤ کے چچا رکھنا تھراؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے چمن باجی ایا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور تینوں سیو میری کے قلعے میں نظر بند تھے انزاق روح سے قبل سوائی مادھوراؤ نے اپنی قائم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد کیا تھا۔ لیکن بھگاجی ہو لکر اور نانا فرنویس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنویس یہ چاہتے تھے کہ ایک لڑکا متوفی پیشو کی بیوہ کا متبنی ہو اور وہی گدی پر بٹھایا جائے اور اس کے قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں ذخیل رہیں صاحب گلزار اصفیہ کا بیان ہے کہ جیسے ہی ارسطو جیہ کو سوائی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو یہ لکھ بھیجا کہ نانا فرنویس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ سن تمیز کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

۱۔ ہٹری آف دی مرہٹا س مصنفہ گرانٹ ڈو جلد دوم صفحہ ۲۵۲

۵۲۔ گلزار اصفیہ صفحہ ۱۶۷

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھ نے بھی اس خیال سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانافرنویس کے منصوبے کی خبر ہوئی تو انہوں نے بتواتر یہ (مختار سندھ) کے ذریعے دولت راؤ سندھ کے اس عہدوپیماں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے ان کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محل کا علاقہ بھی سندھ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانافرنویس کو ہوئی تو اس نے اپنی تائید پر سرام بھاؤ کو تانگاؤں سے بلوایا لیکن اس کے آنیکے بعد مباحثہ میں ہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ دار کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ پر سرام باجی راؤ کو قلعہ سیویری لایا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی نشینی کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوئی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ وہ پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوجا و قشقہ سے فارغ ہو کر گدی پر پہنچیں اور جس وقت وہ دیول پہنچیں تو ان کو وہاں سے بالابالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر قلعہ حنیہ پہنچا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پر سرام نے باجی راؤ کو اپنا کر لیا اور ان سے اپنے لئے مختاری ریاست کا وعدہ لیکر نانافرنویس کے اس منصوبے کو بیان کر دیا اور تجویز یہ بنائی کہ تاریخ مقررہ کو ناسازی فراموشی کا عذر کر کے ٹال دیا جائے جب تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانافرنویس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

پیشوا کی قائم مقامی کے عہدے میں | اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے
 ارستوجاہ کی حکمت عملی اور ان کی غلطی | سلسلے میں ارستوجاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے

ہوئے ان سے بھی آئے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارستوجاہ کے گھوڑے
 ”ہدم“ کی تعریف ان سے کر دی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہو گیا جب
 ادھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارستوجاہ سے جلتے جنہوں نے بعد

ملاقات اپنا گھوڑا مع ساز و سامان ان کو دیدیا جب نانا فرانس کو یہ اطلاع ملی کہ
 راجہ سندھیہ ارستوجاہ سے آئے تو ان کو تردد ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے
 اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے اصرار اور قسم قسمی کے بعد ارستوجاہ

کنا پتہ اتنا کہہ دیا کہ بہر حال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب نانا فرانس پریشان
 ہو گئے اور ارستوجاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ
 کانکن چلے جائیں اور جاتے جاتے اپنا سوال جواب پیش کر دیں اگر اس کا تصفیہ

مراد ہو جائے تو فہم اور نہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کر کے یہ دیکھتے رہیں کہ
 اونٹ کس کروٹ بیٹھنا ہے اس کو تسلیم کر کے نانا فرانس نے ارستوجاہ سے کہا کہ
 آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب نانا فرانس

پورندھر چل دیئے اور وہاں سے وائی پورندھر جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے
 یہ اقرار نامہ حاصل کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

اور جاتے جاتے اسطو جاہ کو جلد تر اپنے پاس لانے کے لئے ایک مرہٹہ سردار کو دوسو سو روپے کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع اسطو جاہ کی طرف سے راجہ سندھیا کو دی گئی تو وہ محاسبی فوج کے ساتھ ان کے پاس چلے آئے جب دولت راؤ کی فوج کو اتنا دیکھا تو نانا پٹھانوں کے متعین کردہ سوار اور سپاہی اسطو جاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پٹھانوں نے اپنی پہنچنے کے بعد بلو باتا تہ (مختار دولت راؤ سندھیا) نے پرeram بھاؤ کو فراہم کر کے بتایا کہ ۲۶ مئی ۱۸۹۶ء (م ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۱۰ھ) چنابھی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پرeram بھاؤ ان کا مختار و وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی اور راجہ سندھیا کو فراہم کرنے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہو گئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چنابھی اپا کو پرeram بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی راؤ نے سندھیا کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیا نے اپنے اخراجات فوج پر پرeram سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ اسطو جاہ کو کھڑلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا۔ وہ رقم بدیں تو ان (سندھیا) کو ادا کر دیا لیکن اسطو جاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط سے کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی ان کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کو نوال کے میدان میں جا ٹھہرے اور جب انہوں نے نانا پٹھانوں کے مقابلے میں پرeram بھاؤ کو مدد دینے کے لئے فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پرeram نے خوشی سے ان کو فرمایا کہ فوج کی اجازت دیدی جس پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساتھ کاروں سے کچھ رقم قرض حاصل

ایک معقول فوج تیار کر لی اور غریب فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار عالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں چنانچہ بندگانہ کی نے فوراً غیلی میاں اور سبحان خان کو روانہ فرما دیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسیٰ پیر و اور موسیٰ اریوں کے تحت بھیج دیا جن کے ساتھ راجہ را اور نبھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے۔

اب پیرام بھاؤ نے نانا پھڑنویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے پوچھنا طلب کیا لیکن نانا پھڑنویس نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرائط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پیرام) اپنے فرزند ہری نیت کو ان کے پاس روانہ کر دے جسے ہری نیت نانا پھڑنویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور منتخب فوج کے ساتھ آ رہا ہے تو ان کو سو وطن ہو جس کی نائیڈا باراؤ پھر گریہ کے خط سے بجا ہوئی جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے معاکا نکل چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہو کر مہاراجا پنچے بلو باتیہ ان کے تعاقب میں سندھ کی پیادہ پلٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پیرام نے نانا پھڑنویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں اگر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پھڑنویس کی جاگیر ات سندھ کی ویدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائیداد ضبط کر لی۔

اس کے بعد حاجی راؤ کی طرف سے ایک مرہٹہ سٹھدار بالاجی کنہڑ نے ان کی

گدھی نشینی کے لئے نانا پٹھنویس سے ریشہ دوانی شروع کی اور ادھر نانا پٹھنویس بھی مرتبہ ستر راؤ کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہو گئی چنانچہ بابا راؤ پٹھرکیہ امیر یا بگاہہ پیشوا تھکاراؤ ہو لکرا ان کے مویہ ہو گئے اور بوباتا تیتہ کے ایک مخالف ریا باجی ٹیل کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندھیا کو بھی اپنا موید بنالیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنالینے کے لئے انہوں نے اسطوجاہ سے سلسلہ جنبانی کی جس پر اس دور اندیش مدارالمہام نے کھڑلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اُس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر نانا پٹھنویس کی طرفداری میں عاید ہوں جس پر نانا پٹھنویس نے ایک عہدہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کر کے ہمارے اسطوجاہ کے پاس بھیج دیا۔ نانا پٹھنویس کی موجودہ ایسے عہد نامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کر دیا کہ ان شرائط پر سری منت باجی راؤ کے دستخط کروائے جائیں گے یہی عہد نامہ عہد نامہ ہمارے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

۱۔ اس شخص کا نام سکھارام گھاٹکے تھا جس کا تعلق کاگل خاندان سے تھا یہ اپنے ایک عزیز ایشونت راؤ گھاٹکے سے لڑکر شکست پایا اور کولاپور سے نکل کر پرہرام بھاؤ کا ملازم ہو گیا جس کے بعد نانا پٹھنویس کے پاس ایک سو سوار کی عہدہ داری پر مامور ہوا جب نانا پٹھنویس پونہ سے نکل گئے تو وہ سندھیا کی فوج میں ملازم ہو گیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ اس لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو مامور کر لیا تھا۔

نانا پٹرنیس کے منصوبوں کی تعمیل | اس سازش و تیاری کی اطلاع جب بلوہا کو ہوئی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر طرفداروں کو گرفتار کر لیا اور خود ان کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پٹرنیس کی بھیجی ہوئی رقم سے ہتیا کر لی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پر اگندگی میں وائی تلک پنچ گئی تھی کہ مناجی پٹھر کے اس سے جا ملا اور اس کو پھر جمع کر لیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملنی ہو گیا اس تمام فوج کی قبیہ احتیاج نانا پٹرنیس نے پوری کر دی اور اس کو ایسا کیا کہ سنا لپی گھاٹ میں جمی رہے اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کر لی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلوہا نے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کار سازی پر محمول کیا اور ان کو قید کر بندوستان بھیج دینے کے لئے سکرام گھاٹکے (ریا باجی ٹپیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کی ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹکے کو اس امر پر راضی کر لیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کر دے چند وعدوں کے تحت وہ راضی ہو گیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی حسن کارگزاری کے اظہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کر دی اور سندھیہ کے فراہم ہونے تک (بندوستان) جانے سے رکنے کے لئے) خود آپ بیمار ہونے کا غدار کے نیز اندی کے کنارے ہی ٹھہر رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پٹرنیس کے ہم خیال ہو گئے اور منصوبہ پوری طے کر کے مکمل ہو گیا تو ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۶ء (۲۳ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ) کو سندھیہ نے بلوہا کو گرفتار کر لیا

اور ایک حصہ فوج جمعیت فوج نظام علی خان مارونپت چکرو دیو کی رہبری میں پرہرام بھاؤ گزرا کرنے پر مامونہوا جس کی سُن گن پا کر پرہرام بھاؤ چمنا جی کو لیکر سیونیری بھاگا جہاں وہ گزرا کر لیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتانی ہے کہ اسطو جہاں نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سُبْحان خان میراں یا رننگ (عیسی میاں) موسی بیرو کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرہرام کے گھر کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سُبْحان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کر دیا لیکن پرہرام کو یہاں سے بھی نکل جانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ خیر کی سمت گیلے تو سُبْحان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ خیر کے دروازے پر گرفتار کر لیا اور اسطو جہاں کے پاس پیش کر دیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کر دیا۔

عہد نامہ جہانگیری میں | نانا پٹھنولیس ۲۵ نومبر ۱۷۹۶ء (م ۲۴ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ) کو ہٹاڑ پونہ واپس ہو کر اپنی خدمات پر مامونے اور باجی راؤ ۴ دسمبر ۱۷۹۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۲۱۱ھ) کو گدشی شین ہوئے۔ پرہرام بھاؤ کی جاگیرات اور قلعہ احمد نگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رگھو جی بھو کے اقرا نامہ کی تعمیل کر دی گئی لیکن عہد نامہ جہانگیری کی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کر دیا جس پر

۱۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۱۱

۲۔ غالباً یہ وہی قلعہ سیونیری ہے جس میں باجی راؤ اور ان کے دونوں بھائی نظر بند تھے۔

ارسطو جہاہ بگڑے اور بلا حصول خصمت ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (م ۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدر آباد لوہے
 ارسطو جہاہ پونہ سے نکل کر سیدائیکہ تک پہنچے تھے کہ مانا پٹھانوں نے اُن کی تالیف قلب کیلئے مین
 معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی
 تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھہرے اور اس دوران میں مانا پٹھانوں نے حسب
 بیان کھائے بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہد نامہ مہاراج کی تعمیل پر رضامند کر لیا۔ اور اس
 علاقہ کا سہ رجب حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کٹر لہ کی رو سے پیشوا کو ملا تھا
 اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ رجب حصہ بھی نظام علی خان قرار پایا اور دو کروڑ نقد ادائشہ فی
 رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کر کے دستاویزات پر رقبہ کی بھرپائی کر دی گئی۔

نظام علیس رائے شنس وت مرہٹاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہد نامہ مہاراج کی
 تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ
 سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطو جہاہ کے تحت پونہ
 قریب بھیری ہوئی تھی اگر اس موقع پر مہاراج کے عہد نامہ کی تعمیل سے انکار ہی کر دیا جاتا تو اس
 امر کا امکان تھا کہ ارسطو جہاہ اعلان جنگ کر دیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور
 اُن کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہو سکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ مانا پٹھانوں نے جس وقت اس عہد نامہ کی تکمیل کی ہے وہ

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہد نامہ پر سری منت بالاچی کے تکمیلی دستخط کرادیں گے اور انہیں کی اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً ارسطو جاہ نے اس عہد نامہ کے بعد ہی ۲ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (۳ نومبر ۱۷۹۶ء) کو دولت رائے سندھ سے ایک علیحدہ عہد نامہ طے کیا جو ضمیمہ (۵) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

”بالاچی پیڈت ناننا پٹھنوں سے از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارالیم عمل خواہد آمد اجیاناً اگر دقتے در آن مظهر رسد انجانب (سندھ) شریک صاحب (ارسطو جاہ) گردیدہ بموجب قرار عمل کنائیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاچی پیڈت پٹھنوں سے قرار کردہ باشند بدین موجب از جانب نامبرہ عمل خواہد آمد اجیاناً اگر دقتے در آن رود صاحب شریک باماشدہ بموجب قرار از نامبرہ عمل کنائند ذمہ دار این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود“

غالباً یہی معاہدہ ناننا پٹھنوں سے اور باجی رائے کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا تھا اس واسطے کہ عہد نامہ مہاراجا کی تعمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ارسطو جاہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھ سے مدد لینا پڑتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بہرہ اور آزمودہ تھی عجب نہیں جو خود سندھ سے اس فقرہ کے نظر کرتے اور ناننا پٹھنوں نے اپنے تکمیل کردہ عہد نامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تکمیل کے لئے باجی رائے کو مجبور کیا ہو۔

نظام علیس رٹے شنس کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ ہمارا کئی تعمیل خراب ہوئی لیکن صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرار نامہ پٹرنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کروڑ روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گزشتہ محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساہوکاروں سے جو قرض ایک کروڑ روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائیگی نانا پٹرنویس کے ذمہ کر کے اسطو جہ حیدر آباد واپس ہوئے۔

عہد نامہ ہمارے میں ایک کروڑ روپیہ نقد اور گزشتہ یا اسطو جہ کے دو گنی قرض کی ادائیگی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ البتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجہ معاہدہ ہمارا ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحب گلزار آصفیہ نے ایک صفحہ کا اضافہ کر دیا۔

بہر حال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا معقول فائدہ ہوا جو ان کے فہمیدہ و مدبر مدار المہام اسطو جہ کی حسن سعی اور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

جنگ مسور

۱۷۹۹ء
۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م ۱۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور غلام کمپنی کے زیر نگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م ۱۲۰۸ھ) میں باغرازا واکرام واپس کر دئے گئے اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے منصوبے قائم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ دور دور کی خود مختار سلطنتوں سے مراسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہنواز سے ان کے پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سیف کو خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل نہیں تھے کہ وہ جماعت (یا کمپنی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو جلب منفعت اور ملک گیری کی خاطر اپنا وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قسمت آزمائی کے لئے آئی ہو۔ انگریز کمپنی کے عہدہ داروں نے اس کو نظر تحقق سے دیکھ کر قراریہ دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف کسی جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع و خالی

انگریز مورخ اس فرانسیسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد سے اس سووٹن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریز کمپنی کو نیچا دکھانے کے لئے صرف اپنی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف انہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے مترعہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کر لیں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کر دیں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مرہم ملت ہوئی تھی وہ مرہمہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مرہم ملت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود مختار بادشاہ کہلائے جاسکیں کیونکہ جو امور کہ فحافین ٹیپو سلطان ان کو برائیت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کئے ہوئے تھے۔ شاہ فرانس سے جو مرہم ملت انہوں نے کی اس لئے ہو سکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیادہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی اہول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان ہتھیاریں اور

۱۔ اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ اگست ۱۷۹۲ء موسومہ ریاست فرانس میں صرف ساٹھ سپاہی

بتائی ہے اور لارڈ مارننگٹن نے بشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ مس مہتری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۶۲ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ بتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہر حال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریز کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے اس منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدر اس گورنمنٹ کی فوج کو سواحل ملیبار کو روکرومنڈل پر اتر آنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تعمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پرنسپل کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ راجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فرید معاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پانہ ہم میں ان دہی ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خود مختارانہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

عہد نامہ امدادی تکمیل | ۱۷۹۷ء (۱۲۸۷ھ) تک حیدر آباد میں ولیم کرک پائٹرک ریڈینٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈ ہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس پچیس کرک پائٹرک ان کے قائم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے ساتھ ایک عہد نامہ یکم ستمبر ۱۷۹۷ء (۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ) کو تکمیل پایا جس میں دایمی طور پر انگریزی امدادی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرنیسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی برطرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرنیسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریزی کمپنی کے حوالے کر دیاجا اور آئندہ کوئی یورپین بلا اطلاع کمپنی مامور و ملازم نہ کیا جائے۔ لفٹنٹ کرنل ولسن کا

بیان ہے کہ اس فرانسیسی فوج کی برطانی کے لئے نظام علی خان اور ان کے وزیر اسطو جاہ کو راعب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں بسن کا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس واسطے کہ نظام علی خان کے تخیل کے تحت اسطو جاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کر دینے کی صورت میں اس فائدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضا جوئی میں رہنا پڑتا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فاج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اور ان کی قائم مقامی کی شکستوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) اسطو جاہ اس عہد نامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے یکجہلی دستخط حاصل کر لی۔ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی رو سے ریاست آصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیرِ اگٹی اور ایک حد تک اپنی حقیقی خود مختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ہفتم میں درج کرتے ہیں۔

عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی | اس عہد نامہ کے شرائط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریز
تحتِ نخب میں اسناد کی شرط اور اس کے ہنہ | کمپنی کو درپیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکویس ویلزلی نے
اپنے مراسلہ نشان (۲۷) موسومہ کہ پتان جے لے کرک پیاٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا
کہ اسطو جاہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس عہد نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :-

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔

(۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے۔

(۳) جیدر آباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں ان کے ارتفاع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے۔

ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان امور میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر اسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان ہر دو مسائل کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں۔ اور امر مقدم الذکر یعنی تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی علالت (از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے اُن پر نگرانی قائم کر دی تھی سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے یہ تصفیہ کرایا تھا کہ اپنے ممالک محروسہ کو تین حصوں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں سے سکندر جاہ

فریدیوں جاہ اور جہاندار جاہ کے نامزد کردیوں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے متعلق سندیں بھی تیار کر دی گئی تھیں لیکن امیر یانیکہ اور راجہ شامراج نے اس خیال کے تحت کہ فریدیوں جاہ نظام علی خان کے قائم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدیوں جاہ ایک حد تک انگریزوں کے مخالف تھے جب اسطو جاہ پونہ سے واپس آئے خدمت مدار المہامی کا جائزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے (سکندر جاہ) جن کے عقد میں وہ اپنی پوتی کو دینا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آئندہ توقعات کے منقطع ہو جانے کا یقین ہو گیا اس لئے انہوں نے سکندر جاہ خفیہ طور پر مفاہمت کر کے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کر لی کہ سرکاری کاغذات پر سکندر جاہ دستخط کیا کریں کیونکہ فاج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کر سکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ اسطو جاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے نائید حاصل کر نیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت ماہ البحت عہد نامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کر دیا۔ کپتان جے اے کرک پیٹرنک کی اطلاع دہی پر مارکویس ویلنری نے ان کو مرسلہ نشان (۳۷) میں بیکھا کہ :-

”میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں نائید کی جائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامر سے فی الحال مخفی رکھنے کی جو تم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور ان کی تخت نشینی کی نسبت جو مغاہمت کہ اسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

اسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ویلزی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے جے اے کرک پیٹرک کو لکھا کہ ”اگر سکندر جاہ ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم اسطو جاہ اور میرے عالم مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرائط کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو۔“

یہ شرائط سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فرانسیسی فوج کی برطانیہ کے معاہدہ مذکور کی تکمیل کے ڈیڑھ مہینہ بعد تک بھی فرانسیسی عہدہ داروں کی برطانیہ میں نہیں آئی جب انگریزی رزٹنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے فرید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فرانسیسی عہدہ داروں کے برطرف کرنے میں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دیدینگے کہ

لے ڈسپاچس آف ویلزی مرتبہ آیم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مرسلہ نشان (۲۱) مورخہ ۶ نومبر ۱۷۹۲ء

لے اور فیت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۹

فرنسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کر دے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب تر جا ٹھہرنے کا حکم بھی دیدیا۔ جس کے بعد بندگانِ عالی نے فرنسیسی عہدہ داروں کو برطرف کر کے اہالیانِ کمپنی کے سپرد کر دینے کا حکم دیا ہے، اے، کرک پیاٹرک حکم برطرفی کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خان کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بولڈ بھی تھے حضور نے احکام برطرفی کے ساتھ رزٹرنٹ کو ایک ایک جہیزہ سرچ اور کٹھنی مرواید سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھیند سے سرفراز کیا اور ان کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جہیزہ اور سرچ عنایت ہوا۔

سرکارِ عالی کی فرنسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرنسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطرفی کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کر دی گئی اس برطرفی کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کر دیتے بہر حال احکام برطرفی کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو چالیس سپاہیوں کی فوج جوڑے سے حیدرآباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ جنگالا) سے ملحق ہو گئی۔ اس فوج کے حیدرآباد آجانے کے بعد ہی رزٹرنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکھ کر فرنسیسی عہدہ داروں کی برطرفی کے احکام چل گئے جس کے بعد اس فوج نے فرنسیسی فوج کی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا اور اس کے سپاہیوں کی دبوچی کر کے ان سے وعدہ کیا گیا

ان کی پوری پوری تیخواہیں (جو ادا طلب تھیں) ادا کر دی جائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کر لیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لیکر کمپنی کے علاقہ میں روانہ کر دیا۔

عہد نامہ مذکور کی مکمل تعمیل کے دوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کر دیا ہے جس کے فتح ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان تر بھی اس لئے لاڈ مارنگٹن نے ادھر مدرسہ کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور ادھر بھی کی فوج کو احکام بھیجے کہ سرزمین کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدرسہ کی انگریزی فوج کی کمک کر سکے اور ایک طرف سے سرکار عالی کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہد نامہ مذکورۃ الصدد میں کوئی ایسی شرط صراحتہ موجود نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر اس فوج کو کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصہ ملک جو کچھ ہر دست ہو اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ خیم میں بالاجمال یہ مذکور ہے کہ

”یہ اندادی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگہ تعالیٰ یا ان کے وزراء اور قائم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محل کے لئے مثل فوج سبندی مامور نہ کیا جائے گا“

ساتھ جنگ میسور (۱۷۹۲ء) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۱ء (۱۲۰۴ھ) میں ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس عہد نامہ میں تین فریق (نظام علی خان پیشوا اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط میں ہر سہ فریق سے نقص معاہدہ کی وجہ سے میسور سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس عہد نامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس نوبت پر اس سے استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں میسور سلطان کے کچھ اثرات ریاستہائے آصفیہ میں قائم ہو گئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے میسور سلطان ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدر آباد آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریزوں کی پکڑ کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہد نامہ میں اس آنے والی جنگ میسور کا کوئی ذکر صراحتہ کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ اس عہد نامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کر کے اور فرانسیسی عہدہ داروں کے بظرف کر دینے کی قرارداد پر عہد نامہ ۱۷۹۵ء (۱۲۱۳ھ) طے کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اس طرح سے ریڈنٹ نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شباہ شدہ داخلہ ہمارے حیطہ علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلبی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوس ویلینی نے

رزٹنٹ کرک سپاٹرک کو لکھا۔

”گوشش کی جائے کہ اس ہم میں علم الامرا (ارسطو جاہ) افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ ہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جاسکے تو کسی شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں کچھ پی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔“

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی تائید کی نسبت ارسطو جاہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ولینزلی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے اس لئے ارسطو جاہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے منظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار ارسطو جاہ نہ ہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے نہ امیر یا بگاہ ہی انگریزی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شامراج و ممتاز الامرا۔ ولینزلی کے جملہ آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں ان صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ متجانب ریاست کوئی انگریزی سردار ہی اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے اسطو^{حہ} نے میر عالم کو سب سے سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابوتراب خان کو ہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رک گئی اس کے متعلق ویلنلی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

”مجھے کپتان وائیٹ کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ نظام انقشیری نے (چھپڑا کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پراؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔“

اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ تو فوج کوٹھ پوسلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی طغیانی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فروری ۱۸۹۹ء (رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ویلنلی کی فوج سے ملتی ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ یا پیش قدمی میں ان کے احکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

وجہ سے کیلا اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئس ویلنزی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات ذیل میں متواتر خفیہ خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیزیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا کیل (رزٹنٹ) دارالریاست سرریگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بناد مقبوضہ (مثلاً گوڑیاں بندر منگلور وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک بجاتھے بہر حال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حسب وخواہ نہ دیا اسی بنا پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و امرادر پرودہ خود ان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور مال مٹول سے غنیمت کو اپنے حسب و نشانہ ہونے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میر صادق سپہ سالار قمر الدین خان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیر خواہوں سے بدظن کر کے اُن سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدرسہ کی انگریزی فوج جب جنرل ہائیس کے تحت میسور کی طرف بڑھی تو ٹیپو سلطان نے

پورنیا کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ بیڑا ہر سو کہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زبرد تو بیچ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین ٹین تک آگئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پا کر وہی رخ اختیار کیا آخر ٹرولی (عرف گلشن آباد) میں غنیم کو جالیا۔ اس مقابلہ میں قمر الدین خان نیکو حرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بیٹی کی انگریزی فوج سریرنگ پٹن کی طرف آرہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کورگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کالی کوٹ کی طرف نکل گیا اور ٹیپو سلطان سریرنگ پٹن کوٹے اس اثنا میں جنرل ہاریس سریرنگ پٹن کے قریب آگئے تھے ایک سمت خود ان کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج اور تیسری جانب بیٹی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سریرنگ پٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فضا میں

۱۔ نشان حیدری صفحہ ۳۸۳ ۲۔ صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدرآباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی

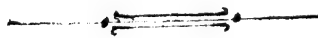
کر نل رابرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ مدرس و دو ہزار سپاہ بمکالہ میر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار، روشن رائے کے تحت چھ ہزار جوان

راہ سے قلعہ میں درائیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور روانہ وار ٹرنے ہوئے ۲ مئی ۱۷۹۹ء ۲۹ مئی ۱۷۹۹ء کو شہید ہو گئے سررینگ پٹن انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یقین کیا جاسکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان اسطو جاہ کا یہ خیال یا منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک ٹیپو کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے نمک حرام عہدہ دار بہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت متزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آجائیں چنانچہ قلعہ سررینگ پٹن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچانی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو ہتی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا جب محاصرہ کی صورت دگرگوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فرانسسیسی سردار موسیٰ اسیپو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رائے دی کہ شب میں ایک حصہ فوج کے ساتھ معہ خزانہ قلعہ سے نکل کر چٹیل درگ چلے جائیں اور قلعہ سررینگ پٹن خود (موسیٰ اسیپو) اس پہرہ کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چٹیل درگ میں پناہ گزیں ہو جاتا یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریک صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ اسیپو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

فرانسیسی سردار کی رائے کا تخیلہ اس طرح کیا کہ
 ”فرانسیسی اور انگریز دونوں ایک ہی سگ زرد برادر شغال حضرت
 یقین فرمائیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں
 کے نفوذ میں کر دیں گے۔“

اس کے بعد بد الزماں نے اس پر اور مستزاد کیا کہ
 ”قبلہ عالم! جیسے ہی حضرت کا مع خواتین و خزانہ و شہزادگان
 قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیجنا معلوم ہوگا سب جانثاروں کی ہمتیں اٹھ
 جائیں گی اور شیرازہ جمعیت قائم نہ رہے گا۔“
 جس پٹنوپ سلطان فسخ غرمت کمر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے
 ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔



تقسیم ملک میسور

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیپو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہیے تھی لیکن ویلنٹی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبہ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیپو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمر الدین خان) نے انگریزوں کی طرف داری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر متمکن کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو متمکن کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں معقول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعہ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) سے ۱۷۹۲ء کی ۱۹ شوال ۱۱۹۶ھ کو بمقام بنجا و کرپا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب کو

فرد فریدیس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان اسطوجاہ کے دل میں سوچنی اور مخالفت پیدا ہو جاتی۔ اسی بناء پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہاریس، کرنل آر تھرویلزنی، ہنری ویلزی (لارڈ کوئی) لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹریک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم، اور منرو مقرر ہوئے۔ اور ریاست آصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے اسطوجاہ سے یہ منظوری حاصل کر لی کہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹریک نمایندہ ریاست رہیں۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسائل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیٹریک (رزیدنٹ) کے ذریعے اسطوجاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے۔ مسائل تقسیم پر اسطوجاہ نے منجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط و مومہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ و میں بحسنہ درج کیا ہے۔

تقسیم مال کی نسبت اسطوجاہ کو اطلاع دی گئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہ مارکو ریس ویلزی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں ڈونلڈسن سے مخاطب ہوئے۔

لٹننٹ مارکو ریس ویلزی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کوئی سے مخاطب ہوئے۔

”گوزن خیل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ تو شک خانہ وآلات حرب و ضرب کے علاوہ کروڑ پارہ پیسہ کا مال تھا جس میں بنگا نکالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شرکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس کمپنی کی بذنامی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزند ان نصف ملک اور خزانہ کے طلبگار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ پوریش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور قرآنیمیسوں کے مثل وہ بھی اسپرول میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار ہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔“

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شہر کا، تقسیم کر لیں گے لیکن چونکہ کمپنی کے مطمح نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا اور ٹیپو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں اس مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو ممکن کر کے اس سے بھی تحت معاہدہ جلب منفعت کرے اس لئے وہ قرارداد کا عدم کرکٹی

جب ان مسائل کو پیش کر کے اسطوجاہ کو یہ اطلاع دی گئی کہ اس طرح ملک تقسیم ہو جائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئیگا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ سپہ سلطان کے سپہ سالار میر قمر الدین خان کی جاگیر میں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد اسطوجاہ میر عالم کو لکھا کہ

”حالیہ جنگ کے دوران میں میو سلطان نے جب مصاحبت کے لئے سلسلہ جنبا کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہاریس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی صلح ہو جاتی تو یقیناً بندگان عالی اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرائط پر صلح نہیں ہوئی اور ملک حسب مراد بالکلیہ فتح اور شرکاء کے قبضہ میں گیا ہے تو اس کی تقسیم میں جو کچھ شرکاء کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہئے جو ان شرائط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم۔“

کمپنی نے اسطوجاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم قرار داد کر لی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض تعین مواضع کا مسئلہ تھا جس میں منجملہ دیگر مواضع کے اسطوجاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکوئس ویلزی کی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار یہ دیا کہ وہ کمپنی کے ہی ساختہ پرواختہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ جون ۱۷۹۹ء کے ذریعہ فٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک (رکن کمیٹی تقسیم) کو لکھا کہ

”چیتیل درگ اور سید نور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور ملجا^ط ہں کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر بہار زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتیل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میرے عالم کا تو ان کے دل سے نکال دو۔“

چیتیل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے قریب ہونے کے باعث اسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگر وہ سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم ملجاتے جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے جو رانی میسور کے ساتھ ۱۸۲۷ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نائب کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔
”نظام اور مرہٹوں کو اس حصہ ملک کے سوائے جو وراثتہ ان کے قبضے میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جائے۔“

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فریقہ نظام علی خان کے قبض و تصرف میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

۱۔ ڈیپاچس آف ویلزی مرتبہ آرم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ ۲۔ میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ چرچہ و منشا اسطوحاہ میر عالم نے نکمٹی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ نے رزٹرنٹ (جے اے کرک پیٹرک) سے استبداد کیا جس کی اطلاع پر مارکویس ویلزی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹ء لکھا کہ

”باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزی اور کرک پیٹرک) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے عظیم الامرا کو سزگاپٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سزگاپٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناوابجی ادعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔“

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ اسطوحاہ کا محمولہ خط دیکھا جائے تو

۱۔ میر عالم جب ہم میسور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ اسطوحاہ اور رزٹرنٹ کے مابین وکیل مقرر ہوئے تھے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میرے عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلنزی نے نظام علیخان اور ارسطو جہا کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فوائد و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جہا تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈال کر کسی غلط فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ مارکویس ویلنزی لکھتے ہیں۔

”نظام اور عظیم الامر کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں ہیں اس سے زیادہ سبک اور خارج از محفل کوئی امر نہیں پاتا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی ہمدردی اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا یہ اعتباراً تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی نا انصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجب استغادہ سے محروم رہیگی نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میرے عالم کے ساتھ ایک تھنہ ہوا تھا آیا میرے عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقی انعامی حصے سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھبیہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے نہرمانس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچے گا میں اپنے اس خط کو نظام اور عظم الامراء اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاع میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میرے عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مرئی اور قربت دار کی (مطالبہ انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرات کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل عظم الامراء سے مشورہ ہو چکا تھا یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا ظہار کرو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دے دیے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیکھی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل ہل اور مضول ہے۔

سررینگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارت میں ذرا بھی مداخلت نہ کرینگے جو انہوں نے قلع میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو ان کی شوخ کلامی پر جواب دہ ہوئے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے بمعینہ طریقہ پر بند کر دیا

لے میرے عالم کی علاقائی بہن مستقیم الدولہ سے منسوب تھیں۔

اور اگر فریختگی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے پشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں نے اپنے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر عظم الامر کو ان فوائد و برکات سے آگاہ کرنا نامناسب نہ ہوگا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی خلیت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناکام نتیجہ دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی خرید صرفہ عاید کئے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنی نیاراجہ میسور) قائم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد رہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکل یمنان ہے (اس کے علاوہ انہوں (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لا کر فی الجملہ انہوں (نظام) نے ایک اہستہ حالت سے اپنے ملک میں اور بیرون جات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت مرتبہ پایا یہ برٹش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتائج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انہوں نے

جمل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہ رہائی نس کی عدم دست رسی
 (جو بڑش گورنمنٹ سے اس بنا پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی جصلہ
 افزائی کی جائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے
 باوجود اتحاد سے اتنے فواید حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے
 یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسبِ نشانہ تقسیم ملک و مال کر کے
 اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ جون ۱۸۹۹ء (م ۲ محرم ۱۲۱۲ھ) کی تکمیل کر لی جس کی
 رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار
 تین سو تیس گھوڑا پونے دو فوٹ کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں
 بھی دولت حصہ نظام کو ملا جو پیشوا کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے
 لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی جو بیٹی قائم ہوئی تھی اس کی درخواست کے بعد میر علی
 مدراس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۲ھ (م ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء) کو بڑا بھاری
 جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ
 (م ۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدرآباد پہنچے۔ اس فوج کی چھاؤنی کے لئے
 بلدہ حیدرآباد کی شمالی سمت میں حسین ساگر کے پرے ایک مقام تجویز کیا گیا یہی مقام
 بعد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندر آباد رکھا گیا۔
 اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی اسطو جاہ کی پوتی جہاں پرور بگم سے مقام

بید رہی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل و خل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت ہمارا جہنم و لال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادے سلیمان جاہ اور اسطو جاہ کی جاگیر میں دیکر اس کی اطلاع لارڈ صاحب کو کر دی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے مد نظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دوپٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۸۵۷ء تک مسئلہ کی جنگیت میں بھجھہ نظام آیا تھا) حاصل کر لیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بوجب انگریزی ریڈرنٹ جے۔ اے۔ کرک پیارٹرک نے نظام علی خان سے طے نامہ امدادی بابت مسئلہ ۲۲ء جمادی الاول ۱۲۱۵ھ (م ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء) کو تکمیل کر لیا تو لارڈ صاحب نے ذریعہ مسئلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۹۸ھ (م ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ) لکھا۔

”چونکہ اس خط میں نہ فرازی جاگیر کی اطلاع دی گئی ہے اس سے حدود مواضع و نام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے۔ جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دواماً تقویض کردئے گئے ہیں۔“

۱۔ اصل خط اور اس کی منسلکہ فہرست نقل یہ ہے :- ”آپ ملک و تعلقات درہم پو سلطان بھجھہ سرکار و املا“

اسی سنہ میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزیدنٹ کی سکو کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا صاحب حدیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دولاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری مصارف وغیرہ کی پابجائی تاحد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے۔

میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں اس بندوبست اور عمل دخل کے اتمام پر مارکو میں ویزی کے اس مراسلہ کا اثر ظاہر ہوا جو انہوں نے رزیدنٹ کرک پیٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت خیال ظاہر کیا تھا کہ ”وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے“ چنانچہ وہ نظر بند کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت اسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی۔

خدمت وکالت کے انضمام کے بعد سے رزیدنٹ اور مدارالمہام کے مابین کوئی توسل قائم نہ رہا جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے۔

عہد نامہ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کریجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں لارڈ صاحب سے استدعا کی تحریک پہلی اور انضمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے اسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔

(بقیہ نامہ گزشتہ)

تفصیل ذیل غایت فربودہ شد :-

فرزند ارجمند سعادت و اقبال نشان قزوین
مختار دولت آصفیہ کمال مطلق اسطو جاہ

برخورد سعادت آتنا اقبال یار کو کامکار زامدار
رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر

۱۔ مراسلہ نشان ۲۲ مورخہ ۲۴ جون ۱۸۹۹ء

۲۔ تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو ”میر عالم“

انتقال نظام علی خان

نظام علی خان کا انتقال اور ان کا مرنے کا مہینہ | میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوئی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۱۸ء (م ۱۲۱۸ھ) کے بعد سے ۱۸۱۹ء (م ۱۲۱۹ھ) تک وہ اسی تک و دو میں لگی رہی اور چونکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہد نامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا اپنا لازم تھا۔ لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۲ ربيع الثانی ۱۲۱۸ھ (م ۶ اگست ۱۸۱۹ء) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام اسطو جاہ کے ید قدرت میں چھوڑا۔

انہماق روح کے ساتھ ہی اسطو جاہ کی تحریک پر رزٹنٹ نے حضوری ڈیوٹی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردہ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بار کے متعین کر دیا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے نہ پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپردِ خاک کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی سا بنیان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلدی اللہ ملکہ نے ان تمام قبور پر ایک سنگ بہت عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گذشتہ بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پر شاہ تجلی کے مشہور شاگرد شیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام خواند با وضو ہمہ اشخاص تحت
 زین مصرع عجیب دو نایخ را بخوان مستوجب بہشت۔ با خلاص فکاح
 ازواج و اولاد نظام علی خان | صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات
 کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج ہتھیں صاحب گلزار آصفیہ
 و توزک آصفیہ و شجرہ آصفیہ نے ایک ایک فرید نام بتایا ہے ان موزنین کے اعتبار سے
 جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ محلات دریافت ہوئے
 جن کے نام یہ ہیں۔

- (۱) زین النساء بیگم (۲) بخش بیگم (۳) تہنیت النساء بیگم (۴) عنایت النساء بیگم
- (۵) فضل النساء بیگم (۶) سلطانی بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النساء خانم۔
- (۹) بہرور بانو بیگم۔ بقول صاحب شجرہ آصفیہ زین النساء بیگم معروف بہ بان پوری بیگم کے
- بطن سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخش بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ تھے

جو خروج کرنے کے بعد ۲۱ھ (۹۵ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہنیت النساء بیگم سے
 دو۔ اجڑا دسے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان اکبر جاہ
 چوتھی بیوی عنایت النساء بیگم سے دو فرزند (میر سجان علی خان فریدول جاہ و میر حمید علی
 حمید جاہ) اور دو لڑکیاں (بشیر النساء بیگم و ریاض النساء بیگم) ہوئے تھے بہرور با تو بیگم
 میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ اور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہان نذر علی خان کیون جاہ
 ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے
 تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں :-

دیگر صاحبزادیاں :- (۱) فخر النساء بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساجدہ بیگم
 (۴) امیر النساء بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قرن النساء بیگم
 (۸) کابلی بیگم (۹) جدۃ النساء بیگم (۱۰) فرحت النساء بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم
 (۱۲) امامی بیگم صاحب شجرہ آصفیہ نے دو نام فرید بتائے ہیں ایک بدری بیگم
 دوسرے بخت بیگم۔

عبارات | بلدہ حیدرآباد کو پائیدہ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علیخان
 کوئی محل تعمیر کرائے چہاڑ بنگلہ جو عرف عام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل
 مہابت محل۔ مؤخر الذکر بہر دو محل اب اس نام سے موسوم و معروف نہیں ہیں زمانہ ماتحت
 یا تو ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں یا ان کو منہدم کر کے ان کی جگہ کسی اور نام کے محل تعمیر ہوئے

۱۔ صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام میر نر نظام علی لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر حمید علی۔

نوازش محل نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساں
 نوازش علی کے زیر انتظام بنایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نوازش محل
 رکھا گیا انہیں نوازش علی کے زیر نگرانی پادشاہی عاشور خانہ کی ترمیم بھی مسئلہ میں ہوئی تھی
 روشن بنگلہ اور پچ محل بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات ہیں یہ کہا جاتا ہے
 کہ یہ اس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نزل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدر آباد دلایا گیا
 تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرہ نزل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کے فرزند
 احتشام جنگ جب ایلچوپور پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع
 کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ بنبر بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام
 نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے ملبہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاع
 نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ اسطو جاہ نے ان کے رفع غضب
 کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم باغ
 میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بلکہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و
 محل تیار کرائے جائیں چنانچہ حسبہ احکام جاری ہوئے اور تعمیل ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی
 غنی یا رخاں داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔ اسی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ
 پچ محل بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

ملت دور دور

ضمیمه (ب)

عهدنامه ایت گیر ۱۱۹۸ هجری

اول اینکه تجویز طرفین آنچه مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان ندیده آن مصلحت را به انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر در دل راؤیندیت پردهان آید که این مصلحت را دار مدار کرده فصول باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار نکرده بانصرام باید رسانید لازم که پندیت پردهان بلا اندیشه متفق مشوره بندگانعالی بوده مصلحت مذکور را با انجام رسانند علی هذا القیاس مابین مصلحت در دل حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار کرده فصول باید نمود و بدل راؤیندیت پردهان آید که دار مدار نکرده این مصلحت بانصرام باید رسانید لازم که بندگانعالی بلا اندیشه متفق مشوره پندیت پردهان بوده مصلحت مذکور را با انجام باید رسانید و اگر بصلح طرفین آید که این مصلحت را دار مدار فصول باید کرد آن وقت مضایقه نیست بمشوره طرفین هر چه قرار باید موافق آن دار مدار باید کرد.

دویم آنکه در خاطر بندگانعالی آمد که فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤیندیت پردهان آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بجهت شدند که این مصلحت قرار می دهم باید که لازم که پندیت پردهان قبول نموده در مصلحت قرار داده بندگانعالی تتریک باشند علی هذا القیاس در خاطر راؤیندیت پردهان آمد که فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد راؤیندیت پردهان

بعد شدند که مصلحت که قرار می‌دهم باید کرد لازم که بنده گانعالی قبول فرموده در مصلحت قرار داده
راؤنپنڈت پردھان شریک باشند -

سیوم آنکه وقتی که باتفاق طرفین مهم کرنا ملک قرار یافت آنچه ملک و قلع و گدھی ها و
کھڈنی مال و امتعه و غیره بدست آید از انجمله محالات پنجاه و سه لک و هشتاد و سه هزار روپیہ
جمع کامل بابت عمل ماضی و متوفی که بیشکیش آن پانزده لک روپیہ حیدر علی خان قبول نمود
بود آن تعلقه بطرف راؤنپنڈت پردھان باشد در آن حصہ سرکار بنده گانعالی نیست و تعلقه
کڑپہ و غیره بابت عبدالعلیم خان و غیره اقرباء و از تعلقه کرنول و غیره جاگیر رنست خان بہادر
و غیره سپہ و اقرباء و آنچه در تعلقه ادوئی و غیره از ۱۱۸۲ الف که در تصرف حیدر علی خان بود و درین
فتح علی خان قابض و متصرف است در سرکار بنده گانعالی باشد در آن حصہ راؤنپنڈت پردھان
نیست سیوائے این ہرچہ بدست آید نصف نصف حصہ نمایند و یکے حصہ ملک نوشته اندازد و
یکے بردارد و در حصہ ملکہ کہ در سرکار بنده گانعالی خواهد آمد راؤنپنڈت پردھان را در آن از وجہ
چوتھ و غیره بابت ہائے شرکت نیست مگر آنچه و چوتھ و مقطعه تعلقه ادھوئی و کرنول در سرکار
راؤنپنڈت پردھان می رسید جاری باشد -

چہارم آنکہ در دولت حضرت بنده گانعالی یا بر دولت راؤنپنڈت پردھان اگر مخالفی
نظر بد کردہ غم کند چہ بنده گانعالی و چہ راؤنپنڈت پردھان سود و زیان ندیدہ باجمیعت آئندہ
شریک یکدیگر نشوند و بتنبیہ مخالف سرگرم باشند ہر گاہ با ہم نوشته برسد بے رنگ ہمان وقت
یکے شریک دیگر بے دولت ہر کہ مخالف نمودار شد موافق مصلحت آن شخص سردار دیگر

مستحق باشد و از صواب دید او مخالفت نوزد -

پنجم آنکه اگر بر دولت بندگانعالی در او پندت پردهان یک دفعه مخالف با عزم نمایند
بمشورت بندگانعالی و او پندت پردهان دفعه و تنبیه او باید کرد و پیاس دولت خود
مستحق سلسله علحدہ علیحدہ نباید شد و هر چه کردن باشد تجویز طرفین باید کرد -

دفعه ششم آنکه قرار مدار عملداری جزئیات مثل چوتھ و سر دسکیمی و غیره فیما بین بعمل
آمده است موافق آن کمائیداران را او پندت پردهان و عمال و جاگیرداران سرکار بندگانعالی
با هم قایم باشند احیاناً از کسی زیادتی سوائے اقرار بعمل آید فیما بین هر دو سرکار موافق قرار
از نوشت خواند تصفیہ نمایند بنا بر جزئیات خلل در کلیات نیاید و کلیات موافق قرار قایم باشد
هفتم آنکه در دولت حضرت بندگانعالی یا در دولت را او پندت پردهان اگر کار
کمک فوج روید و از جانبین کمک بعمل می آمده باشد -

هشتم آنکه از طرفین تدبیر برمی دولت یکے دیگرے نکند و اگر سر رشته برمی دولت
یکے بدست دیگرے بیاید آن سر رشته را برهم سازد و گفته کسی درین امر مسموع نباشد و
وازین مراتب ہدیگیر اطلاع می شده باشد -

نہم آنکه ہر مشورت کہ مقرر کردن باشد بنا بر آن بر نوشت و خواند خطوط است تفصیل
آن از طرفین نوشته شود و حوالہ آن بخطوط و کلا در میان نباشد و اگر حوالہ خط کسی باشد
مسودہ آن خط ایضاً دو ہدیگیر پیش او باشد و اصل آن پیش ہدیگیر نماید -

دہم آنکه تجویز طرفین مصلحتے قرا یافت و از طرفین متوجہ آن مصلحت شد مذاقاً قافلاً

بر ملک حضرت بندگانعالی بار او پندت پردهان نمودار شود مشورت همگی که ورزند و از مصلحتی که
برو قایم شدند نموده تنبیه مخالفی که بر ملک یکے رو آورده باشد از طرفین باید کرد -

یا از هم اینکه از سرداران هر دو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوست
اگر نماید ضایقه ندارد -

دوازدهم آنکه بخاطر او پندت پردهان رسید که فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر
بندگانعالی نرسیده دیگر مصلحت اگر بخاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جهت کشش بمیان آمد از
طرفین همچنین کشش با هم نباشد و بر هر مصلحتی که نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد -

سیزدهم آنکه هفت لک روپیہ بابت مقطعه راج مندری و غیره بابت سرکار بندگانعالی
بطرف انگریز است بندگانعالی بگیرند و پانزده لک روپیہ پیش را او پندت پردهان که بطرف
فتح علی خان است را او پندت پردهان بگیرند تهنه نامه بندگانعالی را او پندت پردهان با انگریز
است احياناً از طرف انگریز بخلاف تهنه نامه عمل آید و هم بر آنها از طرفین کردن لازم شود سرکار
مصطفی انگریز و یورو سیکا کل و راج مندری چهار سرکار بلا شرکت در سرکار بندگانعالی و
تعلقه تنجا و ر بلا شرکت بطرف را او پندت پردهان باشد تهنه آنچه مال ملک و غیره و قلاع
و گداهی مانصفا نصف باید گرفت -

دفعه چهاردهم آنکه از طرفین سوائے صلاح و اعدا د فوج هر کس که مکان یا سنوستان این طرف
تنگ بعد از حضرت بندگانعالی بار او پندت پردهان هر کس که تسخیر نمایند اگر د تعلق بندگانعالی
باشد خود قابض و متصرف شوند و وجهه چوتنه معتمدین و ساپوتره و سر و سکی می موافق معمول

واجبی بالمقطع هر چه جاری باشد بر او نپشت پردهان می داده باشند و اگر تعلق را او نپشت چنان
 باشد قبیضه خود دارند و وجه پیشکش سرکار بندگانعالی آنچه واجبی باشد را او نپشت پردهان به
 بندگانعالی می داده باشند و اگر آن طرف دریائے تنگ بصدرا بے امداد فوج یا از فوج
 یک کس یا هر دو فوج بهر طورے که تسخیر شود یا بدست آید حصه آن با هم نصفانصف
 می گرفته باشند و او نپشت پردهان بعد گرفتن نصف حصه برائے چوتهم و غیره فرامحت نرسانند -
 پانزدهم اینکه برادران و اقربا و غیره چه از سرکار بندگانعالی یا را او نپشت پردهان بطرف
 هر کس که خواهد آمد آنها را اجانباید داد و بلکه دستگیر نموده می فرستاده باشند درین ماده قصور
 از طرفین نشود -

شانزدهم آن که از طرفین هر یک مصلحت که قرار یابد بعد شروع آن اگر از هر دو دولت
 برد دولت یکے مخالف دیگر وارد نشود مصلحت اول را بهر طور دارد مگر نموده تنبیه مخالف و از او
 باتفاق طرفین بعمل یابد آورد اگر درین مصلحت چیزی نقصان از نقدی یا از ملک بشود هر دو طرف
 بعنوان بالمناصفه -

هفدهم آنکه در غرض از انگیز و فتح علی خان آنچه ملک و غیره تسخیر خواهد آمد قرار تقسیم
 آن در دفعه سیوم و سیزدهم نوشته شده مگر هر چه از راج کاری دولت و رعیت یا بعنوان دیگر
 ملک مال و غیره بدست طرفین آید موافق قرار دفعه سیوم و سیزدهم نصفانصف باتفاوت با هم
 می گرفته باشند -

ضمیمہ (ج)

عہد نامہ ہمارا زبالاجی پنڈت

یادداشت قرار نامہ بالاجی خبار دھن باسکر کا حضرت بنگا نعالی نظام علی خانی
 بہ استصواب عظم الامراء بہادر سابع تسعین^{۱۲۰۶} ماہ الف^{۱۲۰۶} فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ھ در دولت
 سری منت پنڈت پردھان تخیل کمال رونمود من (نانا پھر نویس بالاجی پنڈت)۔
 بلوکن و ہمار فہم انجام دولت بہترینیت بہ تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکہ در اینجا
 دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمدہ معرفت عظم الامراء بہادر قرار یافت اگر از
 دولت خواہ فہمیدہ غیر فہمیدہ قصورے شدہ باشند آن از دل حضرت فراموش شود
 و از طرفین تا امروز آنچه شد شد آئندہ از دل صاف عمل خواهد نمود و عظم الامراء بہادر
 مدارالہام سکر کار حضرت اندو من دولت خواہ کار پرداز سکر کار سری منت ہر دو با ہم
 از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و چیزے کہ ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد
 آن موجب تجویز و مصلحت ہر گیر از طرفین بعمل آید و درین تفاوتے ہرگز نیاید در آنچه محافظت
 دولت سری منت و در حق خیر خواہ بہتر باشد از طرف حضرت و عظم الامراء بعمل آید و آنچه

لہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۱۹۸ھ) کے عربی الفاظ مرہٹہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً
 ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو نہ کامرادف سمجھتے

برائے دولت حضرت نیک و بحق اعظم الامر بہتر باشد آن از طرف سری منت و خیر خواہی
خواہد آمد وین تفاوت کشندہ را قسم و سوگند دین و ایمان خود است ۔

سند حمیہ سردار مقبرہ سرکار سری منت است و کاروباری مشارالیمہ بالاجی منت
و غیرہ غیر رویہ نموده پر سرام را چنڈر را در مصلحت خود گرفتہ سری منت باجی را و صاحب
مقید داشته اند بنا بر آن فوج و بار و غیرہ جنگی سرانجام سرکار حضرت و حضرات و غیرہ
فوج سرکار سری منت و سینا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی را و
وچا جی اپا صاحب را یکجا نمایند بنا بریں ہر چہ محنت و مشقت خواهد افتاد جمعیت سرکار
حضرت نماید و اعظم الامر اہلدار جمعیت پانزدہ ہزار سوار و پانزدہ ہزار بار و اتواپ غیر
سرانجام جنگی باخیر خواہ شریک باشند۔ کمینی انگریز بہادر شریک مصلحت نیز خواہد
شد۔ و اگر شریک نشدند تا ہم ایشان برخلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوست
مضبوطی این مراتب نموده است ۔

ملک و غیرہ مع قلعہ و دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرہ (کھڑک)
قرار دادن آن شدہ بود آن جملہ ملک و قلعہ و دست آویز عوض نقد واپس دادہ خواہد
و سابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہہ نامہ فیما بین سرکارین شدہ بود آن بحال و
برقرار است ملک گذاشت کردہ آنچه باقی بر آن محالات است تقاضائے آن ہم
نخواہد شد و اتی بیرو غیرہ چارم توقفہ صوبہ بیدرو غیرہ جملہ عوض سورا ج در قرار کھرہ
آمدہ آن دستاویز ہا واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا ۲۰۴

عوض سوراج معہ دو اتنی بیر وغیرہ بموجب معمول حضرت بدینہند۔

فیما بین سرکار حضرت و رگھوجی بھونسلہ سینا صاحب صوبہ تہ نامہ است
بدان بموجب بر طبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بند و بست دولت سری منت بند و
وفیصلہ آل کردہ خواہد شد۔

در دہلی و اشنا وغیرہ محال قدیم نواب بودند درین و لا محال مذکور معرفت چند
سندھیہ گذاشت شدند و نیز چنین قرار بودہ کہ یک محال آئندہ گذاشتہ آید بر طبق
راو سندھیہ را گفتہ محالات حضرت بطرف حضرت اجر خواہد کنایند۔

ہر دو سرکار تا امروزار سوال و جواب جزییات سنو اتی آنچه خواہد بود از آن ہر دو
سرکار دست بردار شوند از آئندہ عمل سوراج در تمام می دادہ باشند در محالات و
وتحانہ جات وغیرہ بموجب معمول باشد۔

بہا یا بابت عمل کہ اجر است آن و تحانہ معمولی باید داد۔ سوال و جواب سنو اتی
را از طرفین درخواست نمایند و آئندہ موافق تہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا مری
حضرت چنین است کہ سوراج صوبہ بیدر و گذاشت کنند چون بر بہر دولت مد نظر حضرت
مساوی است و باجی را و صاحب خاوندان ذخیر خواہ تقسیمہ قرار می کنند کہ این مقدمہ
وطنی است باجی را و صاحب را ہموار نمودہ گذاشت کنایندہ خواہم داد۔

قرارداد مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین بموجب بھونسلہ جلد بیاید و
و ثمر یک شود و صاحب این جانب آن را نوشتہ بطبعند بدین بموجب صاحب می گویند

برائے خرچ مبادلہ بیست لک روپیہ بدیندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواہد رسید و اگر نہ رسید بروی گیرند و سنگروان دادہ خواہد شد۔

فوج ٹیپو نمود نشود بند و بست این از انگریز و از آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواہد شد و اگر شود پس صاحب و این جانب و کمپنی انگریز بہادر باہم بموجب قرار پٹن بند و بست خواہیم نمود

عوض مردم قوریان و مفتوریان سرکار حضرت اگر در تعلقہ سرکار سری منت باشد مدعاے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض برومان نسبت سرکار خود تاکید کردہ خواہد شد۔

آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کنایہ دادہ خواہد شد۔

توابع و این جانب ہر دو دولت باہم بحساب دامن و چولی اند اگر طرفین را کہ ہر چند بقہاید دل نہاید آورد اگر بیاہان وقت تصفیہ آن می کردہ باشند و اگر مخفی بر دولتی ازین دولت باہر پاشود پس ہر دو متفق شدہ دفعیہ مخالف نمایند و اظہار تکلیف خود نکنند۔

بر طبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند و از طرفین عرض خود را داخل نمایند بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

جملہ قلم در شمار چہارہ بدین موجب پنجم ماہ ربیع الآخر السوین ماسیت سبعمین

ضمیمہ (۵) تہہ نامہ سندھیہ

یادداشت قرارنامہ بانواب اعظم الامرا بہادر نسبت سرکارنواب آصف جاہ
نظام علی خان بہادر از طرف چهاراجہ دولت راؤ سندھیہ عالیجاہ بہادر بہ استصواب
رایاجی ٹیل و کشاجی سیٹھی حضرتہ سابع تسعین مائے الف ۱۲۰۶ ضلعی مطابق ۱۲۱۱ھ
شاک یک ہزار و ہفت صد و پچیسہ زنام سنوت سر قلم بندی تفصیل وار۔

از کونولاس باشی ہماراجہ مادھوراؤ سندھیہ و آن صاحب دوستی و برادری
و قرارمدار آہنا بود ہمان از طرف ما از آن صاحب بحال و برقرار۔ سرکار این جانب
و سرکارنواب صاحب واحد امورات ہر دو سرکار متحد دانستہ در آنچه کہ نیک است
از طرفین بعمل خواهد آمد در پیچ بارہ جدائی نماندہ است ہر یک امور بصلاح و مصلحت طرفین
می شدہ باشد۔

شرعی منت راہگیری باجی راؤ رگضا تھ صاحب را بر دولت قائم کنند و بالاجا
پندت نانامچھر نویس را بطور سابق برکار و بار قائم سازند بدین منطقیما بین این جانب
و صاحب تذکرہ بمیان آمدہ قرار شد بر طبق آن صاحب و این جانب یک دل شد

آن را در عمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی را و صاحب و ایا صاحب و امرت را و صاحب
 را یک جا کرده باید داد و مردم کوته اندیشان را بنا بر خلش رخنه نمایند بدین سان صاحب
 و این جانب نمایند -

بالاجی پیڈت نانا پٹھرنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند
 بدین موجب از طرف مشارالیم عمل خواهد آمد اچنانکہ اگر وقتے در آن بطہور رسد این جانب
 شریک صاحب گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواهد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی
 پیڈت پٹھرنویس قرار کردہ باشند بدان موجب از جانب نامبرہ عمل خواهد آمد اچنانکہ اگر
 وقتے در آن رود ہد صاحب شریک بامان شدہ بموجب قرار از نامبرہ عمل کنانند و مہ
 این مراتب صاحب اندو دین از طرفین تفاوت نشود -

راجہ شیرازی بالاجی جبار دھن پٹھرنویس را از طرف پرمہرام را چنند روغیہ و بالاجی
 اننت پاکاہ نویس وغیرہ اندیشہ ہست و نوعی کہ اندیشہ مشارالیمہ از نامبرہ ہمارفع
 شود بہین از طرف صاحب و این جانب عمل آید و در چیزے کہ از بالاجی پیڈت ترقی
 دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بطہور رسد و از طرف مشارالیمہ نیز
 ہم چنان عمل خواهد آمد -

سہری منت باجی را و رکھنا تھ صاحب و بالاجی جبار دھن این ہار آورده
 قائم نمایند و خود بخیر آباد روند و این جانب بجا مگاؤن برود پس برائے طلبیدن
 مشارالیمہ جلدی شود بالاجی پیڈت را خاطر جمع نموده بنا بر طلب مشارالیمہ ازین جانب

وصاحب روانگی معتبران لشتبانی مع خطوط دل جمعی شود۔

بموجب مرقومہ القصد قرار پنج قلم این جانب بذات از سر کار تو اب و از آن صاحب
نموده است آن مدام بحال خواهد ماند درین ازگفتہ کسے کار و بارے یعنی در قرار مذکور
تصور شدنی نیست۔

ترقی و زیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بندی صدر تفاوت نماید در میانگی
آن دین و ایمان خود یعنی قرآن و منان و بیل و بھنڈا را است۔

تباینج دویم حامی الاول کاتک سده مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار۔



ضمیمہ (۵)

عہد نامہ امدادی

۱۹۸۶ء
۱۲۱۳ھ

از آنجا کہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے باعتبار اس اتحاد کے جو ان کے
اور انگریزی کمپنی کے مابین قائم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک دستہ
فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر
محاط کر کے اور حالیہ معاملات اور ٹیوٹو سلطان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو
انہوں نے جزیرہ فرانس کو لینے والی روانہ کر کے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ
بمقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فرانسیزی فوج کا اس سے
حاصل کر کے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدہ
کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بنا پر بمقابلہ ٹیوٹو سلطان مدافعت
شمرکت و اتحاد قرار پایا اور اس غرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کیا پٹن جیمس اچلیس
کرک پائرک منضم رزیڈنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آئرلینڈ
ایسٹ انڈیا کمپنی ہڑائیٹس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آئرلینڈ
کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصف جاہ

بشرائط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

۱۱۔ ارل کورنوالس کے خط مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۹ء کو موصومہ نہر ہائی لنس دی نظام کا مضمون حائل عہد نامہ تاجد معاہدہ نسبت قیام فوج بسہ کار نظام علی حالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنی نئی امدادی فوج کے احکام انہیں شرائط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تا وقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند نہ ہوں اور نہر ہائی لنس اس کو پسند کریں۔

۱۲۔ حسب قواعد مجریہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکلیہ یا جزاً کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت درخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا نہر ہائی لنس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

۱۳۔ نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی مع بندوق و مشتل ہوگی۔ اور ان کے ساتھ متناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یورپیوں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہانہ باقاعدہ ادائیگی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات مع ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ ستر ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار سو فی قسطوں میں ادا ہوگی یعنی انگریزی ہر تین مہینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچتر روپے نقد خزانہ ہربائی نس سے بلارڈ وکدا اکٹے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم اس پیشکش میں محسور ہوگی جو منجانب کمپنی ہربائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہوا حیوانان اقساط کی ادائیگی میں تحویق ہو تو اس صورت میں ایسے ضلع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۵۱ فوج امدادی کی جملہ اشیاء مایحتاج وغلہ کا محصول ساہیو اسی طرح ادا ہوگا جس طرح کہ سابقہ دستہ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدو درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی اہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہو کرے گا اور اس فوج کے کمانڈر اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرغی رکھا جائے گا جو ہر دور ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۵۲ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہربائی نس کی ذات یا نسلاً بعد نسل ان کے خدو یا قائم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپاکشندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ لیکن اس کو معمولی امور میں مثل سہ بندی مامور نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لکایا جائے گا۔

۶۹ امدادی فوج کے حیدر آباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین و عہدہ دار نہر ہائی
کی ملازمت سے برطرف کر دئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو ان فرانسیسی عہدہ داروں
کے تحت ملازم ہے) برطرف کر دی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر
باقی نہ رہے اور نہر ہائی نس بذات خود اور اپنے ورثاء اور قائم مقاموں کی جانب
سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت
میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے ممالک محروسہ میں رہنے
دیں گے اور نہ کسی یورپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی
کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے۔

۷۰ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج
میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہو گئے ہوں گرفتار کر کے برٹش وزیڈنٹ کے
آغوش کر دئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آئندہ نہر ہائی نس کے ممالک
میں پناہ گزین ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالہ
رزیڈنٹ کر دیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دی جائیگی
اور نہر ہائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور
سپردہ کر دئے جائیں گے۔

۷۱ از آنجا کہ حسب فقرہ (۶) نہر ہائی نس نے خرم و احتیاط اور بعض برائیوں کے
ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

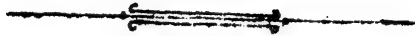
علاجہ کرنے کا اور ان کی جگہ بشرائط و قیود متذکرہ خطار ل کو نو اس موسومہ نہربائی بن
دی نظام آنر بل کمپنی کی قوج کے قائم کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ
بنظر باہمی فواید پیشوا و نہربائی نس اور یہ اعتبار رفاہ رعایا سے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ
برضا مندی و منظوری ہر دو (نظام پیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی نسبت عمل میں
لائیک کی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے
مطمئن کر دے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو
متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنی ریاستہائے آصف جاہ بہادر
راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود مدخلت
کر کے حق و صداقت و انصاف کے ساتھ آپس میں مفائی و اتحاد کرادگی نواب آصف جاہ
بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے
اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی مصلح اور ان کے حق و صداقت و انصاف
کو بلا رد و کد تسلیم کر لیں گے۔

۵۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز ریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر
اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدہ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک
ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر اظہار رضا مندی کریں گے۔
۶۰ یہ اضافہ امداد کا معاہدہ جو دس شرائط پر مشتمل ہے آج کے دن کیا پٹن کرک پیٹر
اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پا کر کیا پٹن کرک پیٹر نے اس کی ایک انگریزی

اور فاسی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی
 ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ تکمیل کر کے کیا پٹن کرک پیٹرن کو دی کیا پٹن کرک پیٹرن
 اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی چارپاس روز کی مدت میں حال کے
 ہزار ہائی نس کو دیں گے۔ جس کے یکایک پٹن کرک پیٹرن کی دی ہوئی کاپی واپس
 کر دی جائیگی۔ اس اثنا میں مجوزہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کی جائے گی
 حیدرآباد میں بتاریخ یکم ستمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ ہجری
 دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیٹرن

منصوم رزیدنٹ



ضمیمہ (۹)

رقعہ اسطو جاہ موسو میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلامت

متضمن

دو قطعہ مکتوب بحجت اسلوب یکے مرقوم شب بستی مہم ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ ہجری

کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت راجست و تردد بالعل آوردند و ترددات

صبح و شام و آوردن مخزالدولہ و برادر لارڈ بہادر میر دوران بہادر راہمراہ خود از جین پٹن

بسرینگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معز بہ میر دوران بہادر کہ بعد ملاقات

لارڈ بہادر روانہ خواہند و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر متبا

جزل ہارین بہادر و غیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پا نگاہ و غیرہ خود نگاہداشتہ تہمتہ

سواران راجست حضور پر نور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ

گورم کٹدہ روانہ قلعہ گئی شود و اینکہ ابن لارڈ تہمتہ لارڈ سابق است و نہ ابن فوج

انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ سہیلیہ باحیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا

ہفت پلٹن زیادہ بنود و الحال شصت پلٹن مع سیزدہ پلٹن سرکار دین ہم حاضر بود

علاوہ ابن فوج و ساز و سر انجام غرم بلند لارڈ بہادر بتجربہ گئی کیفیت آن مفصلی

ملاقات ظاهر خواهند نمود و عمل آمدن این تہ نامہ جدید و عجیب وقت و دولت را و
 بے اندیشہ کہ ثانی آئین بنیو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را بر باد می دهد و دولت
 باجی را و اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پیٹت و سخن شنوی این جانب کہ از حاکم
 بنیاد آن گذشتن بشرط است بآمرہ بر باد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم
 خواهد شد و سوالی کہ از راجہ رگھوجی بھوسلہ بعمل آمدہ البتہ شتمت جنگ بہادر ظاہر
 باشد یعنی شہر اکبت و یکدی راجہ مذکور با سکرار دولتدار کمپنی انگریز بہادر اگر راجہ مذکور
 بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آئینہ بر جادہ دولت خواہی ثابت قدم ماند محفوظ
 خواهد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین
 باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر اچہ مذکور خواهند نوشت کہ فی الحقیقت این
 سوال منی بر سلسلہ جلبانی این جانب است کہ پیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید
 کہ رگھوجی ممنون و مہزون این جانب باشد و روبراہ نمودن جواب و سوال تقسیم
 کہ ہر روز تکرار ہامی شود و اگر درین مادہ چیزے از شتمت جنگ بہادر ہم نویسانیدہ شود
 بہتر است معہ نقل خطاشنی امر قومیہ شہر شوال و ثانی محرمہ شب پنجم محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
 مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز ناخن و منوخ بعمل آمدہ یعنی دریافت موقوفی آمد
 لارڈ بہادر بموجب مانعت ڈاکتران و شروع شدن سوال جواب بابا مہر الدولہ
 بہادر و بیان آوردن مذکور گورم کتدہ و رسانیدن بہادر معرر روز دوم خربطہ
 لارڈ بہادر معہ نقل عنایت نامہ موسومہ بہادر موصوف و گفتن اینکه الحال این مقد

بعرض حضور بر رسید و در جبه پذیرائی یافت و بر درنگ درین کار مناسب نیست
 و نوشتن روز دوم و مرتبه شقه بانقول آن لهند بطوری که تعلقه مذکور بجای گیر خان مسطور
 مقرر نموده شده از نقل سند موضح می گردد و اینکه لارڈ بهادر را نظر بر درستی کلیات
 و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر کفایت سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بهادر سردار
 نامی و برخلاف اهل تین معامله فهم و دشمن حلقه بندگی حضور در گوش و غاشیه اطاعت
 بروش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف بمفخر الدوله بهادر بتاریخ مغره محرم که اگر انضصال
 معاملات درین جامی تواند شد پس وجه توقف چه خواهد بود اگر درین جامی تواند شد
 روانگی مناسب تاکئ به انتظار می توان نشست و جواب دادن بهادر مغرکه در دو
 روز جواب این معنی منفع گفتم می شود یعنی نقشه معاملات همین جا قرار داده خواهد شد
 یا ملاقات بالارڈ ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بهادر با قرار داد نقشه بنام بهادر
 مغر و خلاصه اینکه جنرل هاریس بهادر و کرنل کلوس بهادر خود و مفخر الدوله کاپیٹن مالکم بهادر
 را مختار معاملات ساخته و نقشه معاملات قرار داده فرستاده اند انشاء الله تعالی
 از امر و زک از تاریخ چهارم شهر محرم است شروع سوال جواب خواهد شد و راجع
 روشن رائے بهادر بعد رسیدن خط آن حبیل المناقب که برائے روانگی پنج شش هزار سوار
 به حضور پر نور نوشته بودند در جواب نوشتند که مردم سپاه برائے روانگی حضور یکماه
 پیشگی می خواهند و ز در خزانه نیست که به آن ها داده روانه نموده شود و در جواب نوشتن
 آن عظیم الاوصاف که بار بردار باید فرستاده تا به لشکر رسیده بند و بست روانگی افواج

باز به تین معاودت کرده آید راجه معز بعد رسیدن این خطه دوسه کوچ متواتر نمودند انشاء
 تعالی اغتریب از راه گورم کنده تعلقه گئی می رسند روانه نمودن چهار صد جوان تعلقه
 میردوران بهادر بایک کیا مین برائے تخانه قلعہ گورم کنده و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور
 بطریق مضبوطی بنام سبیدین خان و برائے تعلقه داری آنجا که بر ابرو روشن رائے بهادر نوشته
 بودند راجه معز محمد امین خان بهادر عرب را مقرر کردند الحال که تعلقه مذکور بنام میر قمر الدین خان
 قرار یافته احتیاج تجویز تعلقه از نامذکر تجویز تعلقه ارگتی ضرور و صورت اجازت بنام ناگن گور
 که نسبت دیگران مالگذر و کفایت شعار است مقرر خواهند نمود و اطلاع نقشه تقسیم ملک آنچه
 مسموع شده باید دید که این نقشه هم قایم می ماند یا تغیر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف
 در مذکورات بد اهل کونسل که اگر سپر پور ابر یا نمودن متضمن مصلحت دولت هاونیک نامی هر دو
 سرکار است و خواه مجواه عمل می آید درین صورت بقرا نوکری در هر دو سرکار که اگر در سرکار
 دولت ملازم عمده رود بد با تمام جمعیت همراه رکاب با جمله جمعیت سرکار حاضر باید شد
 و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقه نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیه زمینداران مفسد
 رو بکار گردد و جمعیت بر طبق حکم فرستاده همراه تعلقه داران سرکار تنبیه اش را بردارند و دیگر
 کمپنی نیز همین دستور چنانچه مقرر الدوله بهادر و شیران دیگر جواب دادند که بندوبست این معنی
 بعمل خواهد آمد و کیفیت گرفتن قریب ششش لک روپیه بطریق دستگردان از جنرل هارمیسن
 بدو از دهم ذی حجه و رسانیدن بر ابرو روشن رائے بهادر و تخته چهار لک روپیه بعد رسیدن
 خزانه که قریب رائے کوئته رسیده است و ببدرقه دولین متعاقب می رسد بر ابرو مسطو

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل باریس بهادر نسبت پتیل درگ مع نقل سند و اقرارنامه
 میر قمر الدین خان تبارخ شانزدہم محرم کجا وصول آورد و سرورنیریت با و مطلع مضامین مندرجہ
 ساخت و ہم از خطوط موسومہ مستقیم الدولہ بہادر کیفیت مرقومہ مشروحاً بوضوح انجا مید چون
 قابل ملاحظہ و عرض حضور پر نور نبود لہذا شتمہ از آن معروض داشتہ شد اگرچہ کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
 ہنوز نامعلوم و چیزے قرار نگرفتہ و بدون گرفتن قرارچہ قسم این معنی را اطمینانی تصور باید نمود برین ہم
 یک لمحہ گو کہ بموجب نوشتہ سامی چیرے ازین قرین صدق توان نمود پس ہیچ نیست چرا کہ
 آن عظیم الاوصاف فواید نامہ جدید مطمح نظر دارند و نوشتہ اند باین نقشہ درین معاملہ و بکار عکس
 تصور می نماید و مراد صاحب راچہ قسم سرخروئی از خداوند نعمت خود خواہد گذشت و ہم در چنان کہ
 نتوان بین اند و در ہر خراطیہ موسومہ گور ز جنرل بہادر زمین مندرج است کہ بہ استصلاح و استظلا
 و اتفاق ہو باید آن عظیم الاوصاف کہ از تعمیر و ظہیر مکنونات و مرکوزات و از سر اسراختی و جلی
 حضور پر نور واقف و آگاہ اند بعل آید و گور ز جنرل بہادر مکر قلمی نمودہ اند کہ سر سبزی و بہتری سو
 و بہبود و رونق سرکار دولت مدار را بعینہ بمنزلہ سود و بہبود سرکار کمینی بہادر تصور دارند و بایش
 مکر زمین درج گردیدہ کہ بمشاوہہ و استصلاح و استحسان آن جلیل المنائب موافق ارقام خود
 بعمل خواهند آورد چنانچہ بقول خراطیہ و در جواب آن بامتر شدات مکنونات و مرکوزات مکر
 سابق بر این بہ آن عظیم الاوصاف و ہم حسب الاستدعا بہ شہمت جنگ بہادر اطلاع دادہ شدہ
 کہ زمین نشین گور ز جنرل بہادر نمایند و حالاً باز مکر قلمی می گردد اگرچہ صاحبان کونسل پیش خود
 بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کہ قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعل آرنده یعنی ضابطه روسائے عمده در رودا چنین امورات همین است که پسمانده بار
 طور سے بفرایع معیشت لیکن نوعی که آئینده قابوئے فتنه پیرائی نماند می دارند چنانچه در معاش
 و بکار هم منظور والا همین است که خویش و اقربائے مخصوصه یعنی سلطان مرحوم را در ذیل
 دو کس که عمده آن ها باشد داشته یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریز
 بها در جائے بفرایع معیشت نگاه دارند و به تجربه و دریافت اوضاع و اطوار آئینده اگر قابل
 ترقی باشند ترقی خواهند یافت و منظور ازین همین که آئینده زمانه حادث مثل وزیر علی خان
 و غلام محمد خان و سیمبله طاقت فتنه پیرائی باقی نماند بهتر و الا آن سبیل النائب دست از استعفاء
 و مترشحات حضور پر نور نداشته جواب به اهل کونسل و مقرر الدوله بهادر بدینند که صاحب
 افضل الهی دانانند و حکم سرکار به استصلاح و استطلاع و استحضار و صواب دید و اتفاق و انشراح
 و در آنچه سود و بهر بود و سرسبزی و بهتری و رونق و صلاح دولت باشد بعل آید صادر گردید
 است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام همین معنی برمی آید اگر اهل کونسل بگویند که گورنر
 جنرل بهادر درین معامله مختار اند جواب شافی همین باید داد که نظر بر اتحاد و خیرگی گورنر جنرل
 آن هم به اتفاق و اشتراک و صواب دید و استصلاح این جانب که در آن مفید حال و آئینده کمال
 باشد نه که برخلاف آن تجویز شود چه قسم بعل می توان آورد و ملاقات من بالارڈ بهادر هر جا که
 باشند ضرور روانه پیش لارڈ بهادر باید شد و این همه مراتبات را ذہن نشین باید نمود
 بصورت اصلاح و استحضار خود نظم و تسق و حصه مساوات چه در غنیمت و چه در ملک مع حصه
 سپاه خود که موافق قانون خود کار پردازان سرکار دولت مختار اند بعل باید آورد و اگر در آن

این معنی اصلاح و صورت پذیر نگردد همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
در تمامی رؤسائے هند بود تا اینکه شرایط چندین مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصور می شود
پس صاحب هر چه خواسته باشند بکنند و آن عظیم الاوصاف شخصت شده باید آید و یقین
خاطر است که مواخذة این معنی البته اہل ولایت باز پرس خواهند نمود بلکه در اظهار ہم این معنی
بعل آید اولی است چنانچه ہمین مراتبات به شمت جنگ بہادر ہم از طرف خود گفته فرستاده
شده کہ زبان زد خاص و عام چنین است و ہم روز دوم به نشی جی زیادہ از آن گفته شد کہ
ہمین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته می رود کہ اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنندہ احیاناً بخیاں مختاری خود بر عکس نوشته جات و اظهارات چشم پوشی نموده کہ دور از قیاس
و فہمیدگی کو نسلان است بعل آرد مناسط اعتبار نخواہد بود چنانچہ مراتب مذکور را شمت جنگ
بہادر بہ گورنر جنرل بہادر و مخمر الدولہ بہادر زیادہ ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستادند کہ
انشاء اللہ تعالی موافق مرکز و مکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بہادر تا بمقدور بعل خواهند آورد
و نیز در مقدمہ گورم کنندہ کہ از مکنونات سرکار چیرے کم و زیادہ شدہ است تعجب می نماید
چرا کہ گورنر جنرل بہادر در ذریطہ حضور پر نور و این جانب صاف نوشته اند کہ موافق مرکز و ات
و مکنونات سرکار بعل می آید چنانچہ گورنر جنرل بہادر در ذریطہ حضور پر نور نوشته اند کہ بطاقت مراتب
مجوزہ سرکار بعل خواہد آمد و ہمین صاف ترقیم نموده اند بلکہ بقید رسم ہائے تعلقات کہ مرکز و ات
سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چرا کہ ذریطہ جنرل بہادر در حضور پر نور ارسال
دہشتہ اند در ان مندرج است کہ خود بمیر صاحب و جنرل ہاریس بہادر ارقام نموده اند کہ

انفصال

مقدمه جاگیر خان مشارالیه را بمجاظ مراتب مجوزه و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منته
 سازند و در خریطه آن عظیم الاوصاف که نقل آن برائے ملاحظه ترسیل داشته اند در آن مرقوم
 است که بتجویز بهترین نقشه انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع
 از منته پردازند چنانچه البته در مضمون هر دو خریطه بدو طور متصور می شود چنانچه پس قسم به
 حشمت جنگ بهادر گفته فرستاده شد بهادر موصوف هم متحیر و متعجب اند که با وجود اطلاع
 دادن من مکرزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بهادر به تفصیل تعلقات یعنی
 قلعه معصیه و سه تعلقه یعنی کمار کالوه و رایجوتی حسب الاستعا، در سرکار مانده تتمه جاگیر
 میر قمر الدین خان قرامی یابد که چنین بظهور رسیده پس قصور صاحبان سریرنگ پٹن می نماید
 این معنی هم نوشته می رود و یقین خاطر این جانب است که سپهران و پسماندگان
 شیو سلطان را تا مقدور موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظهار میر صاحب خواهند کرد
 و نصف ملک هرگز برآں هانخواهند داشت اغلب که پتین هم سابق براین در کونسل مذکور می
 شده بود که تمامی ملک را سه حصه نموده یک حصه برآں هانمی دارند حالا آن هم نموده است
 پس وقتیکه نظم و نسق درست نشود اقر چنین شهرت که بخمال هر کس هر آنچه می رسد بگویند
 اعتبار نمی توان فرمود و یقین تصور دارند که گورنر جنرل بهادر بصواب دید و رضامندی میر صاحب
 چنان بعمل خواهند آورد که سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیاده از منقوش
 خاطر خواهد کرد و یقین تصور داشته هیچ مانعی درین باب نماند راه یاب نفرمایند -
 از دریافت ارقام شریف که ملک هفت لک هون بحسب سرکار اید در آن دو لک

بابت گورم کنده جاگیر میر قمر الدین خان منهارفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکه که در آن وقت اظهار زیاده محاصل زبان زد بوده باشد قریب ده لک هون خواهد بود بنظر غور تا نمایند که بعد از اخراجات قلعات و عمالان و متصدیان و سده بندی محال و غیره چه قدر در سرکار باقی خواهد ماند که در آن توقع نگاهاشتن این پلاطین با و این رخصت ترب سواران نموده آید از وقتی که این خبر دریافت گردید و تا ملاست عمیق متخیر چه قسم عهده برائی اخراجات و کدام رو بصاحب و این جانب در حضور خواهد ماند ملحوظ این مراتب زیاده ازین جانب به آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آن قلمی گردید چرا که پیش از مفتوح شدن قلعه خزل هارلیس بهادر نسبت فرستادن پیام به بیو سلطان زبانی کیطن مالکم بهادر برین معنی که در صورت دادن دو کرو روپی و نصف ملک صلح نموده آید از آن عظیم الاوصاف مشا دره نموده بودند و آن حلیل المناقب نظر فریاد و لتین تجویر لورش و مورچال جواب دادند بفضل الهی حسب وخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده از آن فایده حاصل نشود نه اینکه برعکس آن اظهار از آن طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بحد و کد تمام لک هون بهو پے از مال غنیمت بجسم سپاه سرکار مع آن عظیم الاوصاف و میر دورا بهادر و غیره تجویر می کنند در آن اراده آن حلیل المناقب این است که نصف را جواهر که بکفایت بدست می آید و نصف نقد بگیرند عجب هزار تعجب رو نمود غنائم چه خزانه و غیره که مگر گور خزل بهادر کرو رو یا سیوائے تو شکخانه و آلات حرب و ضرب محفوظ است نوشته اند پس در همه چیز همه مساوی باشد موافق قرار و مدار و اگر بگویند که جمعیت ما

زیاده است و جمیعت سرکار کم بقدر آن می دهم پس باید گفت که پس شرکت مساوی کجا ماند
و خلاف نوشت و خواند عمل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمینی عاید حال تواند شد زینها
زینهار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی هاشمات و دیگران تصور باید
کرد و دیگر اینکه اهل کمینی می گویند که رویه سپاه مایین است که غنیمت حق سپاه است پس
پسران شیو سلطان و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه و غیره می خواهند که بر آن با تجویر
بحالی دارند چنان می گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل اسیران که
حکم فرانسیدان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویر باید نمود و تنه در همه چیز
حصه مساوی شود رآن در حصه سپاه خود اهل کمینی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کار بردار
سرکار و اتمار موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم به منشی جی و شمت جنگ بهاء اطلع
داده شد آنها ذمه گرفته اند که همین مراتب به گورنر جنرل بهاء نوشته شده است ازین معنی
مطمئن خاطر باشند که همین قسم عمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار
حواله آن عظیم الاوصاف خواهد گردید آئینده کار پردازان سرکار مخیر اند و از تعداد خزانه و جواهر و
اثاث و آلات حرب و ضرب و غیره نقد و جنس گوهر کاهیه باشد خود واقف گشتند و دیگر
اطلاع ندادند این کدام نیک طینتی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شرکت که حصه
مساوی در همه چیز باید آمد شرکت یک نکردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دور بنیان متصور نمی گردد
و اینکه مفسر اوله بهاء در اظهار می کنند که امر جزوی و کلی این هم سپرد و لار و بهاء در است جواب
باید داد که تا هم بودن آن هم به استصلاح و صواب دیدن آن عظیم الاوصاف و نظر بر عالم یکانگت و

در یافت مضمون خرایط گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدین مضمون در ہمہ خرایط درج گردید
 کہ در ہمہ چیز بصوابید و استحسان آن عظیم الاوصاف بعل آند چنانچہ شہت جنگ بہادر قابل این
 معنی اند مقرر الدولہ را ہم ہیں مراتب پوست کنندہ جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین
 مراتب بہ شہت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز بہ این جانب حکم رسید
 لہذا اظہار نمودہ می شود و در صورتی کہ در ہمہ باب استحسان خاطر آن حبیل المناقب باشند
 اولی والا ہیچ وجہ من الوجہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرحوم خامہ و داد بود دریافت
 گردید ترقیم این معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ شدہ بود
 کہ قیام و استقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت بندگانعالی و دوستی این
 جانب متصور دارند پس سرکار بندگانعالی نظر بصلاح و فلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت و خواند
 فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب بکشاہ پیشانی چیزے نمی توان نمود و
 این قسم تا کہ پس بہتر آنست کہ مفید دولت و بستہ موافقت بہ اہل کمپنی نمودہ بند و بست
 مقدمات خانگی وغیرہ خود بعل آوردن اولی است کہ باعث آسایش و رفاه خلایق و اتحاد
 سرکارین گردد چنانچہ درین روز با بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدہ نظر بر صلاح
 سرکار و ولتاہ از چندے چنین مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے رو بہ راہ
 آورده ام و چیزے می آرم درین روز ہا کہ کرنیل پالم بہادر را باجی راؤ بہ تقریب شادی حمیا
 اپا برادر خود باز یافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی پنڈت

گفته شده است خواهند دریافت چنانچه بوی اظهار نیت مذکور ازین برمی آید شمت
 ازین معنی آگهی داده شده بود منشی جی هم اظهار کردند که از اخبار ما هم چنین بدریافت می رسد
 که روبراه و تہ نامہ جدید مطابق سرکار شاید عمل خواهند آورد و سوالی که اہل کمپنی از رگھو
 بہو نسلہ نموده اند از اظهار شمت جنگ بہادرجی معلوم گردید آنچه قرار گیرد بہ استرضائے
 حضور پر نور خواهد شد چنانچه از سابق سلسلہ جنابانی این معنی بہ اہل کمپنی بود و دین مادہ بہ
 رگھو جی نوشتہ شدہ بود حالاً با شمت جنگ بہادر درخواست دارند کہ یک احکام بنام
 رگھو جی متضمن استرضائے حضور می خواهند نوشتہ دادہ اطلاع آن عظیم الاوصاف نمودہ خواهد
 شد پیش از دوسہ روز خط پسر را چنڈرنیڈت متوفی رسیدہ خلص مضمون اینکہ بعد عشرہ
 محرم الحرام آنچه سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافتہ حاضر حضور می شوم۔ چون مستقیم الدولہ
 بہادر از قبیل ذکر از طرف خود بہ شمت جنگ بہادر منشی جی میان آوردہ بودند روز دہم
 کہ برادر منشی جی میرامان اللہ پیش بہادر مذکور آمدہ اظهار کردند و روبروئے ایشان قلمبند شدہ
 است نقل آن با نقل خرابطہ گورنر جنرل بہادر باز با خفیاطا ترسیل داشتہ شد موضوع
 می گردد غرض آنچه سوال جواب خاطر خواہ باشد زیادہ از اطلاع اینجا در ہمہ باب
 بعمل خواهند آورد۔

در باب تجویز تعلق داری گئی بنام ناگن گوڑا کہ مناسب ترقیم نمودہ اند بہ راجہ روشن
 نوشتہ سپرد مشارالہ بہ باید نمود بعد ازین بعضی حضور پر نور رسانیدہ خواهد شد۔
 تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و محکمہ بسیار متحسن از کمپنی

و مرکوزات حضور که دوسه تعلقه متعلقه گورم کنده بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار
 آن از نوشته شصت جنگ بهادر از منقر الدوله خواهند دریافت که قصه کمار و کالوه در آن
 در سرکاری باید -

همواره از ترقیم خیریت سرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام بمیر
 دوران بهادر سلام -

اشیاء

نظام علی خان

حصہ اول

آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علی خان)

فرزند آصف جاہ اول ۳ کے مولف کا بیٹا

۹۷ کی کوشش ۹۸ کی توجیہ ۹۹ بدلتی

آصف جاہ سابع (نواب میر عثمان علی خان) کا بیٹا

۹۷ کی کوشش ۹۸ کی توجیہ ۹۹ بدلتی

آنا گندی ۹۳

آنبہ جو گانی ۸۸

ابراہیم خان گارڈی (برجنگ) ۱۰، ۳۷ کی طبعی

مقدمہ بخش ۴ کو حکم ۴۵ بوسی کا عہدہ

۴۵ فرانسیسی فوج میں ۴۸ کو مامور کرنا ۶۳

کو طرفدار بنایا ۷۰ کی حرص ۸۲ کا کام جنگ

میں ۸۵ فراحم ۸۸

ابراہیم علی خان (برادر زادہ دواما دشوکت) ۳۱

ابوالخیر خان (موت امرا یا نگاہ) دھار والوہ

۶۵ فٹ نوٹ

اجلہ کا گھاٹ ۶۳

احمد خان (جمعہ دار) ۸۲

الف

آزاد (غلام علی آزاد بگرامی) ۴۳، ۴۲

فی اثر ہستی ۱۰۲

آسیر کا قلعہ ۹۰

آشتی ۸ فٹ نوٹ

آصف الدولہ (غازی الدین خان فیروز جنگ)

میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اول ۳

کو اطلاع ۱۶ کی ہلاکی ۳۲، ۳۳، ۷۲

آصف الدولہ (ملا خطہ پوصلایت جنگ) منروئی ۹۸

آصف جاہ اول (میر قمر الدین خان نظام الملک)

کے جدا علی ۱، کا خطاب ۱، کی شخصیت ۲

کی اولاد ۳، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ، کی

زوجہ ۵، کی مصروفیت ۶، کا انتقال ۷،

کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کی دکن میں آمد ۹

کی قائم مقامی ۱۱، کے فرزند ۱۶، کے عہدہ

۱۵، کے نوٹ، دکن ۱۰، ۶۵ فٹ نوٹ

کے صاحبزادے ۱۰، ۱۰، ۱۰

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) ۱۰ مرکز حکومت
سے نکلتا ۱۹ میں غازی الدین خان ۲۰ میں

عہدہ یکم ۲۱ سے نکلتا ۲۳، ۲۴، ۲۵ فٹ نوٹ
میں صلابت جنگ ۲۶، کی طرف پیش قدمی ۲۷
میں بوسی کا زرنہ ۲۸، کو بار سے ۲۹ کے

مغرب میں ۳۰، سے قریب ۵۲ کی حکومت
۵۳ کی قربت ۵۵ میں قیام ۶۲ سے قلعہ

۶۳ سے نکلتا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علیا
۶۸ میں سکونت ۶۹، آتا ۷۰، سے کوچ ۷۱

کا محاصرہ ۹۴، مرکز حکومت ۱۰۳، میں فوجی
خدمات ۱۰۴ -

اوس ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷ -

البحیور کا صوبہ ۳۷، ۹ -

ایلیٹنڈل میں ۹۲ -

ب

بادشاہ یکم، دختر آصف جاہ اول ۴، کے شوہر
۴ فٹ نوٹ -

باسم ۶۶ -

بالاجی راؤ پیشوا ۲۲، کو نقصان ۲۳، کے پاس

صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام

کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم

۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱،

۴۵، درخواست صلح ۴۶، کے پاس بوسی

۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۲، لاجواب ۵۳،

سے طلب مدد ۵۴، کو مرسلت ۶۶، کے پاس

احمد خان (میر نظام الدولہ نامہ جنگ شہید) فرزند
آصف جاہ اول ۳ -

احمد شاہ ابدالی ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۶

احمد نگر کے قلعہ دار ۸۴، پر پیش قدمی ۸۵، کی سمت ۹۲

اخلاص خان سعد اللہ خانی ۴ -

اودھونی ۲۷، کو چلانا جانا ۸۰، سے طلبی ۹۲،

کوروانگی ۹۳ -

اسد الدولہ (عبد الرحمن ذوالفقار خان حیدر) جنگ

۲۵ فٹ نوٹ -

اسد جنگ (میر نظام علی خان نظام الدولہ) فرزند

آصف جاہ اول ۳ -

اسلم خان، صوبہ دار ۶۵

اتیاز الدولہ کی شادی ۴ فٹ نوٹ

امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان مملکت

ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ -

قلعہ بیدریں ۹۸، کا تغیر ۱۰۰

امین الدین احمد ۶۶ -

انگول ۷۲ -

انتدراؤ (زمیندار وزیر گائیم) کا مخالف ۷۵،

کو خط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۷۷، بڑا زمیندار

انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۲، کو قید ۶۵ -

انور نامہ ۱۲، کا بیان ۱۵ -

اودگیر کا قلعہ ۸۴، پہنچا ۸۵ -

اورمی (مورخ) کا بیان ۲۲، ۳۱، کا قیاس ۴۱، ۴۲

۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸ -

کان فلان کی اسد عا پر ۵۷، صلابت جنگ
کے ہزار ۸۰، کی طبعی ۹۲، کی روانگی ۹۳
کی ماموری ۱۰۲۔

بستر ۵، فٹ نوٹ۔

بسنٹ رائے پشکار ۱۸۔

بکٹ (جارج) گورنر دہس ۳۱، ۳۲،
سکا معروضہ۔

بکلانہ، کی فوجداری ۷۵ فٹ نوٹ۔

بلخ ۲۵ فٹ نوٹ۔

بلونت راؤ ۴۵۔

بنگالہ کے ناظم ۳۳۔

بوسی (موسیٰ) عمدہ الملک کی خواہش ۱۳، ۱۱

سکا پرویاگنڈا ۱۵، کے شرائط صلح ۲۲، کا

ملازم ۲۵ فٹ نوٹ، کی علیحدگی پر ۲۶۔

کوشنہال سے باز رکھنا ۲۷، کی درخواست

۲۷، کو سرکاران شمالی کی تفویض ۲۸، کو

صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے مضاف

میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱، کی طبعی ۳۲، ۳۳

سے صلح ۳۴، کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع

کو نیچا دکھانے ۳۶، کی قوت توڑنے ۳۸،

کی عدول مکی ۳۹، کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد

میں نہ رہنا ۴۱، مچھلی پن ۴۲، کا قبول کرنا

۴۸، کی ملاقات نظام علیخان سے ۴۹، کا

پلاٹ ۵۲، کا قبضہ قطعہ پر ۵۳، ۵۲، کے

ہاتھ گرفتار ۵۴، کا جواب ۵۵، سے رشید علی

دبسی ۱۶، کے پاس ۸۲، کے بجائی ۱۹۲
کا اشتغال ۹۲۔

بالکندہ ۴۸، ببرجنگ (ابراہیم خان گاروی)
۳۰ فٹ نوٹ۔

بجواڑ ۵، میں فوج ۱۶، سے آگے، سے ملک
پہنچانا ۹۹۔

بختا و برکیم دختر بسالت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔

برار ۸، فٹ نوٹ، کوروانگی ۲۰، کی صوبہ دار

۲۷، کوروانگی ۳۱، کی تاراجی ۳۸، سے

اورنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۵۱، سے بیابان

۵۲، کی نظامت ۶۵ فٹ نوٹ، میں روک

۱۶۶، کے صوبہ دار ۱۰۴۔

برہان پور کوروانگی ۶۲، ۶۳، کی نظامت

سے نکل کر ۶۸، کی طرف تعاقب میں ۷۰،

کی سمت تین دن تک ۷۱، صلح میں ۹۱، ۹۰

برہان پوری سلیم (زین العابدین) محل نظام علیخان

بڑھ گھاؤں ۸۲۔

بسالت جنگ (میر محمد شریف خان شجاع الملک

شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،

کی دختر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۲۲، کا ملازم

۲۵ فٹ نوٹ، صوبہ دار سیجا پور ۲۷، ذی

۴۷، صلابت جنگ کے ہزار ۴۰، کو لیکر

۴۲، کی جاگیر ۴۴، کے تحت سرکاری فوج ۴۷،

حصول چہر میں ۴۹، پر فیر ۵۰، کو مہر کی دہلی

۵۱، کی علیحدگی ۵۷، امور ریاست میں ۵۸،

پانڈیجری ۸، فٹ نوٹ -

پانڈیجری ۳ -

پانڈیجری (پھوچری) ۱۰، میں خواجہ قندر ۲۵

فٹ نوٹ، میں طلی ۳۲، کا عہد نامہ ۳۲ فٹ

کارخ ۸۰ -

پانی پت کی جگہ ۲، فٹ نوٹ -

پداپور پر شکست ۵۵ -

پرتاب ورت (راجہ وٹھل داس) کا وار ۵۹

کے ذریعے ۹۰، کو حکم ۹۲ -

پراسرام نیت وکیل ۲۲، کی خواہش ۲۸

پنچ محال ۹۶ -

پورنا ۶۷ -

پونا ۲۳، ۸۵، کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸

کورواگی ۹۳، پنچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶ -

پھوچری (پانڈیجری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گونڈ

کا حکم ۷۳ -

پھولمیری ۶۴ -

پیلیری ۷۵ -

پیشوا (بالاجی راؤ) طر فدار غازی الدین خان ۱۹

سے بغاوت ۲۲، کا تار ۸۷، کا بھائی ۸۷

کا انتقال ۹۴، سے مل جانا ۹۵، کو متفق

کر لینا ۱۰۲ -

تا

تاریخی

تاریخ خورشید جاہی، ۴ فٹ نوٹ -

کے منصوبے ۵۷، کے دیوان کا قتل ۵۸،

کے جوان بار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۶۲، ۶۱

کا ابراہیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک

۶۶، کا تصور ۷۰، کی خدشات ۷۱، کی خد

۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدر آباد سے نکلنا ۷۴

کی طلبی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، پر غنائ

۱۰۲، کی عدم متابعت ۱۰۳، کی خواہش ۱۰۴

کی خاطر ۱۰۵ -

بہادر خان (محمد) کی ماموری ۶۵ -

بہادر دل خان، ناظم ۹۳ -

بہادر گڑھ ۸۴ -

بھانکی ۱۰، فٹ نوٹ -

بہاؤراو (اسد شہزاد بھاؤ) ۹۱ -

بہروز خان ۸، فٹ نوٹ -

بھوپال میں مرہٹے ۸۷ -

بھونسلہ (جانوبی بھونسلہ) ۶۷ -

بھونگیر ۷۹ -

بیجاپور ۸، فٹ نوٹ ۷۷ -

بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۲۷، پر قبضہ کرنے

۷۴، کے قلعہ دار ۹۳، سے نڈرا ۹۶، کے

قلعہ میں مزدوری ۹۷، کو واپسی ۹۸، پنچکر

۹۹، میں آصف جاہ ۱۰۰ -

بیگلر بیگی خان قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ

بیگم بازار ۴۰ -

پ

جانوجی (بھوسلہ) ۳۸، پرنلیہ ۴۱، کو اطلال ۳۶
کی شرف زمین بوسی ۶۷، کی مدد ۶۸ -
جانوجی (تبنا لکر) کو حکم ۹۲، کی عرض ۹۵ کے
ذریعے شرائط ۹۶ -

جعفر علی خان ۲۸، سپہ سالار ۶۱ -
جلگھاؤں، ۶۵ فٹ نوٹ -
جمال الدین حسین خان ۴ فٹ نوٹ -

چ

چار محل، ۳۱، کا محاصرہ ۳۲ -
چاندہ (دیو گڈھ) ۳۷، ۳۸، ۶۷، کی ہم ۶۸ -
چکل بھٹانہ میں مقام ۶۳ -
چمار کنڈ، پر معرکہ ۹۲ -
چند اصحاب (حسین دوست خان) ۹۲ -
چندر سین، کا بیٹا، ۱۱، فٹ نوٹ، ۹۵ -

ح

حامد اللہ خان (مہمانہ لکھ) وکیل مطلق ۹۱ -
حد لقیۃ العالم ۸۴، ۹۰، ۹۸، ۹۹ -
حسین دوست خان (چند اصحاب) ۹۹، ۱۰۰ -
حشمت جنگ کو سر فرازی ۶۵ -
حضرت بندہ نواز گیسو دراز ۹۳ -
حفیظ الدین احمد، نام نظام علیخان ۵ -
حفیظ اللہ (حافظ محمد) ۶۲ -
حیات خان، کا بیان ۶۰ -

حیدر آباد کو مصلحت جنگ کا آنا ۱۱۹ کے صوبہ
۲۸، کے نایب ۳۱، میں مصاحت ۳۷،

تاریخ ریاست حیدر آباد دکن ۶۰ -
تاریخ مظفر ۶۲، ۶۵، ۸۱، ۸۸، صلح کے باب
میں ۹۰، انزو کے مسئلہ میں ۹۸، کا بیان ۹۹

تاریخ نظامی ۶۷، ۷۵ -

ترجما ملی ۲۲ -

ترک آباد ۹۵ -

تلاوت جنگ ۴ فٹ نوٹ -

تنگبھدرا ۲۶ -

توران ۶۵ فٹ نوٹ -

توزک اصفیہ ۱۰، ۱۲، ۲۷، ۴۱، ۴۲، سند کی

کے متعلق ۶۶، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۸، ۵۹

۶۱، نظام علیخان کی روانگی پر ۶۲، ۸۵،

جنگ اودگیر کے متعلق ۸۷، ۸۸، فٹ نوٹ،

۸۹، ۹۰، کا تعجب ۹۶، کا مصنف ۹۹ -

توزک والا جاہلی کا بیان ۲۰، میں خط ۳۲

۵۹، بوسی کی علیحدگی پر ۷۶ -

تبع جنگ، جنگ اودگیر میں ۸۵ -

ط

ٹانڈو پچھ ۸۸ -

ٹوکہ ۹۲ -

ٹیکو سلطان سے مراسلت ۴ فٹ نوٹ ۸۳ -

ج

جادوراؤ ۶۶ -

جارج بکٹ ۳۲، ۳۱، کا معروضہ -

جائشمن سفیر ۷۶ -

خزانہ عامرہ ۱۹۸، ۱۹۹
 خلد آباد ۵۸
 خواجہ قلی خان موزوں (ذوالفقار الدولہ عالم)
 کی لڑکی ۶۵۔

خواجہ بابا خان، ۲، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
 خواجہ قلندر نجاری ۲۵، فٹ نوٹ۔
 خوشحال بیگ اوستا و نظام علی خان ۶۔
 خیر النساء بیگم دختر آصف جاہ اول ۳، فٹ نوٹ۔

۵

داستان نظام علیخان ۶۴۔
 دتویا، ۴۵۔
 دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔
 درگاہ قلی خان (موتی الملک سالار جنگ) ۹۴۔
 دکن، ۷ میں آصف جاہ ۹ کی نظامت ۳۳۔
 میں فرنیسیوں کی آبادی ۸۰، میں انتظام
 ۸۰ کی صوبہ داری ۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے
 ۱۰۱، پر قابض و متصرف ۱۰۵۔

دلیر جنگ ۸۴۔

دولت آباد ۴۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے
 قلعہ کا تصفیہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی
 قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعہ داری کو ۵۴، کے
 قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۰، ۹۱،
 میں پناہ ۹۲۔

دھار کا قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ۔
 دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، پہنچے کا لڑ

کی صوبہ داری ۵۱ جانے کی تیاری ۵۲،
 میں خواجہ قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں صبا جنگ
 ۶۸، ۶۹، پہنچنے سے قبل ۶۹، کے اندرونی
 معاملات ۷۲، پہنچنا ۷۳، سے قریب ۸۰،
 کو جانا ۸۱، پہنچکر انتظامات ۸۲، کو واپسی ۹۲۔
 حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالفقار خان اسد اللہ)
 کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعہ ۳۱، کی چال ۳۲،
 بوسی کے ساتھ ۳۳، کو خوش ۳۹، کی ملاقات
 ۴۰، کا سو وطن ۴۸، کے ذریعہ ۴۹، کی سلا

۵۰، نے قید کر لیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا
 دخل ۵۵، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،
 کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل
 کی اطلاع بوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،
 کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، کے قتل سے
 ۷۱، کی خواہش ۱۰۴، کو قتل کرنا ۱۰۵۔
 حیدر یار خان (نیر الملک شیر جنگ) دیوان میں
 ۱۰۶، سفیر صلح ۱۸۹، ۱۹۱۔

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول
 خاندیس ۶۴، کی ایک ہرکار ۶۵ فٹ نوٹ،
 صلح میں ۹۰۔
 خجستہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴،
 ۴ فٹ نوٹ۔

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے نذرانہ ۹۶۔
 خدا تر دی بیگ ۶۔

رگھناتھ راؤ کی نوٹ ۱۹۲، ولی ۹۲۔

ن

زبردست خان کا وار ۵۹۔

زینب النساء بیگم محل نظام علی خان ۶۶۔

س

ساسوڑ ۲۵۔

سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ کو خطوط ۳۶۱۔

ساد نور ۱۰، کی جنگ ۲۲، ۲۳، کا محاصرہ

۳۰، کی صلح ۳۱، کی جنگ میں کوشش ۳۹۔

سیحانی طوایف ۶۵۔

سدا سیور او بھاؤ ۸۲، پیشوا کا مختار ۸۷۔

سیدی غنبر خان ۶۷۔

سراج الدولہ، ناظم ہنگامہ ۳۳۔

سہرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ۔

میں انگریز ۲۵، ۲۸، فوج کی تنخواہ میں ۳۲

کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۷۴، کے زمیند

۵۷ فٹ نوٹ، میں یورپی تفریق ۶، فٹ نوٹ

سے اثر زایل ہونا ۷۶، میں عدم اعانت

۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۹۱۔

سعد اللہ خان ۱۔

سلطانجی قبا لکر ۹۵، کی غرض ۹۵، کے

ذریعے شرائط ۹۶۔

سمہر قند ۱۔

سند کھیر ۳۷ فٹ نوٹ ۴۵، ۴۷، کی جنگ

کی وجہ سے افواج ۶۳، کی جنگ کا آغاز ۱۰۵،

پہنچکر ۸۹، میں ۹۴۔

دیو گدھ (چاندہ) ۲۸۔

ڈ

ڈوبے ۹، کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ، کی واپسی

کتابا دلہ ۲۹، کی اطلاع ۳۶۔

ڈمی ووولٹن فرانسیسی ڈاکٹر ۲۱۔

ذ

ذوالفقار الدولہ (تایم جنگ خواجہ قلی خان)

۶۵ فٹ نوٹ۔

ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱۔

ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ)

۲۵ فٹ نوٹ۔

ر

راجندر ۲۷۔

راجندر ۱۰، ہمالی سے اورنگ آباد ۴۵، کا

پڑاؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے پاس فساد

۶۳، کا اغوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶۔

رائسے پور ۷۲، میں حملہ ۷۵، پر قبضہ ۷۶، میں

نظام علیان ۹۱۔

رتن چند (راجہ کالاداس) ۹۱، کی نظر بند

رکن الدولہ (لشکر خان) کی علیحدگی ۲۰،

ذی اثر ہستی ۱۰۲۔

رگنات داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)

رگھناتھ داس ۱۳، کو توقع ۱۵، کی دیوانی

۲۲، کا تسلیم کر لینا ۱۰۳۔

سوریا پیٹھ ۸۰۔

سوریا راؤ کی سرکشی ۸۲۔

سہراب جنگ (اعظم الامرا اور سطوجا مشیر الملک

معین الدولہ غلام سید خاں) ۲۲، کی جیدر سے گفتگو ۵۸، کا وار ۵۹، سفیر ۶۶، کی

واپسی ۶۷، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸، کی روانگی ۸۲، جنگ اودگیر میں ۸۵، صلح

میں ۹۰۔

سیاوت خاں، قلعہ دار ۹۳۔

سید حسین، پیر زادے ۵۔

سید سلیمان ۵۔

سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صاحب جنگ و ظفر جنگ) (فرزند آصف جاہ اول ۳، کی

تحت نشینی ۱۲۔

سیف الدولہ کو حکم ۹۲۔

سیکا کول، کا حساب ۴۷، کے زمیندار ۷۵۔

ش

شاہ بکلی، صاحب توزک آصفیہ ۹۹۔

شاہ بچاں ۱۰۔

شاہ عالم ۱۰۰۔

شاہ محمود ۴۲۔

شاہنواز خاں (مصمالم الملک مصمالم الدولہ

میر عبد الرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی

کوشش ۲۲، باعث برطرفی فرانسیسیان ۲۰،

مخالف فرانسیسیان ۲۸، کے خیال کی وجہ

۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا

اتفاق ۳۲، ۳۵، کا منصوبہ ۳۶، ہزار

۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، پر ہنگامہ ۴۲

کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے

۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش

۵۰، کا تصفیہ ۵۱، کی نظر بندی ۵۲، کا غلط

۵۳، کی جنبہ داری ۵۴، کا فعل ۵۵، کا

قتل ۶۱، ۶۲، ۶۳، کی حویلی ۸۱، کے عہد

دیوانی میں ۸۲، کے بیٹے ۹۳، ذی اثر ہستی

۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرفدار ۱۰۴، قید ۱۰۵۔

شجاع الدولہ (شجاع الملک بسالت جنگ

میر محمد شریف خاں) (فرزند آصف جاہ اول)

شجاع الملک (شجاع الدولہ بسالت جنگ

میر محمد شریف خاں) (فرزند آصف جاہ اول)

۳۳، ۳۴۔

شمس الدین ۶۲۔

شوکت جنگ (معین خاں) دیوان خانگی،

۷۲، کی شہادت ۸۸۔

شہاب الدین (فرزند عابد خاں ۱۔

شہسوار جنگ کا وار ۵۹۔

شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خاں ۶۔

شیخ محمد جمیل، استاد نظام علی خاں ۶۔

شیخ محمد جنید، ۸ فٹ نوٹ۔

شیخ جنید بغدادی، ۸ فٹ نوٹ۔

شیخ علی خاں، اتالیق نظام علی خاں ۸۔

شیرجنگ (نیرالملک حیدر یا رخاں) کی رہے
۱۲، دیوان دکن ۲، سفیر صلیح ۸۹، ۹۰، ۹۱
کا استغناء ۹۳۔

ص

صدر الدین خاں، کوہ فرازی ۶۵۔
صف شکن خاں (جہاد جنگ) ۶۸۔
صلابت جنگ (امیر الممالک آصف اللہ)
سید محمد خاں ظفر جنگ (فرزند آصف جاہ اول)
۳، کا عہد ۸ فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۳
کی تخت نشینی ۱۲، کے بڑے بھائی ۱۵، کی
طرقداری ۱۸، ۱۶، کو غازی الدین خاں
کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی لطف
۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳
کی فرانسیسی فوج ۲۴، کو صلیح پر رضامند کرنا
۲۴، کا عہد نامہ ۲۵ فٹ نوٹ، کو اطلاع ۲۵
پر مستولی ۲۶، سے پیشوا کا اظہار ۲۷، کی
ملازمت میں فرانسیسی فوج ۲۸، سے مرسلت
۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴،
کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں
فرانسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف
منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۲، سے ملاقات
۴۴، کی اجازت ۴۵، کی فوج ۴۷، کی ذاتی
تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰،
کافرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲،
کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۵،

کے منشا پر ۵۷، کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی
فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرقداری ۶۵،
کے عہد میں خواجہ قلی خاں کو خطاب ۶۵، فٹ نوٹ
کی مرسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں
کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے خلاف بے چینی ۷۱،
۷۲، کو خط ۷۳، عبور گوداوری ۷۴، کا کان
فلان کی استدعا پر ۷۵،، اصلی رئیس ۷۶،
کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری دینا
صلح پر ۷۸، کی تاخیر ملک میں ۷۹، کے پس
سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدر آباد جانا ۸۱،
کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴،
پر کامیاب ۸۷، جنگ سے بیدل ۸۹، کے
منشا پر ۹۰، محل کرتے ۹۱، کاتلون ۹۲، کی
جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵،
کاتلون ۹۶، کی گناہ کشی ۹۷، کے تلون کائر
۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرقدار ۱۰۲، کی
صلح بوسی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴،
کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زہر دیا جانا ۱۰۶،
صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہنواز)
میر عبد الرزاق ۱۰۰ فٹ نوٹ ۲۳، پر منشا
۴۰، کا اکسانا ۴۱، کی سوچ ۴۲، کا قلعہ سے
نکلنا ۴۴، مصنف مائثر لامراء ۹۸، ذبی اثر
ہستی ۱۰۲۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہنواز)
میر عبد الرزاق ۲۲،

صمصام الملک (صاحبزادہ) کے نبیرے فٹ ۱۰
صمصام الملک (عیدالحی خاں) فرزند
شاہنواز خاں صمصام الملک ۹۴۔

ظ

ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند
آصف جاہ اول ۳۔

ع

عابد خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۔

عاقل خاں، کی حویلی ۸۱۔

عالم آزاد سیکم، کا باغ ۶۴۔

عالم شلیخ، ۱۔

عالمگیر، ۱، کی فتح ۸ فٹ نوٹ، کے پاس سفیر
۶۵ فٹ نوٹ۔

عبد الحکیم خاں، ۲۲، سے اتحاد ۲۳۔

عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۴۔
عبد الرحمن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ سلاطین)

۲۵ فٹ نوٹ۔

عبد الشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸،
کو سولی ۸۴۔

عبد القادر، فرزند شیخ علی خان ۸ فٹ نوٹ۔

عبد اللہ، شیخ، ۶۴۔

عبد الغنی، فرزند شاہنواز خاں ۶۲۔

عثمان علی خاں بہادر (آصف جاہ سابع)

کا فرمان ۲۔

عضد الدولہ ۶۸۔

علی، نام نظام علی خاں ۵۔

علی اکبر، کی سرفرازی ۶۵۔

عمدۃ الملک (ملاحظہ ہو موسیٰ بوسی) ۲۶۔

عمدہ سیکم زوجہ آصف جاہ اول ۵، کی آرزو

۲۱، والدہ نظام علی خاں ۶۶۔

غ

غازی الدین خاں فیروز جنگ، فرزند

عابد خاں، ۱۔

غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد پناہ)

فرزند آصف جاہ اول ۳، ۱۵، کو اطلاق

۱۶، ناظم دکن، ۱، کا حصول فرمان ۱۸، کی

آمد ۲۰، کا زہر سے مرنا ۲۱، کی رحمت غذا

۲۲، کو ملاک ۳۲، ۳۳، ۲۷، کی باغی آمد

۱۰۱، سے باز رہنا ۱۰۲۔

غلام سید خاں (سہراب جنگ معین الدولہ متحرک)

ارسطو جاہ اعظم الامراء ۴۴۔

غلام علی (آزاد بگراچی) ۳۰، ۳۵، ہنگامہ میں

۴۲، شاہنواز خاں کی اسمائیت میں ۴۴،
ذی اثر مہستی ۱۰۲۔

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳۔

فورڈ (کرل) ۲۵ فٹ نوٹ، کے قاصد ۹، کا

حکم، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۸،

کو ذات جاگیر کی درخواست پر ۸۳۔

فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند عابد خاں

فیروز جنگ (میر محمد شاہ غازی الدین خاں آصف الدولہ)
فرزند آصف جاہ اول ۳، سے ملنا ۱۰۲۔

ق

قادری خان ۶۷۔

قایم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجہ قلی خاں
اموزون) ۶۵ فٹ نوٹ۔

قطب الدولہ (محمد نور خاں) ۶۴۔

قیلچ خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۰۱۔

قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جد اعلیٰ۔

قنقاہ جنگ، کاظم ۵۹۔

قوی جنگ، ۸۴۔

ک

کاکا داس (راجہ رتن چند) ۹۱۔

کالی سنگم دختر آصف جاہ اول ۴۔

کان فلان، کے ذریعہ خط ۳، کو قبضہ ۷۲۔

کی استدعا ۵۵، مطیع انگریزوں ۷۷۔

کرشنا (دیا) ۷۸۔

کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے

نواب کا خط ۱۷، ۱۸، کے نواب نایب ۱۸۔

کی فوجداری کا دھویا دار ۱۸، کی ابتری ۱۹،

میں فرانسیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے

ذریعہ ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو

جواب ۳۳، میں بوسی ۵۵، کی جنگ میں ۷۲۔

کارخ ۸۰۔

کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔

کڑیہ ۱۰۔

کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔

کلیانی، ۴ فٹ نوٹ۔

کمال النساء بگیم ۴ فٹ نوٹ۔

کنڈاویر، ۷۸۔

گ

گرانڈ با، کوایا ۶۶، ۶۷، ۶۸، فوج کی روانگی ۶۸۔

گردھاری لال احقر ۴۳۔

گلبرگہ ۹۳۔

گلزار اضعیفہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۲،

جید جنگ کے قتل پر ۶۰، کے مصنف کے

والد ۶۱۔

گنجام، ۵۷ فٹ نوٹ۔

گوئی، ۲۳۔

گوداوری (دریا) ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، کو بکیر کے

۷۷، کے پار ۷۶۔

گوڈے ہو (فرانسیسی گورنر) ۲۸، ۳۲، ۳۳، فٹ نوٹ۔

گوشہ محل، میں قیام ۹۲، ۹۳۔

گوکندہ کا محاصرہ ۵، کا خزانہ ۱۶، کے قریب

فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا خزانہ ۳۲،

پہنچا دے ۷۱۔

گھوڑندی ۹۵۔

ل

لالی۔ موسیٰ (گورنر پانڈیچری) ۳۲، کا خط ۷۷۔

کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴۔

بھائی ۳۲، ۳۳ کے عہد میں خواجہ قلی خان
۴۵ فٹ نوٹ کا قاتل ۷۳ سے انحراف ۱۰۱
کی سرپرستی میں ۱۰۳۔
ٹانگیور ۶۶۔
ناندڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ ۹۶۔
نیتھننگل ۱۷۔
نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) آلیق نظام
نرمل ۶۹، ۶۸، ۶۷ کا زمیندار ۸۴۔
نذر لے ۴۵ فٹ نوٹ۔
نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میراج خاں)
فرزند آصف جاہ اول ۳۔
نظام الملک (آصف جاہ اول میر قمر الدین خاں)
کی زفاقت ۸ فٹ نوٹ کے فرزند ۵۱۔
نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام خاں)
آصف جاہ ثانی فرزند آصف جاہ اول ۳۔
نظام ٹپن ۷۸۔
نظام علی خاں میر (نظام الملک نظام الدولہ)
اسد جنگ آصف جاہ ثانی کے والد ۱۰ فرزند
آصف جاہ اول ۳ کی صاحبزادی ۱۴ فٹ نوٹ
کی نام رکھائی ۵ کی تعلیم ۶ کی تحریر ۷ کے
نام پر فتح ۸ ہم سفر ناصر جنگ ۹ ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد ۱۰ معرکہ میں ۱۱ قتل کیا
خاں میں ۱۳ کی رائے تخت نشینی پر ۱۴ کی
طر فزاری ۱۵ کے خلاف ۱۶ کی والدہ ۲۰
۲۱ کا ذکر ۲۲ کا خطاب و خدمت ۲۷

کی روانگی براکو ۳۱ سے مغالیت ۳۳، ۳۴
سازش کے بانی ۳۵ ذبی اقتدار ۳۸، ۳۹
کا حصول اقتدار ۳۹ کا غلبہ ۴۰ کی روانگی
اورنگ آباد کو ۴۲ علیچور سے اورنگ آباد
میں ۴۳ کا گھانا ۴۴ کا سندھ کی پہنچنا ۴۵
تغاقب میں ۴۶ کی فوج ۴۷ کی رضامندی
۴۸ کو مدد ۴۹ کو اطلاع ۵۰ کی ماموری ۵۱
پر سختی ۵۲ پر اثر ۵۳ کی سعی ۵۵ کا قصور
۵۶ کی تدبیر ۵۷ کا دربار ۵۸ کا نکل جانا
۵۹ کی فرہادی ۶۱ کی فراغت ۶۳ کا راستہ
۶۴ کا قیام ۶۵ کی فراغت ۶۶ صلاحت
کے پاس ۶۷ سے ناخوش ۶۸ کی دست برد
۶۹ کا سہل النقل ہونا ۷۰ سے سمجھوتہ ۷۲
کا حیدر آباد آنا ۷۳ سے استداد ۷۴ حیدر آباد
میں ۸۰ سے ملنے ۸۱ کا انتظام ۸۲ کے عہد
حکومت میں ۸۳ حیدر آباد پر چکر ۸۴ کی فرقی
۸۵ کی فوج ۸۷ اعراض ۸۸ کے خلاف
منشاء ۹۰ کا انتظام سرکاران شمالی میں ۹۱
کو اجازت ۹۲ کی روانگی ۹۴ سے بچہ
ہونے پر آمادہ ۹۵ کی خبر داری ۹۶ پر فتنی
ریاست ۹۷ فرمان شاہی سے ۹۹ آصفیہ
اول کے صاحبزادے ۱۰۱ کی ماموری ۱۰۲
کے موافق صورت ۱۰۳ کی ہر دل غریبی ۱۰۴
کی جولانی ۱۰۵ کی خوشنودی خاطر ۱۰۶
نقشبندی خان ۹۷۔

بھائی ۳۲، ۳۳ کے عہد میں خواجہ قلی خان
۴۵ فٹ نوٹ کا قاتل ۷۳ سے انحراف ۱۰۱
کی سرپرستی میں ۱۰۳۔
ٹانگیور ۶۶۔
ناندڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ ۹۶۔
نیتھننگل ۱۷۔
نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) آلیق نظام
نرمل ۶۹، ۶۸، ۶۷ کا زمیندار ۸۴۔
نذر لے ۴۵ فٹ نوٹ۔
نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میراج خاں)
فرزند آصف جاہ اول ۳۔
نظام الملک (آصف جاہ اول میر قمر الدین خاں)
کی زفاقت ۸ فٹ نوٹ کے فرزند ۵۱۔
نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام خاں)
آصف جاہ ثانی فرزند آصف جاہ اول ۳۔
نظام ٹپن ۷۸۔
نظام علی خاں میر (نظام الملک نظام الدولہ)
اسد جنگ آصف جاہ ثانی کے والد ۱۰ فرزند
آصف جاہ اول ۳ کی صاحبزادی ۱۴ فٹ نوٹ
کی نام رکھائی ۵ کی تعلیم ۶ کی تحریر ۷ کے
نام پر فتح ۸ ہم سفر ناصر جنگ ۹ ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد ۱۰ معرکہ میں ۱۱ قتل کیا
خاں میں ۱۳ کی رائے تخت نشینی پر ۱۴ کی
طر فزاری ۱۵ کے خلاف ۱۶ کی والدہ ۲۰
۲۱ کا ذکر ۲۲ کا خطاب و خدمت ۲۷

ننگارستان آصفی ۲۴ فٹ نوٹ۔

نلدرگ، کا قلعہ ۲۶۔

تمباکڑ ۲۵۔

و

واحد علی خاں، انا لیت نظام علی خاں ۳۱،

کے ذریعہ ۲۲۔

واقعات جد اشندن فرنگ ۲۳، صلح

از خدمت سید محمد خاں ظفر جنگ ۲۲، متعلق ۲۲

باہمی مفاہمت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۔

واکل نمبر ۸۔

والاجاہ (نواب کرناٹک) ۱۲، کی معرفت ۲۲

کی مراسلت ۳۔

وٹھل داس (پرتاب و ننت راجہ) ۶۵، موٹ

۶۵ سے سرتابی ۸۲۔

وجے رام راؤ، راجہ وزیا نگرم ۵، فٹ نوٹ

کی مخالفت ۲۶، فٹ نوٹ۔

وزیا نگرم (جے نگر) ۵، کاراجہ ۵،

فٹ نوٹ۔

وزیگا ٹیم، ۵۔

وسواس راؤ، فرزند بالاجی راؤ پیشوا ۱۱،

۲۵، کی حضوری ۲۶، کے تحت فوج ۲۴، ۲۵، ۲۶

وفادار خاں (اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ)

راجندر کے پاس ۶۳۔

ونایک داس ۹۵۔

وینکٹ راؤ ۲۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (منظفر جنگ) نسبہ

آصف جاہ اول ۳۔

ہمایوں جنگ (ناصر الملک میرغل علی خاں)

معتضد الدولہ ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ

اول ۳۔

ہمت بہادر خاں (محبہاد) ۱۱، قتل مظفر جنگ ۱۲۔

ہند (ہندوستان) ۸۰۔

ہندوستان (ہند) ۲۵، ۱۱، فٹ نوٹ، کافساد، ۲۳، ۲۴

میں اثر ۸۰، میں حکم کی تیاریاں ۸۵۔

ہمنمنت راؤ ۲۶۔

ی

یمین الدولہ (محمد حسین خان) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۸۔

اشاریہ

نظام علی خاں

حصہ دوم

الف

- آرتھر ویلرلی کرنل (لارڈ ونگٹن) کی فوج سے متعلق
۲۱۳، رکن کبھی تقسیم سیور ۲۱۹۔
- آرکاٹ سے غریت ۱۹، کامالک ۲۱، پینچ پر ۲۳،
چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۲۹، سے ضروریات
۵۰، کی نوابی ۵۲، کانواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔
- آرمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۱۲۰۔
- آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے
مورخ ۳۔
- آصف جاہ اول کی اولاد میں ۱۱۱، کی تعمیر کردہ
عمارت ۲۳۳۔
- آصف جاہ ثانی (نظام علیاں نظام الملک نظام الدولہ
اسد جنگ ۲۱، فٹ نوٹ کے عہد میں ۱۷، رمضان
۷۷، کے اسناد ۸۱، ۸۰، صوبہ دار و کمن ۱۹۳،
کے تفویض ۱۹۹، ۱۹۵۔
- آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔

- آئینہ محل (واقع نزل) میں گرفتاری ۱۳۰۔
- ابراہیم باغ (واقع نزل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام ۲۳۳
- ابراہیم بیگ خاں (صوبہ مبارز الملک ظفر اللہ
خدا بلطجنگ) تشریط صلیح میں ۸۲، ہم میں ۸۸،
کو خطاب ۸۹، کے بجائی ۹۷، ہم پر ۱۰۵، کانڈیل
۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کامرض ۱۲۸، کے اشتعال
۱۳۰، کاتیار کردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔
- ابراہیم خاں جمعہ ۱۰۶۔
- ابراہیم عادل شاہ ۲۸، فٹ نوٹ۔
- ابوالفتح خاں (سیخ جنگ شمس الدولہ کے ہم زمانہ ۱۳۲۔
- ابوالقاسم میر (میر عالم، سفیر ۱۱۵۲، سے گفتگو
۱۵۵، کی صداقت و حیرت خواہی ۱۵۵۔
- ابو تراب خان، ہرکاب میر عالم ۲۱۳۔
- ابومیاں ہمدوی مقابلے پر ۱۳۲، کا جنگ میں
کام ۱۳۲۸۔
- ایابلونت راؤ ۱۲۶۔

اچھا پور۔ ۷۷۔

احترام الدولہ (دلاور جنگ کپٹن جان کناس) کی فوج ۱۹۲۰۔
 احتشام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ) کی حالت۔
 احتشام جنگ (ظفر الدولہ فرخ میرزا خان) فرزند
 مبارز الملک ۱۲۸ کی قایم مقامی ۱۳۰ خطاب
 ۱۳۱ کو نمک حرامی کی اطلاع ۱۳۱ بذات خود معائنہ
 میں ۱۳۲ کی فوج کو ہریت ۱۳۳ کی فوج کا دار
 ۱۳۳ عبور کے موقع پر ۱۳۵ کا انخار ۱۳۶ کو
 اطلاع ۱۳۸ کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹ کی باریابی

۱۳۹ صوبہ دار ۱۴۰ کی ماموری ۲۳۳۔

احمد نگر، اور پونہ کے مابین ۳ سے قریب مقام ۴،
 سندھ ۱۹۷۔

ادھونی (امتیاز گڑھ) کی جانب ۱۷ کوروانگی ۱۸
 کو واپسی ۲۲، ۲۰ کوروانگی ۲۷ کی جم ۲۸ سے
 روانگی ۱۰ فٹ نوٹ، پر حملہ کا گمان ۱۲۶ کی
 سمت ۱۲۸ کا محاصرہ ۱۲۹ سے حقائق ۱۳۰
 ارسلو جاہ (اعظم الامراء شیر الملک معین الدولہ سیر
 غلام سید خان) کو حکم ۱۳۹ شیو سلطان کے مقابلہ

پر ۱۳۹ کی پسائی ۱۵۰ کے احکام ۱۵۱ کی
 تحریک پر ۱۵۲ کے ذریعہ ۱۵۶ کا زخمی ہونا
 ۱۵۷ کی تذر ۱۵۷ کی تند کلامی ۱۵۶ کو تردد

۱۷۷ کی مخالفت ۱۸۱، مرتبوں کے حوالے ۱۸۲

کے غیاب میں ۱۸۵ کی پونہ سے واپسی ۱۸۸،
 کو اطلاع ۱۹۰ کی قیام گاہ پر سندھ ۱۹۲ کو لانے
 کے لئے ۱۹۳ سے مطالبہ ۱۹۳ سے سلسلہ جنبانی

۱۹۵ کا حکم ۱۹۷ کا گزرتا ۱۹۸ کے تحت فوج
 ۱۹۸ کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹ کو غیب
 ۲۰۵ کے مسائل ۲۰۶ کی واپسی کے بعد جدت
 ۲۰۷ کی مفاہمت کمپنی سے ۲۰۸ سے بالمشافہ
 اقرار ۲۱۱ سپہ سالار ۲۱۲ کامیر عالم کو ہموار کرنا
 ۲۱۳ کا خیال شیو سلطان کی شہادت کی نسبت
 ۲۱۶ کو سونپنی کا امکان ۲۱۹ سے حصول منظوری
 ۲۱۹ کو تجویز تیسیم کی اطلاع ۱۲۱ کا ارادہ ۲۲۲ کے
 نشا کے مطابق ۲۲۳ کے اعمال پر تنقیدی نظر ۲۲۴
 کی تجویز ۲۳۳۔

ارسلان جنگ، رکن الدولہ کے بھائی ۸۹۔

ارل کوروا انس کا خط ۱۵۵، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳

کے پاس ۱۶۵، قریب تر ۱۶۹، کی فوج ۱۷۰،

کو خط ۱۷۰ کے شرائط صلح ۱۷۱، کی واپسی ۱۷۲

کا نظام مشیو سے معاہدہ ۱۷۴۔

اسٹوارٹ میجر سے مقابلہ ۲۱۵۔

اسد علی خاں، دیوان ہبابت جنگ ۱۴۹، کار کا

۱۷۹، کار سالہ منہزم ۱۸۰، ۱۹۴۔

اسماعیل خاں المیچوری ۱۶۸، المیچوری میں ۱۱۵،

مشوش ۱۱۶، کا فرزند ۱۸۰۔

اسمتھ جرنل، ۱۵۰، کو خطوط ۵۱، کے مشورے پر

اسمتھ کرنل جو سفس سیفر ۴۳، کو منیعت ۴۸،

کی رسد ۵۵، کی روانگی ۶۲، ۵۸ کی فوج کا کھانا

۶۴، قلب پر ۶۹۔

اسیر گرٹھ ۴۱۔

اعتماد الملک کا بیان ۱۰۸۔

اعتقاد الدولہ (شمشیر جنگ محمد فادار خاں) کی

حمایت ۸۹، کو حکم منادی ۱۲۴۔

اعظم الامراء (ارسطو جاہ شیر الملک عین الدولہ سہراٹ جنگ

غلام سید خاں) کو حکم ۱۳۹، رکاب میں ۱۶۹، کا

طے منازل ۱۷۳، سے انھا کی ہدایت ۲۰۷، سپلا

۲۱۲، کو شکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴۔

اعظم جاہ (والاشان نواب میر حمایت علی خان ولی عہد ۹۱)

افضل گنج کابل ۹۱، کی مسجد ۹۲۔

افغانستان ۲۰۱۔

اکبر جاہ - بازار ۹۱۰۔

الف خاں - نواب کرتول ۱۸۰۔

امام علی خاں (برہان الدولہ) قلعہ دار ۱۳۹۔

امان اللہ خاں، مقابلے پر ۱۳۲، جنگ میں کام

آجانا ۱۳۲۔

امتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶،

کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱۔

امجد الدولہ، لکک پر ۱۳۳۔

امرت راؤ، متنبی ۸۴، ۹۹، فرزند رگھناتہ راؤ ۱۹۰

امیر بیگ خاں ۹۷۔

انبور گدھ، قلعہ ۸۶، میں انگریزی فوج ۶۹۔

اندازہ واقعات و کن کا بیان صلابت جنگ

کی ہلاکت پر ۲۵۔

اندول میں قیام ۱۲۹۔

انندی بائی، زوہد رگھناتہ راؤ ۹۵۔

انندی رام، ۹۰۔

انڈر وریڈ - کیپٹن (ملاحظہ ہو ریڈ انڈر کیپٹن)

انگلستان، کی حکومت ۱۲۲، کے بادشاہ کے تختے

۱۲۷، کے بادشاہ کے احکام ۱۵۵، ۲۰۱۔

انور الدین خاں، نواب کرنلک ۲۰، فٹ نوٹ۔

اود گیر، کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد ۳

کورو انگی ۱۲۰، پر سے ۱۲۸۔

اودھ کے نواب ۸۵۔

اودھ - لفٹنٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج

سے احاطہ ۶۲، ۶۳، قلب پر ۶۹۔

اورنگ آباد (جستہ بنیاد) سے نکلنا ۲، سے روٹنگی

۳، کا محاصرہ ۶، میں قیامت ۸، کورو انگی ۹

۱۳، صلح کے بعد ۱۷، سے نکلنا ۲۵، پہنچ جانا ۲۶

کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۹۰، ۱۰۳، کورو انگی

۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸۔

اولد محمد خان ذکا کا مادہ تاریخ ۷۔

اولی - مسٹر ۸۲، ۸۳۔

ایا کوٹہ ۱۶۷، فٹ نوٹ۔

ایت گیر (یا دیگر) کورو انگی ۱۲۵، کے قلعہ کی

سیر ۱۲۶، کے عہد نامہ کی تکمیل ۱۲۶، کے عہد نامہ

کے بعد ۱۲۷۔

ایچی سن - سیسی یو، مرتب عہد نامہ جات ۲۹، کا

مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فوٹو

کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا نمونہ ۱۲۲، کو عدم

ہستیابی ۱۶۵، کا تسلیم ۱۷۲۔

ایشونت راؤ فرارہ ۱۰ گھانک ۱۹۵ فٹ ۱۰۔

ایلیچور کی صوبہ داری ۱۱۴۔

اینگلنڈ - سرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۱۲
کا قلعہ ۱۱۳، تہذیب ۱۵۲ کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔

ایلوور، ۴۱ کے زمیندار ۱۸۳، ۷۷۔

ایلیٹ، سفیر ناگیور ۱۲۶۔

ایلووارہ (ویلووارہ) ۱۳۴۔

ب

بابار راؤ فرزند ہری پنت ۱۸۰، ۱۷۹، پھر کیہ کے خط
تائید ۱۹۴، ۱۹۵،

بابین ملی ۶۹۔

بانوراؤ گورونڈیا ۷۔

باجی راؤ فرزند گھناتہ راؤ ۱۹۰، کونا پھر نویں کے
منصوبے کی اطلاع ۱۹۱ سے قرار نامہ ۱۹۲، ۱۹۳،

کے پاس ۱۹۳، کی طرف داری میں ۱۹۴، کے دستخط ۱۹۵،

کے طرفداروں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۷،

کی رضامندی ۱۹۸ کے گدی نشینی دستخط ۱۹۹۔

بادامی، کا محاصرہ ۱۲۸۔

بادشاہی، عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔

باراجال ۶۶۔

باری کلوز، لغت کرنل، رکن مجلس ۲۱۹۔

ہنرم، کی ترک ۸۵۔

باقرخاں حکیم محمد مسیح الدولہ ۱۲۸۔

بالاجی نیڈت (نانا پھرنیس، نانا فرنیس) کا

عہدہ ۱۹۹، ۱۲۵۔

بالاجی راؤیشوا ۱۸۔

بالاجی کنچر، مرہٹہ سہدار ۱۹۴۔

بالاجی کشن، ۹ کی ہم پر ماموری ۱۰۴۔

بالاکھاٹ، کی تہذیب ۱۹۶، ۸۱، پر قابض ۸۲، پر

خرخانی ۱۹۲۔

بالکنڈہ، پھکر ۱۳۴، کوکچ ۱۳۵، میں قیام۔

بجواڑہ، پھنچا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔

بخشی سنگھ، زوجہ نظام علی خاں ۱۱۳، کی ہر سے نصیحت نامہ ۱۸۹۔

بدر الزماں، کا مشورہ ۲۱۷۔

بدیع الزماں خاں (نالم جنگ) ۱۸۶۔

برار، کی قربت ۸ کی صوبہ داری ۳۲، میں افواج

۳۲، میں داخل ہونا ۸۵، کا محفل ۱۸۲، جاگیر ۱۸۳۔

برسی، مسٹر۔ ۸۳، ۸۲۔

برگس، جے، مصنف دی نظام ۳۰۔

برہان الدولہ (نام علی خاں) سہدار ۱۳۹۔

برہان پور، میں ۱۰۴۔

بسالت جنگ (امیر الامرا شجاع الملک شجاع الدولہ

میر محمد شریف خاں) کے خیالات خام ۱۱، کی

علیحدگی ۱۸ کے نام قیادت ۱۹، کی فراحت ۴،

کامیلان ۲۱، ۲۲ کے آرکائیو پیچھے پر ۲۳،

ریاست کے کاروبار میں ۲۴، کو طاقت کی اطلاع

۲۶، کا تحسن ہو جانا ۲، سے عدم اختلاف ۳۹،

کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵، کے ذریعے تہذیب ۵۵،

سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵، کی جاگیر ۷۶،

کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس زمین ۱۱۳،

کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷ کا انتقال ۱۲۷

کے فرزند ۱۲۸ سے معاہدہ ۱۵۳ -

بسا نگر یا جی نگر - ۵ -

نشیہ پورہ ۹۱ -

بلاری ننگ ۱۷۳/۲۲ -

بلو باتا تیا، مختار سندھیہ ۱۹۱ کا فراہم کر لینا ۱۹۳ -

بلونت راؤ، نایب ہونسلہ ۱۲۶ -

بجٹی، کی فوج کو احکام ۲۱۰ کی فوج ۲۱۵ -

بنگالا سے فوج کی طلبی ۱۶۵ کی فوج ۲۰۹ کی سپاہ

۲۱۵، فٹ نوٹ -

بنگر یا جیم ۲۰ -

بنگلور، پر حملہ ۴۲ کے رستہ میں ۵۲۱۲۸ کو کوچ ۵

کا صلح نامہ ۱۲۲ کو واپسی ۱۶۹ سے آگے ۱۷۰ -

بنیرا کا محاصرہ ۱۰۵ پر قبضہ ۱۰۶ میں موقع ۱۱۵

میں نظام علی خاں ۱۱۶ -

بودھن، پر قبضہ ۱۳۲ پہنچا ۱۳۳ -

بور، ڈاکٹر ۲۰۹ -

بورڈ آف کنٹرول ۲۰۲ -

بورم، پر قبضہ ۱۶۲ -

بھاتمرہ ۸۸ -

بہادر بیٹہ، کا محاصرہ ۱۵۰ میں متحدہ افواج ۱۵۱

پرنسپل سلطان کا قبضہ ۱۵۱ -

بہادر پورہ ۹۱ کے باہر ۹۵ -

بہادر دل خاں (شجاع الدولہ) ناظم حیدر آباد

کے پوتے ۱۰۸ -

بھالکی، ۸۸ -

بہرام جنگ ۱۱۲ کا فیض کو قتل کر دینا ۱۱۶، ہنگام

میر عالم ۲۱۳ -

بہلول خاں ۱۳۵ -

بھون راؤ، پری مذہبی ۶ -

بھیم، دیا کے کنارے تک ۸۱۳ کے کنارے

قیام ۱۰۳ کے کنارے ۱۲۳ سے نکل کر ۱۳۶ -

بیجا پور، ۲۲، ۸۱ -

بیجا نگر - ۵ -

بیدر (مح آباد) سے روانگی ۴ برسات میں ۸ پہنچے

ہوے ۱۷ میں انتقال ۲۵ کی جانب ۲۶ کے

قلعہ میں ۹۸ میں پناہ ۹۹ پہنچا ۱۷ کی طرف

۱۸۶ کے قریب فوج ۱۸۸ کے چوتھ کا ایک حصہ

۱۹۸ کے چوتھ کی معافی ۲۰۰ -

بید نور کا راجہ میور کے اثر میں ۲۲۲ -

میر بہادر، راجہ ۷۵ -

بسکیم بازار ۹۱ -

بیلی، گیتان ۹۱ -

پ

پالم میں قیام ۱۳۵ -

پانگور (محبوب نگر) ۱۲۷ -

پالی بیٹہ ۵۸ -

پانگل کے قلعہ میں قیام ۱۱۶ میں نظام علی خاں کی علالت

۱۷۳ کا معاہدہ ۱۸۳ -

پائین گھاٹ (پاباں گھاٹ) ۱۷۸ -

- پایاں گھاٹ (پائین گھاٹ) کا انتظام ۱۷۹۸ء۔
 پانچ گاہ خاص کی ابتدا ۱۱۲ء کی خدمت ۱۲۲ء کی فوج
 کا ملاحظہ ۱۱۲۹ء سے ۱۸۷۷ء کے امریکی کوشش ۱۲۰۷ء
 کے امیر فیضیہ دار کینٹی (۱۲۱۲)
 پائینہ خاں، رسالدار ۱۷۲۲ء۔
 پانڈیجیری (پھوچیری) کو روانگی ۱۸۰۱ء۔
 پٹیل پٹی، گھاٹ ۶۸۔
 تینکوں کی باولی ۹۱۔
 تپتھر تھٹی ۹۱۔
 تپتھیل ۸۸۸، ضبط ۸۹ء کی عمارت ۲۳۳۔
 پدم سنگھ راجہ کی شرکت ۱۳۵۔
 پرائیڈل ۹۱۔
 پرتاب گڈھ ۱۹۲۔
 پرتاب ومنت (راجہ بہادر، ٹھٹھل داس) کی
 دارالہمامی ۲ فٹ نوٹ، کورنگ ۵، تباہی
 پونہ کے باعث ۷، کا دور ویہ بن ۸، جنگ
 راکس بھون میں ۸، کو کامیابی ۹، کی سوو عملی
 ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵۔
 پیرسرام بھاؤ زنجی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، زنجی ۱۸۰۔
 کوتا بید کے لئے ۱۹۱، کو فرہم کرنا ۱۹۳، مختار
 ۱۹۳، کانٹا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری ۱۹۵۔
 ۱۹۷ء کی جاگیر سندھیکو ۱۹۷۔
 پرویش علی خاں ملک پر ۱۳۶۔
 پرنسپل پورڈ آف کنٹرول، کاموسوٹ
 ۲۰۲، ۲۰۲۔
- مکنا، جراح ۱۲۸۔
 پٹی گڈھ ۶۸۔
 پیار، ۹۱، کا عبور ۲۱۔
 پتھلیکال، میں ورود ۱۲۸۔
 پنڈاری کے حملے ۱۷۴، قزاق ۱۷۸۔
 پنڈت پردھان، کے عراض پر ۱۴۵، ۱۶۳، ۱۶۴۔
 ۱۶۴، ۱۶۵، کا وکیل صلح ۱۸۲۔
 پورندھ، کو روانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲۔
 پورندہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲۔
 پورنیا، مضافت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶۔
 پونہ، کو روانگی ۱۷۳، سے روانگی ۱۷۳، میں خبر،
 کی تباہی ۸، پنچنا ۱۰، میں سبر برد ۱۲، پنچنا
 پنچنا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۲، سے طلبی ۱۶،
 کا دفتر ۲، کا عمل ۸۲، کو خفیہ روانگی ۹۲،
 سے سختی عہد ۱۱۳، کے برہمن ۱۱۴، سے مشورہ ۱۲۷،
 ۱۷۹، ۱۷۹، سے استمداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۸،
 کی سکونت ۱۹۳، میں طلبی ۱۹۴، سے نکل جانا ۱۹۵،
 فٹ نوٹ سے قریب ۱۹۸، کے ساہوکاروں
 سے قرض ۲۰۶، ۲۰۷، سے واپسی پر خدمت
 پھول باغ ۹۱۔
 پٹیلیا برج ۹۱۔
 پیچ (جوسف کرنل) ۷۵۔
 پیر گاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۱۳۷۷۔
 پیروں (ملاحظہ ہو موئی پیروں)
 پیشوا، سے مصاحبت ۱۸۱، ۱۸۲، کے علاقہ پر ۱۸۳۔

منکاجی (تکاراؤ ہولکر) کی باریابی ۱۲۶، باجی راؤ
کے خلاف ۱۶۰، ۱۹۵۔
منکاراؤ ہولکر (ملاحظہ ہو منکاجی ہولکر)
منکارام ہری، کی جوانمردی ۹۔
تتیا اور کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ کا مٹا

۲۱۸۔

منگیکھدرا کے قریب ۲۰۔

توزک آصفیہ کا بیان ۲۸، ۳ کی توجہ ۳۱،
۳۶، ۳۵ کا اعتبار ۴۴، ۴۵، ۵۶، ۵۷ کا بیان
۱۶، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸ فٹ نوٹ
۹۴، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید
صرافان منو کے ساتھ ۱۲۵، گاگمان، ۱۲، ۱۳،
کا طرز بیان ۱۴۳، ۱۵۴، کے مصنف کا قصیدہ
۱۵۷، میں تفصیل ۱۰۲۔

۹۱۔
تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۶۰، کا فرار جو
تیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
تہجوت بہادر۔ راجہ، دیکھ کی لنگ پر ۱۵۲۔

ط

ٹراورنگور، کاراجہ ۱۶۷۔
ٹرناملی (ترناملی) ۷۲۔
ٹریٹی آف گارنٹی، ۱۷۵۔
ٹھکسال، ۸۹۔

ٹیمپو (ملاحظہ ہو ٹیمپو سلطان)

ٹیمپو سلطان (نصیب الدولہ فتح علی خان) فرزند
حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

کے احکام ۱۴۷، پونہ سے ۱۴۷، سے معاہدہ
۱۶۳، ۱۶۲، کو چوتھ ۱۷۷، سے معاہدہ ۱۷۵،
۱۷۶، کا کچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹، کی حکومت میں
خالفین ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا جوا علاقہ
۱۹۸، کو تنہا مقابلہ ۱۹۸، فرقی عہد نامہ ۱۲۱،
سے استفادہ ۲۲۰۔

ت

تاہیتی، سے ۱۸۲۔
تارابانی، ولیہ ۵۔
تارمری ۱۷۳۔
تاریخ ظفر ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱

ث

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خاں دھونہ ۹۷

ج

جارج ابرٹس کرنل کے تحت فوج ۲۰۹

جانی پٹی - پرقبضہ ۱۳۸

جان اللہ شاہ کانگلیہ ۹۱

جانسن مسٹر سفیر ۱۲۷

جان شور - مسر (ملاحظہ ہو سر جان شور)

جان کتاوے کپتان سفیر انگریزی ۱۵۳

کی سفارت ۱۵۴ کی موجودگی ۱۶۱ کی معرفت ۱۳۳

جانوچی بھوئسلہ راجہ ناگپور کا عہدہ دار کا

معروضہ ۸ کو حصہ نمک ۱۳ پر حملہ ۱۳۲ ادا داکا

وعدہ ۸۲ کے مقابلے میں ۸۵ کی اووم ۸۵

کی خواہش صلح ۸۵ کا انتقال ۹۵

جگتیاں میں قیام ۱۳۵ کا قلعہ ۱۳۸

جگدیو - راجہ کے ہاتھی ۹۲

جمناراجہ پرتاب دت کا پوتا ۱۵۰

جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)

جنیر کے قلعے میں ۱۹۱ کا قلعہ ۱۹۷

جوبا، بخشی ۱۸۰

جوسف اسمتھ کرنل سفیر ۴۳ (ملاحظہ ہو اسمتھ)

جوسف بیج کرنل ۷۵

جہاندارجہ کا حصہ ۲۰۷

جے - اے کرک پیارکر (ملاحظہ ہو کرک پیارکر)

جس اعلیں

۴۹ کی نسبت ۵۲ کی طرف سے ۵۴ کی فضی

۵۵ نظام علی خان کے کمپ میں ۵۶ سرکردہ

افواج ۶۴ کی طرف سائنڈنی سوارہ ۶۷ کا بایا

سے آگنا ۶۶ ہیمینہ پر ۶۹ کی قیام مقامی ۱۴۲

سے صلح ۱۴۳ کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴ کے غلا

اتحاد ۱۴۵ کے حدود کی طرف ۱۴۸ کو اطلاع

۱۴۸ کی فرمایش ۱۴۹ سے اتحاد ۱۴۹ کے

تعاقب میں ۱۵۰ شیخون کی تیاری میں ۱۵۱

کے پاس سفیر ۱۵۸ کے خطہ ۱۵۸ کے

متصرف علاقے ۱۵۹ کے سفیروں کی واپسی کے

بعد ۱۶۰ کے سفیر ۱۶۱ کی بربادی میں ۱۶۲

کا نقص عہد ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ پر حملہ کے لئے ۱۶۵

کا قبضہ ۱۶۷ کا مکر قبضہ ۱۶۸ کے خلاف جنگ

۱۶۸ فٹ نوٹ کا قبضہ ۱۶۹ پر شیخون ۱۷۰

کا پرزور حملہ ۱۷۱ تعمیل شرائط میں ۱۷۲ کے موضع

کی قرار داد ۱۷۳ سے رشیہ دوانی ۱۷۴ ۱۷۵

۱۷۷ کے ٹرکے ۱۸۰ آرام میں ۲۰۲ کا انتقام

لینا ۲۰۳ کے اعمال ۲۰۴ کا مقابلہ ۲۱۰ پر

فوج کشی کی قرار داد ۲۱۱ پر حملہ کی غرض سے

۲۱۳ کو خطوط مطالبات ۲۱۴ کو انگریزوں

کی پیش قدمی کی اطلاع ۲۱۵ کامرانہ وار شہید

ہو جانا ۲۱۶ کا فسخ غریت کرنا ۲۱۷ کی شہادت

کے بعد ۲۱۸ کے متعلقین کی خواہش ۲۲۰

کی مصاحت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۱

ٹیکر مصنف فارشس سلک شنس ۱

ح

جدیقہ العالم کا بیان ۱۶/۲۵/۲۶/۳۶
- ۱۶۸۳ء

حسام الدین خان (سردار الملک سردار جنگ
گمانی میاں) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب

۱۳۵/۱۳۳ - حسن علی خان (قلب الدولہ) صوبہ دار راجستھان

حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹ -

حسین علی کرمانی - میر مصنف نشان حیدری
۶۹، کا بیان ۶۳، کے قول کی تائید ۶۲ -

حسینی بیگ - حارس قلعہ ۱۰۵ -

خسرت جنگ، برادر زادہ رکن الدولہ ۹۷،
۱۱۳، ملک پر ۱۳۳، جنگ بادامی میں ۱۳۸ -

حکیم الملک (حکیم عبد الجلیل خان) ۱۸۸ -

حکیم خان، شیخو سلطان کا بہنوئی ۱۵۰ -

حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸ -

حمایت ساگر ۹۳ -

حمایت علی خان - نواب میر والا نشان

اعظم جاہ ولی عہد بہادر طال عمر ۹۳ -

حمید اللہ خان، دیوان سرکار ۱۲ -

حیدر (حیدر علی خان - حیدر نایک) ۶۹، کی وفات

۵۰، کے مقابل میں ۵۲، کا خط ۵۳، کا رسالہ

۶۹، کا خط ۶۹، کی ضیافت ۹۹، ۹۷،

کا ساتھ ۳، غاصب، کے تقریریں ۸۱،

کو تدارک ۸۲ -

جیمس اچلیس کرک پیارک ۲۰، (ملاحظہ ہو)

کرک پیارک جیمس اچلیس

جیمس فٹنر جیمز الڈ پختان ۲۰، -

جیمس مل، سورخ ۳۹، ۴۱ -

چ

چادر گھاٹ ۹۱، کا پل ۹۱ -

چار کمان ۴۰ -

چار محل ۹۱، ۹۶ -

چارمس لفٹنٹ کی رہائی ۱۷۰ -

چٹائیں بکھر کا بیان ۹۹ -

چٹیاں میں پناہ ۱۳۵، کے قلعہ میں ۱۳۹،

چمناجی اپا، فرزند گھناٹہ راؤ، ۱۹۰، کی گدی

۱۹۲، کو لیکر بھاگنا ۱۹۷ -

چنپا دروازہ ۹۱ -

چندر بدن، عشوقہ ہیار ۲۸ -

چندر بدن و ہیار، اردو سنوی ۲۸، فٹ نوٹ -

چندر سمیں، کا بیٹا ۸۸ -

چنگاما، کے قریب ۵۸، ۵۹ -

چنور، کا زمیندار ۱۵۲ -

چوڑی بازار ۹۱ -

چھتہ ۹۱ -

چٹیل، درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علی خان

کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ میور، کے قبضہ میں ۲۲۲ -

چلین ٹن، کے میدان میں ۶۹، کے رستہ پر فوج

۵۰، کے پاس ۵۹، تک آمد ۲۱۵ -

حیدر آباد (فرخندہ بنیاد) کا رخ ۶ پنہیں ۱۷،
 کوروانگی ۱۸ کے ارادے سے ۲۵، ۲۷ کوٹھی
 ۳۱ کوروانگی ۳۲، ۳۶ واپسی ۳۸ میں فرہی
 فوج ۴۱، کوروانہ ۴۳، پرتابض ۵۷، کو واپسی
 ۸۳ کو ۸۸، پارتھخت ۸۹ سے نکلتا ۹۹، مدینہ
 صرانی ۱۲۵ میں انگریزی سفیر ۱۲۶ سے نکل گیا
 ۱۲۷ کے شمال مشرقی سمت میں خنکار کا ۱۲۸
 سے روانگی ۱۲۸، کو واپسی ۱۲۹، میں داخل ہوا
 ۱۳۰ سے نکل کر ۱۳۳، میں دیو کا سکھ ۱۳۴، کوٹھی
 ۱۳۶ میں داخل ۱۳۷، میں انگریزی سفیر ۱۳۷،
 سے کوچ ۱۳۸، کو واپسی ۱۳۸، ۱۳۹، میں سفیر
 انگریزی ۱۵۳، میں آمد ۱۵۶، کی سفارت
 ۱۵۸ سے روانگی ۱۶۰، میں سفیر ۱۶۱، آج کے
 بعد ۱۶۲، کو واپسی ۱۷۳، سے کوچ ۱۷۵ پنہیا
 ۱۸۲ میں ۱۸۳، فوج کا پنہیا ۱۸۷، ٹوٹنا ۱۹۸،
 کو واسطو جاہ کی واپسی ۲۰۰ میں رزڈنٹ ۲۰۲،
 ۲۰۶، فوج کا آنا ۲۰۹، میں سفیر کی آمد و رفت
 ۲۱۱، کے دربار میں ۲۱۲، کی فوج کی تفصیل ۲۱۵،
 فٹ نوٹ -

حیدر جنگ (اسد الدولہ عبدالرحمن) کے قتل ۱۸

حیدر علی بیگ جمعدار ۱۵۶ -

حیدر علی خان سے صلح ۳۵، ۳۲ کی طرف توجہ

۳۹، کو خطاب و خدمت ۳۹، کی ہمسایہ ۴۰،

کی روز افزوں طاقت ۴۰، ۴۳، کا ہتھیار

۴۴ سے شکر ۴۵، ۴۷ سے اتحاد ۴۸،

حیدر محل واقع گوشہ محل ۹۳ -

حیدر نایک (حیدر علی خان) ۲۴ -

حیدر نواز جنگ، ہرکاب میر عالم ۲۱۳ -

حیدر یار خان (غیر الملک غیر الدولہ شیر جنگ)

کے پاس موہی خان ۱۱، کا انتخاب ۲۹ -

خ

خاندیس، میں مہرہ سردار ۱۰۲ -

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰ -

خزانہ عاقرہ کی تعریف ۲ فٹ نوٹ، کا حوالہ

خواجہ بندہ نواز رحم کی زیارت ۳۶،

درہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۴۰، دروازہ ۹۱۔

دھارواڑ پر قبضہ ۱۲۸۔

دھنواڑہ، میں سیکھیل عہد نامہ ۱۲۶۔

دھونی گڈھ ۶۸۔

دھول پیٹھ ۹۱۔

دھوداپ، کامیدان ۸۴۔

دی نظام ۳۰۔

ط

ٹریج ایسٹ انڈیا کمپنی، ۶۷ فٹ نوٹ۔

ڈف (ملاحظہ ہو گرانٹ ڈف)

ڈھونڈورام سے درخواست صلح ۱۹۸، ملاقات

کے لئے ۹۹۔

ڈ

ڈکا۔ اولاد محمد خان ۷۔

ذوالفقار الدولہ (مہابت جنگ داراجاہ)

کی گرفتاری ۱۰۴۔

ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) ۱۸۔

ر

رابرٹ ویلیئر فیرجیرالڈ کیمپان ۷۴۔

رابرٹس جارج۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹،

۲۱۵، فٹ نوٹ۔

رابرٹس میجر کے تحت فوج ۱۸۷۔

راجندر ری، ۲۳ کی طرف کوچ ۳۱، پنچک ۳۱،

کاموہہ دار ۳۲، پریقینہ ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴،

۱۸۳۔

واو محل ۹۰۔

وار الشقا، ۹۱۔

واو دھان، جنگ باوامی میں ۱۲۸۔

واو جنگ ۱۱۳۔

درگاہ قلی خان (خاندوران موتمن الملک سالار جنگ)

کامانتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،

کامباغ ۱۰۴۔

دکن صوبہ ۲۹ سے باہر ۴۰ کی قوتیں ۴۲، کے

تحت ۵۴، کے رؤساء ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷،

۱۸۲۔

دلاور جنگ (فرنگی) مقابلہ پر ۱۳۲، کی انتہائی

۱۳۳ کامورچ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج

کاموردار ۱۳۴، کامقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔

دلاور جنگ (احترام الدولہ کیپٹن جان کنڈا)

کی معرفت ۱۱۶۳، ۱۱۶۵۔

دماجی لکھوڑ، ۶ کے خدمات ۸۴۔

دولت آباد کا قلعہ ۴، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲۔

دولت رام، متصدی ۱۲۳۔

دولت راؤ سندھیا، فرزند جہاد یوجی سندھ

۱۷۷ کی فوج ۱۷۸، سے مرسلت ۱۹۰،

سیر و سنکار میں ۱۹۲ کی فوج کا شمار ۱۹۳،

۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ ۱۹۶، کے حوالے

۱۹۷ سے ایک علیحدہ عہد نامہ ۱۹۹۔

دولت رائے محاصرہ پر ۱۳۴۔

رفعت الملک، جنگ با داعی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔
 رکن الدولہ (موسیٰ خان احتشام جنگ) بھگدر
 میں: ۱ کی حالت ۱۱، ایک جامعہ دستار
 ۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۶، کی ملازمت
 ۱۷، استقام کے بانی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳،
 کے توسل سے ۳۵، کے پشکار کا قتل ۳۶، کے
 ایمان سے قتل ۳۷، توسل ۳۳، کا زور ۴۲،
 کی خجالت ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۰،
 کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کیمپ
 میں ۵۳، تحفے تحائف کے ساتھ ۵۴، فیہو سلطان
 کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰،
 کا فر ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۳، تقسیم فوج
 کے باعث ۶۴، کی بے تبدیری ۶۵، کے توسل
 ۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میرہ پر ۶۹، کی طلبی
 ۷۰، حیدر سے دور ۷۱، کانگریزوں سے آفتاب
 ۷۲، کی طرف فیر ۷۳، کے سالے ۷۴، کی قبائلی
 ۷۵، کی نگین صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھوراؤ
 کے پاس ۸۵، مادھوراؤ کے نمایندہ ۸۶،
 کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل ۸۸، فٹ نوٹ کے بھائی
 ۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے باقی ۹۴،
 کی خفیہ روانگی ۹۴، برنغار پر ۹۷، سے ملنے کی
 خواہش ۹۸، ۹۹، اپنی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶،
 دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس
 ۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمائش ۱۱۱، کے
 قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عندیہ ۱۱۴،

راجا دسکیم، متعدد اسہکارات ۱۵۲۔
 راجہ باگسوار، کا چلہ ۱۳۲۔
 راجہ پدم سنگھ، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔
 راجہ جگدیو، پشکار دیوان ۳۸۔
 راجہ سندھیا، کی ریشہ دوانی ۵۷، کا اعلان ۱۹۴،
 کو طلوع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶۔
 راجہ ہندو، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔
 راجہ ہولکر، کا شریک ہونا ۱۵۰۔
 راگھو (رگھناتھ راؤ) کا نقار خانہ ۹۸۔
 راجندر، راجہ ۵۷، کے زیر تصرف ۸۸۔
 راؤ رنجیا، نمبالکر ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، کا بندوبست
 ۱۱۷، ۱۹۴۔
 رایاجی ٹیل (ملاحظہ ہو سکرام گھانگے) کے ذریعے
 ۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶۔
 رائے بھارمل، ۱۵۰، جاگیر دار، رورور کی تادیب
 پر ۱۵۲۔
 رایچور، کو روانگی ۱۹۴۔
 رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱۔
 رتن چند (راجہ کانگاداس) پشکار دیوان ۸۶،
 کے مطالبات ۸۷، کا بنیاد۔
 رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھونسہ کی بھانجی
 کا شوہر ۱۳۰۔
 رستم راؤ باندھو، کی ماموری ہم پر ۱۰۰، جنگ با
 کیں ۱۴۸۔
 رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔

سال بانی، کا صلح نامہ ۱۱۱۱ء کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۲۲ء کا معاہدہ ۱۲۳ء -

سایلی گھاٹ، میں فوج ۱۹۶ -

سیحان خان، ۱۹۴ء کی ماموری ۱۹۷ -

سینر نیگہ، ۲۲۳ -

ستارہ، کاراجہ ۵ -

سد اشو چمنیاجی بھاؤ، کاماموں ۲ -

سد اشو راجندر، فرزند راجندر شیونی ۶ -

سد اشو راجو بھاؤ، کا قیضہ ۱۸۲ -

سد اشو پوٹھری، ۱۸۶ -

سدی ظفر الماس، قلعہ دار ۱۳۵ء کو خطابہ ۱۲ -

سدی عبداللہ خان، ۱۳۵ء کی ماموری ۱۸۱ -

سدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۶ء زخمی ۱۳۸ -

سہرا، کی صوبہ داری ۳۹ء کی سرحد تک ۱۵۹ -

سراج الدولہ (محمد علی خان والا جاہ) کے پاس

رکن الدولہ ۳۲ء کے فرستادہ ۴۷ء کے تحائف

۸۲ء کو خلعت ۸۲ -

سر ملند جنگ، ۱۳۵ -

سر جان شہور، کا انکار ۱۷۶ -

سردار الدولہ (سردار الملک سردار جنگ حاتم خان

گھانسی میاں)، ۱۵۰ -

سردار الملک (سردار الدولہ سردار جنگ

حاتم الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷ء

۱۹۲ -

سردار جنگ (سردار الملک سردار الدولہ حاتم خان

کا منصوبہ ۱۱۵ء کا ارتنا ۱۱۶ء کو پاکلی میں لپٹا

کی وفات کا اعلان ۱۱۸ء کے قتل کے بعد ۱۲۱ء

۱۲۲ء کی طرف از جماعت ۱۲۳ -

رگھو جی بھونسلمہ، متبنی کی قائم مقامی ۱۸۰ء ۱۹۵ء

کوروپہ ۱۸۲ء کے اقرار نامہ کی تعمیل ۱۹۷ -

رہست خان، فوجدار ۲۲ء کے ہمراہ ۲۰ -

رودرور، پر قیضہ ۱۵۲ -

روشن تنگہ، ۲۳۳ -

روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵ -

ریڈ - انڈرو کیپٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۶۸ -

رمیوں (ملاحظہ ہو موسمی رمیوں) کی فوج کا حملہ ۷۹ -

ز

زبردست خان، ۱۰۳ -

زور اور جنگ، ملک پر ۱۲۳ -

س

ساباجی بھونسلمہ، خارجی کا بجائی ۹۵ سے مقابلہ

۹۶ء، تباہی پر ۱۰۱ء کی درخواست ۱۰۳ء کی ملاقات

۱۰۲ء کے خلاف ۱۰۲ -

سنا لگام ۱۹ -

سناکل، پر بند کی تجویز ۹۲ -

سنا لار جنگ (موتن الملک خان دوراں دگاہ قلعہ)

کا انتظام ۱۳ء کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲ء

کا بلغ ۱۰۲ -

سنا لار جنگ (مختار الملک میرزا علیخان) کی

بارہ دی ۹۱ -

گھانسی میاں) تنج جنگ کے غزیر ۱۳۲، خطاب ۱۳۳۔
 سرکاران شمالی، میں جنگ ۱۸، کی نسبت فرمان ۲،
 پرکشی کا قبضہ ۲۲، پکاشن ۲۲، پر قبضہ ۵۵،
 میں مرسلت ۸۰، کے پکاشن کا بقایا ۱۷۶، کا
 پکاشن ۱۵۲، کی کفالت ۱۵۵، کا قبضہ ۱۸۳،
 سرنگاپٹیم (سرنگاپٹن) ۲۲۳۔
 سرریگ پٹن (سرنگاپٹیم) میں ملنے کا ارادہ ۵۲،
 پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۸،
 کی فتح ۱۶۲، تک ۱۶۹، کے مقابل ۱۷۰، سے
 واپسی ۱۷۳، کی طرف پیش قدمی ۲۱۰، میں کچی کا
 وکیل ۲۱۲، کی طرف فوج پٹنی ۲۱۵، پر انگریزوں
 کا قبضہ ۲۱۶۔

سزاوار الدولہ، قلعہ دار ۱۵۲۔
 سکارام گھاٹکے ۱۹۵، فٹ نوٹ کی ماموری ۱۹۹۔
 سکندر جاہ، انگریزوں ملک پر ۱۶۹، کی واپسی
 ۱۷۳، کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶، کی جلد بازی
 ۲۰۶، کے عقد میں اسطوح جاہ کی پوتی ۲۰۷، کو
 تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸۔
 سمپیت راؤ، دیوان ۲۰، کا مشورہ ۲۱۵، مرتب کنندہ
 سودہ ۲۳۔
 سنبھو لعل ۱۱۔

سندھ صیہ خاندیس میں ۱۰۴، کو علاقہ ۱۹۱، کی حمایت
 میں ۱۹۳، کی پیادہ پٹن ۱۹۴، کو جاگیر ۱۹۴،
 کی فوج میں ملازم ۱۹۸، فٹ نوٹ، سے شادی
 ۱۹۹، کو احمد نگر کا قلعہ ۱۹۷، کو پرeram کی جاگیر

۱۹۷، سے ۱۹۹۔

سنگار پٹھ، ۵۸، کو روانگی ۶۵، سے مکمل کر ۷۱۔
 سنگدھ ۷۱۔
 سنگراج، کے تالاب کی شکار گاہ ۱۲۸۔
 سوانخ و کمن، کا بیان ۲۳۔
 سوانی خان، جنگ بادامی میں ۱۲۸۔
 سوانی مادھوراؤ و نرائن، ۱۶۳، کا انتقال ۱۹۱۔
 سویر سنگھ، سردار ۹۵۔

سونے دوپ، کی سند ۸۰۔
 سہراب جنگ (اعظم الامرا اسطوح جاہ شیر ملک
 معین الدولہ غلام سید خان) کی دھچی امور دیوانی
 سے ۱۲۲، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔

سید اپورم میں قیام ۲۰، ۱۹، نہ آکا ۲۱۷۔
 سید اشیک ۱۹۸۔

سید عمر خان، ملک پر ۱۳۵، ۱۳۴، کی غرض ۱۳۷۔
 سید مرتضیٰ، ولی محمد خجی کا بھانجا ۱۳۰۔

سید و میاں، ولی محمد خجی کا بھانجا ۱۳۰۔
 سیف الدولہ (محمد غوث خان) دیوان خاندیس

سیف جنگ، ملک پر ۱۳۳، ۱۸۶۔

سیکا کول، ۴۷، کے زمیندار ۷۷۔

سیلان، ۵۲۔

سیواچی، ۵، فٹ نوٹ۔

سیونی، ۲۰۔

سیونی، میں نظریہ ۱۹۰، سے ۱۹۱، کو بھانجا

۱۹۷، ۱۹۷، فٹ نوٹ۔

سسی۔ یو۔ ایچی سن، کا مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴
کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا نہ ہونا ۱۶۲۔

لش

شاہراج، راجہ، ۱۸۵، کی کوشش، ۲۰، غیر فدا
کینی ۲۱۲۔

شاہ بدھن، کاتالاب ۱۳۲۔

شاہ جلی، مصنف توڑک آصفیہ ۲۸ فٹ نوٹ،

کابیان ۶۷، ۶۸، اتحاد کے متعلق ۴۳، ۴۴،

۸۵، کا خواب ۹۸، صلح کی سستی میں ۱۰۲، کابیان

سرفرازیوں کی نسبت ۱۴۶۔

شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۱۷۷۔

شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۴۹۔

شاہ عالم، ۷۹، کا فرمان ۸۱۔

شاہ فرانس، کا حملہ مصر پر ۲۱۔

شاہ میرزا (پسر نابت جنگ) شریک جنگ ۱۳۶۔

شاہ تور، پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰۔

شجاع الدولہ (بہادرول خان) کے پوتے ۱۰۳۔

شجاعت جنگ کا رسالہ ۱۳۲، ۱۳۵۔

شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ

۱۱۳، ۹۷، کابیان ۱۱۵، فراموشی رسید میں ۱۱۶،

کا آخان ۱۱۸، ملک پر ۱۳۳۔

شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸،

جنگ بادامی میں ۱۵۰، ۱۴۸۔

شفیق (بھی ناراین صاحب) مصنف آثار صفیہ

شمس الدولہ (شمس الملک تیج جنگ) خطاب ۱۱۲،

کے اہتمام سے شکار گاہ ۱۲۸۔

شمس الملک (شمس الدولہ تیج جنگ) کے اہتمام

شکار گاہ ۱۲۸، خواصی میں ۱۳۶، امیر اول

پایگاہ خاص ۱۲۷۔

شکر راجی لکھوڑ پڑ ۱۰۳۔

شنوار محل، ۸۲، پہنچنا ۹۶۔

شوراپور، کا زمیندار ۲۷، کوروانگی ۳۶۔

شوکت جنگ (ولیم لک پیاٹرک) رزیدنٹ ۱۸۴۔

شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا باغ ۹۱،

دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

شیر جنگ (میر الملک میر الدولہ حیدر یار خان)

کے پاس موسیٰ خان ۱۲، ۱۱، کے پوتہ میں

قیام کی وجہ ۱۴، کی کوشش موسیٰ خان کھیلے

۱۵، ۱۴، کے پاس ۱۶، کی نسبت سوؤ ظنی

۱۶، دیوان دکن ۱۶، کی صواب دید پر ۱۷،

کا انتخاب ۲۹، کے ذریعہ پیشکش ۲۹، ۳۱،

کا اثر ۳۲، کے مشورے پر ۳۳، کا ملازم

۳۷، کا حصد قتل میں ۳۸۔

ص

صلابت جنگ (آصف الدولہ طغر جنگ)

سید محمد خان) کے انزو کے بعد ۱۱، کی جہر ۱۱،

کے عہد میں دیوان دکن ۱۶، کی واپسی ۱۷،

کی حیدر آباد روانگی ۱۸، کے دربار کا ایک

امیر ۲۰، کو لیکر ۲۲، کا انتقال ۲۵،

کی نظر بندی ۲۶، کا انحراف ۳۱، کے

غثمان علی خان - نواب میر غلام اللہ ملکہ دہلی
۹۲، کا فرمان ۹۳۔

غفری خان، ملازم شیر جنگ ۳۔
عسکر جنگ، قلعہ دار ۱۲۶۔
عظیم خان، محمد، ملک پر ۱۳۶۔

علی ابن ابی طالب، خواب میں ۹۸۔
علی رضا خان - میر کے ساتھ شیو سلطان ۹۳
ایلی ۱۵۸۔

عمر الامرا (مبین الملک) فرزند والاحادہ ۷۹۔
عمرہ بیک (والدہ نظام علی خان) ۱۰۶، فٹ نوٹ۔
عیسی میاں (میرزا یار جنگ) ۱۹۲۔

ع

عازی خان کے ساتھ شیو سلطان ۶۳۔
غالب جنگ ۱۸۶۔
غلام رسول خان ۱۳۵۔
غلام سرور - سید، خلیفہ ۹۰۔

غلام سید خان (اعظم الامرا اسطو جہ شیر الملک
معین الدولہ شہر آب جنگ) صوبہ دار ۳۲،

کی طرف سے بدظنی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان
۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی بچپن امیو
دیوانی سے ۱۲۲، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔

غلام علی (آزاد بگرا می) عہد کے بڑے مورخ ۳۔
غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۲۔

غلام علی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں
غنی محل، ۲۳۳۔

ہلاک کا الزام ۵۵ کے عہد کی اخیر جنگ ۸۸، کا پتہ
کمزور ۸۸ کا عہد نامہ ۱۶۳۔

صلابت خان، فرزند آصفی خان بی ۱۸۰۔
صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبدالحی خان)
کا رقبہ ۱۱۵۔

صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبدالحی خان)
ایلیش پر ۹۷۔

ض

ضابطہ جنگ (مبارز الملک غفر الدولہ ابراہیم بیک)
دھونسہ ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳
۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، شوش ۱۱۶۔

ظ

ظفر الدولہ (احشام جنگ فرخ میرزا) ۱۲۰۔
ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابطہ جنگ ابراہیم بیک)
دھونسہ ۷۷، خطاب ۸۹، کی ماموری ہم یہ
۱۰۴، ۱۰۵، تعاقب میں ۱۱۵۔

ظفر الماس سدھی، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب
۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸۔

ع

عالیجاہ (میر احمد خان) فرزند نظام علی خان ۹۳
کا فرج ۱۸۵، کو جاگیر ۱۸۷۔

عبد الحلیل خان، حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸۔
عبد الخالق، فرزند شیو سلطان ۱۷۱۔

عبد القوی خان، مفتی، کی امامت ۹۰۔
غثمان ساگر ۹۳۔

قطب الدین خان، ایلی ۱۵۸، کا انخرف ۱۶۰۔
قمر الدین خان، کا طرز عمل ۲۱۲، کی نمک حرامی
۲۱۵، کا حصہ انگریزوں کی طرفداری میں ۲۱۸

کو جاگیر ۲۲۱۔

ک

کابل، ۲۰۳۔

کاٹھی پورنا، ۳۶۱، ۳۵۔

کارنجد، کی سرک ۸۵۔

کاسبی، کپتان، ۶۲، ۶۰۔

کاغذی گورہ، ۹۱۔

کاکن گیری، ۹۷۔

کالستری، ۲۰۰۔

کالی سکیم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰۔

کالی کوٹ، کوروانگی ۲۱۵۔

کانچند، فرزند راجدرتن چند ۸۷۔

کانڈلی، میں قیام ۱۳۲۔

کانکن، کی پہاڑیاں، راجانے کی ہدایت ۱۹۲۔

چلا جانا ۱۹۲۔

کاویری، کے پار ۱۷۰۔

کاویری پٹن، ۵۸، میں قیامت ۹۹، کا شالی

کپتان ریڈ (ملاحظہ پورٹیکپٹن انڈرو)

کپتان کاسبی، ۶۲، ۶۰۔

کپتان ملک، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

کپتان مور، کے تحت فوج ۲۰۔

کپتان میا کین، کی اطاعت پذیری ۵۸۔

غنی بارخان، داروغہ عمارات ۲۳۳۔
غوث خان، محمد (سیف الدولہ) دیوان خانہ میں

ف

فتح خان، ۱۱۴ - ۹۸، ۹۷۔

فتح دروازہ، کے باہر ۸۶، سے ۹۰۔

فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۲ سے

کچ ۱۳۲۔

قصر جیرالڈ (کپتان جیمس) ۷۲۔

قصر جیرالڈ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۷۲۔

قصر جیرالڈ (مجرنا مس) ۷۲، نظام کے پاس ۷۵۔

فرانس، کے شاہ ۲۰۱، میں ایلی کا بیٹا ۲۰۲، ۲۰۳۔

فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ) احتشام جنگ

فرزند مبارز الملک ۱۲۸۔

فرخندہ بنیاد (حیدرآباد) کا سک ۱۲۲۔

فرشتہ (محمد قاسم) مورخ ۲۸، فٹ نوٹ۔

فرید الدین خان (موسید جنگ) سفیر ۱۵۸، ۱۵۹۔

فرید مرزا، ابراہیم بیگ خان دھوٹہ کا بیٹا ۱۳۱۔

فریدوں جاہ، کے دریے ۱۰۹، کا حصہ ۲۰۷۔

فورڈ، کرنل، کی معرفت ۱۶۳۔

فیضو گاڑوی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۳، ۱۱۴۔

فیوضات سبحانی تصنیف فریدوں جاہ ۱۰۹۔

فٹ نوٹ۔

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ دار ۳۱۔

کینیل کی فتح ۱۵۰ پر حملہ ۱۶۷۔

کدری کوٹھ ۲۸۰۔

کڈپہ، کوروانگی ۲۱، ۲۳، ۱۹۸، ۱۷۳۔

کرشنا، کاجور ۳۲، پنچا ۴۳، پار ۷۸، کاجور ۱۲۹، کی سمت کوچ ۱۶۰ کے قریب ۱۶۷۔

کے کنارے فوج ۲۰۳۔

کرک پیٹرک۔ جے۔ اے کا موسومہ خط

۲۰۵ کی اطلاع دی ۲۰۷ کو خط ۱۲۱۲ کو

اطلاع ۲۱۳ کے ذریعے اطلاع ۲۱۹ سے

استبداد ۲۲۳۔

کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل ولیم، رکن

کیٹی تقسیم ۲۱۹، نائینڈ ریاست ۲۱۹، کو

ویلزی کی تحریر ۲۲۱۔

کرناٹک، کی قیادت ۱۹، کے نواب ۲۰

فٹ نوٹ، میں بسالت جنگ ۲۱، ۲۲، ۷۲

کے نواب ۲۹، پر حملہ ۳۰، کے زمیندار ۳۲ کے نواب

۴۰، کی دکن سے علیحدگی ۴۰، پر حملہ کی تیاری ۴۱،

پر حملہ ۴۳، ۴۹، کے نواب ۵۰، ۵۱، ۵۲، کے

حقوق ۵۳، پر حکمران ۵۴، کو غصب ۵۶، میں

متحدہ افواج ۶۲، کا انتظام ۶۸، کے نواب ۶۳،

پر حملہ ۷۸، پانیاں گھاٹ ۷۹، کی سند ۸۰، پر

قابلض ۸۱، بالا گھاٹ ۸۱، بالا گھاٹ پر قابض

۸۲، کوروانگی ۱۰۰، کے والی کے علاقے ۱۴۱۔

کرناٹک گڈھ ۶۸۔

کرناٹک نور، کے قلعہ قبیضہ ۱۶۷۔

کرنل فورڈ (غاصبہ پور کورنل)

کرنول، کاجور ۲۴، ۲۶، کے قلعہ میں ۲۷۔

کریم داد خان کی تعیناتی ۱۳۲۔

کریم صاحب مشیخ ۴۴، ۴۵۔

کرٹمیال ۱۳۵۔

کشنا پور، کے گھاٹ سے ۱۳۳، کا فاصلہ ۶۳

کشناگری، ۵۲، کے پہاڑوں میں ۵۷۔

کشن راؤ بلال، ملاقات کے لئے ۱۴۶، ۹۹

دیکھیں ص ۱۸۲۔

کلیاک، ۵۹، پر متحدین ۶۳۔

کلکتہ، کو ایسی ۱۲۸، کو سفیر آصفیہ ۱۵۳، ۱۵۴

سے واپسی ۱۵۶، پنچا ۲۰۲۔

کلیانی، کی طرف ۸۸۔

کلیو۔ جنرل، کی معرفت ۱۶۳۔

کناوے۔ کپتان جان، سفیر انگریزی ۱۵۳

کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔

کنجیورم، میں قیام ۲۰۔

کنڈہ پلی (مصطفیٰ علی)، انگریزی قبیضہ میں ۱۸۷۔

کنکا پور، کا صلیب نامہ ۸۵۔

کنکلیڈ، مورخ ۸۵، خلاف واقعہ ۹۹۔

کنورجے سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور جو وہ سنگھ، کی شرکت ۱۳۵، طلائی دار کا

۱۳۵، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کنور نرندر سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

کوٹگیر، پنچ کر ۱۳۲۔

گیا ہوا علاقہ ۱۸۹ کے صلح کی بموجب دانی
رقم کا مطالبہ ۱۹۳ کی جنگ میں دیا ہو ملک
۱۹۵ کے صلح نامہ کی رو سے ۱۹۸۔

کھم، ۷۵، کوڈاپسی، ۷۷، نایب کے سپرد ۷۸،
امیں اضافہ فوج ۱۸۵۔

کیپ آف گڈھوپ، ۲۰۴۔
کیلاڈ، ریگڈ ریجنل، ۲۰ کو حکم ۲۱۔
کیلااس گڈھ، ۶۸۔
کیمبل کرنل چارلس، ۳۰۔
گٹ

گتتی، کی تفویض کا اقرار ۱۵۹، پہنچ کر انخواف ۱۶۰۔
گجندر گڈھ، پرقبضہ ۱۴۸۔
گرانٹ ڈف، کا بیان ۱۲۵، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹۔

۱۷۸، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳۔
گردھاری لال احقر، کی تاریخ ۱۲۔
گرگنڈھ، کا زمیندار ۸۸۔
گرنیات، گھاٹ ۷۳۔
گریٹ برٹن، ۱۶۳۔
گلاب سنگھ، کی باؤلی ۹۱۔
گلبرگہ، کوروانگی ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹۔

گلزار آصفیہ، کا واقعہ ۱۰۸، ۱۰۹، کی وجہ ۱۱۰۔
۱۱۲، کی غیر تحقیقی نقل ۱۱۳، کے واقعات ۱۱۵۔
۱۱۷، ۱۱۸، مرض کی نسبت ۱۸۸، گدی نشینی کی
نسبت ۱۹۰، ۱۹۱، میں تفصیل گرفتاری ۱۹۷۔
گلزار محل (واقعہ نمل) میں قید ۱۳۰۔

کوچین، ۱۶۷، فٹ نوٹ۔

کوڑٹک، سے کوچ ۱۳۵۔

کورگ، کی طرف انعطاف توجہ ۲۱۵۔

کورنوالس، اپریل، کا خط ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۹۔

کاتوپ پجییا، کلکتہ سے ۶۸ فٹ نوٹ،

کا خط ۱۸۳، کو شبہ ۱۸۵۔

کورومنڈل، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔

کوڑیاں بندر، کا مطالبہ ۲۱۲۔

کوک، کیتان ولیم، ۶۰۔

کوکا کی ٹی، ۹۱۔

کولاپور، سے مراسلت ۶، سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ۔

کولار، کی قلعہ داری ۸۰۔

کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸۔

سے نکل کر ۱۲۹، میں طلبی ۱۳۲۔

کول کنڈھ، پرقبضہ ۱۴۸۔

گولی، کیتان ولیم، ۶۲، ۶۰۔

کوئدویر، ۷۶۔

کول کنڈھ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔

کوئدویر، سے درخواست ۱۶۱۔

کھارے، کا بیان ۱۹۸۔

کھڑک سنگھ، سردار۔

کھڑک، کی جنگ ۱۷۴، کے قلعہ میں ۱۷۸، سے

پیش قدمی ۱۷۹، کوڈاپسی ۱۸۰، میں متحصن

۱۸۱، کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳، کی

جنگ میں شکست ۱۸۴، ۱۸۶، کی جنگ میں

گلشن آباد (مردی) میں جلد ۲۱۵ -
 گنٹور (مفتی انگر) ۷۶، پر جگہ کا اندیشہ ۱۲۶ کی
 عدم سیرگی ۱۲۷، کا مطالبہ ۱۵۳ کی عدم
 تفویض ۱۵۴ -
 گنگا دھری بنوت کی خدمات ۸۴ -
 گنگاراؤ، زمیندار نزل ۸۹ -
 گنگرتی، کا علاقہ ۱۸۲ -
 گویاں راؤ پیٹ وردھن کی تبتیہ ۵، کو گنگا
 ۴، قلعہ ابرج ۱۳ -
 گویاں سنگھ، قندھار والا ۹۸، ۹۷ -
 گوپیکا بانی، والدہ ماحور راؤ ۱ -
 گوداوری کے کنارے ۲۶، ۸، کا عبور ۱۳۳،
 ۱۳۵، ۱۳۴ کے کنارے ۱۳۶ -
 گورم کنڈہ، کا محاصرہ ۱۶۸ -
 گورونا، کا بیاجاج ۱۲۸ -
 گوڑدھنداس، کا باغ ۱۲۸ کے باغ میں قیام
 گوشہ محل، میں بنی باغ ۹۳ -
 گو لکنڈہ، کے قلعہ میں ۱۲۷ کے قریب ۱۰۷، ۱۰۶ -
 فٹ نوٹ کی تعلقداری ۱۱۴، میں توپ
 ۱۳۹ میں نیاسکان ۱۵۶ -
 گولی گوڑہ ۹۱ -
 گوبانجی نایک ۹ -
 گویندر راؤ، زنجی ۱۰۵ -
 گویندر راؤ بھگونت ۱۲۶ -
 گویندر راؤ بھگتے، وکیل ۱۷۴ -

گویندر راؤ کالے، وکیل ۱۷۴ -
 گویندر کشن، پیر کشن راؤ ۱۲۶ -
 گھٹکے (سکارام گھٹکے) رضا مند کر لینا ۱۹۶ -
 گھانسی بازار، ۹۱ -
 گھانسی رام کو تو ال، کا میدان ۹۳ -
 گھانسی میاں (سردار الملک سردار الدولہ سردار جنگ
 حسام الدین خان) تیج جنگ کے عزیز ۱۳۶،
 کا حملہ ۱۳۳، کی فتح ۱۳۲، کو خطاب ۱۳۳، کی
 کمک ۱۳۲، استقبال میں ۱۳۵، کو حکم ۱۸۷ -
 گھٹ کبیر کی سند ۸۰ -

ل

لارڈ مارننگٹن، گورنر جنرل ۲۰۲، ۲۰۳ فٹ نوٹ
 کا حکم فوج کو ۲۱۰ -
 لارڈ ونگٹن (کنرل آرتھر ویلنگٹن) ۲۱۹ فٹ نوٹ -
 لال خان بلوچی، حملہ آور ۱۷۹، ۱۸۰ -
 لالی - موسیٰ، کی طرف سے ماموری ۱۲۷ -
 لچھمن راؤ کھنڈا کھلہ ۱۲ -
 لچھمی پنڈت وکیل، کے استصواب سے ۱۳ -
 لچھمی ناراین تشفیق، مصنف آثار آصفی ۱۲، ۱۱ -
 کی بیان کردہ وجہ ۱۱۳، کا خیال ۱۱۸ -
 لشکر خان (رکن الدولہ) کا بارگیر ۲ فٹ نوٹ -
 لفٹنٹ کرنل ولسن (ملاحظہ ہو ولسن لفٹنٹ کرنل)
 لودھی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸ -
 ماترا آصفی، کا بیان ۱۵۶، ۱۵۷، ۲۵، ۳۷، میں

گولی گوڑہ ۹۱ -
 گوبانجی نایک ۹ -
 گویندر راؤ، زنجی ۱۰۵ -
 گویندر راؤ بھگونت ۱۲۶ -
 گویندر راؤ بھگتے، وکیل ۱۷۴ -

صغوف جنگ ۹۸۱۹ء، ۱۰۰۱ء کے بیان کے

مطابق ۱۱۷ء کا مصنف ۱۱۸-

ما وصوراؤیشیوا سے صلح ۱۱ء کے طرفدار ۲۰

کی دوراندیشی ۳، کی شکست ۴، کے خلاف

۴، کا حملہ ۹، کی ملامت ۱۳، کی ناراضی ۳۴

کے عہد و پیام کا معاملہ ۳۵، کو خلعت ۳۶

کا اثر ۴۷، ۴۷، کی جرم ۸۴، کے پاس ۸۵

کے مفید شرائط ۸۶، کی علالت ۹۴، مرض

الموت میں ۹۵-

مارکولیس ویلنری (لارڈ مارنگٹن) گورنر جنرل

۲۰۲ کے خط میں شکلات کا اظہار ۲۰۹، کی

تخریر ۲۰۷-۲۱۱

ما گیری، یہ ملاقات ۱۷۰-

مارٹ - مشر کی معرفت ۱۴۴، ۱۴۵، سفیر

پونہ ۱۷۹-

ما بائرن ۱۳۹-

مانجرا، دریا کے کنارے ۱۲۸، ۱۷۷-۱۷۸

مبارز الملک (ظفر الدولہ ضابطہ جنگ) برہم

دھونسہ مشوش ۱۱۷، کے وکیل ۱۲۱، کے

خیالات ۱۲۲، کی تحریک ۱۲۳، کے وکیل

۱۲۳، کا مرض ۱۲۸، کا انتقال ۱۲۸،

کے انتقال پر ۱۳۰ کے خیر خواہوں کی عبت

۱۳۱-

منٹ پلی ۱۳۵-

مچھلی بندر (مچھلی پٹن) سے واپسی ۱۷، کو

روانگی ۱۸، کا تاجر ۱۰۹-

محبوب گنج (واقع حیدر آباد) ۹۱-

محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲-

محمود خان، فرزند نور الدین خان ۲۰، کی

تجاویز ۵۰، کا بھیجا جانا ۵۲، کی لڑکی سے

نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴-

محکم سنگھ، پیشکار دیوان ۳۳، کا قتل ۳۴، ۳۴-

محمد حسین خان ۱۳۵-

محمد سلیمان ۱۳۵-

محمد عادل شاہ ۲۸، فٹ نوٹ-

محمد علی خان (والا جاہ سراج الدولہ) نواب

کرناٹک ۲۰، فٹ نوٹ، ۲۹، کا شیکش ۳۱

کی تنبیہ کے لئے ۴۹، کے متعلقہ معاملات ۵۰

کو خطوط ۱۵، کی تحریک پر ۵۲، کی تسخیر کے لئے

۵۴، سازشوں سے ۵۶، کی فوج ۶۳

کے پاس رکن الدولہ ۷۳، رکن الدولہ کے

سائے ۷۴، کے خلاف ۷۷، کے تحایف ۸۲

کو خلعت ۸۳، کے علاقے ۱۴۱-

محمد علی کمتدان کے ساتھ شیو سلطان ۶۳،

سہرا در قلب میں ۶۹-

محمد غیاث، شیو سلطان کا اپنی ۱۵۸-

محمد مقیم قیسی ۲۸، فٹ نوٹ-

محمد نگر گوگندہ، کا قلعہ ۸۷، میں جہوس ۸۸، ۹۰

کے قلعہ میں جہوس ۱۲۷، کے قلعہ کے پاس ۱۲۸

کے قلعہ میں قید ۱۵۲-

محمد یوسف، سردار ۹۵۔
محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۲۔
محی الدین صاحب ابن کریم صاحب
۲۵، ۲۲۔

محمد دوم صاحب، حیدر علی خان کا سالار
کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
مدراس، گورنمنٹ ۲۰، کوروانگی ۲۹، کو سفیر

۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱،
سے آمد و رفت کا رستہ ۵۰، گورنمنٹ ۵۱،
کونسل ۵۲، کے گورنر کے نام مراسلت ۵۶،
سے جواب، کو ٹیپو سلطان کی روانگی ۶۴،
پر حملہ ۶۶، آٹا ۶۷، کورکن الدولہ کا جانا،
۷۵، کے گورنر کے تحائف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ

۱۱۲۵، اوکلنڈ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد
۱۶۷، کی افواج ۱۷۸، فٹ نوٹ، کی فوج ۲۰۲،
کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۲، کی فوج کو حکم
۲۱۰، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۲۔

مدد صوبی بھونسلہ (مود صاحبی بھونسلہ) جانجی
کا بیانی ۹۵، کا طرہ دار ۹۶۔

مدینہ صاحب، سیفیو سلطان ۲۱۱۔
مراد خان، محمد اورنگ آبادی ۲، مادھو
کے ڈیرے میں ۳، پر شک ۵، کا ایما،
۱۱، ۹، سے اتفاق کر کے ۱۲، کو متفق ۱۲،

۱۵، کو قید ۲۰۔
مرارو اس (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۳۸۔

مرفعی تگر (گنٹور) ۷۶، ۴۱۔
مرج، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعہ دار ۱۳۳۔
مڑکی بازار ۹۱۔
مڑولی (گلشن آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
مستعد پورہ ۹۱۔

مستقیم الدولہ کا استبداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳
فٹ نوٹ۔

مسلم جنگ، کاپل ۹۱۔
مسیح الدولہ (حکیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
مشیر الملک (اعظم الامرا اسطو جاہ معین الدولہ
سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۸، کو حکم
۱۳۹۔

مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
مصطفیٰ بیگ ۱۳۵۔
مصطفیٰ تگر (کنڈہ پل) ۷۶، ۴۱، انگریزی
قبضہ میں ۷۷، ۱۸۳، ۱۸۷۔

معز الدین، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
معین الدولہ (اعظم الامرا اسطو جاہ مشیر الملک
سہراب جنگ غلام سید خان) ضویہ دار ۳۲،
کو حکم ۱۳۹۔

معین الملک (عمدۃ الامرا) فرزند والا خان ۷۹۔
منغل علی خان (پہاویں جاہ ناصر الملک مقصد
کوور غلانا ۸۸، ٹیپو سلطان کے مقابلے پر ۱۶۹۔
منغل میرز، ابراہیم بیگ و صونسہ کا بھانجا
۱۳۰۔

مود صاحبی بھونسلہ (مدھوبی بھونسلہ) کا کار

۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴، جنگ میں ۱۰۵،

کی جہم کے بعد ۱۱۳، کے تعاقب میں ۱۱۵۔

مور کیتان کے تحت فوج ۲۰۔

مورایہ پھرنیس ۶۔

موسلی بندی میں طغیانی ۹۰، پر بند کی تجویز ۹۲

کے کنارے ۱۲۸۔

موسلی یوسی کی پانڈ پھری کوروانگی ۱۸، انتظام

۱۹، کا نہ آنا، ۲۱، سے قرض کی خواہش

۲۲، کا باہر ہو جانا ۲۳، کی توقع ۱۸۲۔

موسلی پیروں کی توپ اندازی ۱۸۰، کے تحت

فوج ۱۹۲، ۱۹۷۔

موسلی خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگڑ

میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ و دستا

۱۱، باد و کوش و بستی ۱۲، میدان جنگ سے

نکل کر ۱۲، کی ماموری کی کوشش ۱۵،

بے سرو سامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خطا

۱۶، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ۳۳،

دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

موسلی ریموں، سپہ سالار ۱۷۷، کے تحت فوج

۱۸۰، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۷، کے

تحت فوج ۱۹۲۔

موسلی سیدو، کا مشورہ ۲۱۶۔

موسلی صاحب قادری کی درگاہ ۹۱۔

موکلہ (موکھٹر) ۹۶، فٹ نوٹ۔

مقیبی محمد تقیم، ۲۸، فٹ نوٹ۔

مکارم خان، ملک پر ۱۳۶۔

مل جمیس، مورخ ۳۹، ۴۱۔

ملکم، مشر، ریڈنٹ کا مددگار ۲۰۹، رکن کمیٹی

آف قسم ۲۱۹۔

ملھار رائو، لوکر ۶، کے دیوان ۸۴۔

ملیار، ۸۱، کے سواصل ۲۰۲۔

ممتاز الامرا (امیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶،

کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر طرفدار کمپنی

۲۱۲۔

منابجی بھڑکے، برطرف شدہ فوج کے ساتھ

منانگی ٹیڈت، وکیل حیدر علی خان ۵۶۔

منرو، مشر، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

منسارام فانی، شفیق کے والد ۱۷۷۔

مننگامری، مسیحی، ۱۹۷، کمان سے علحدہ

مننگور، کا محاصرہ ۱۳۲، کی بندرگاہ ۲۰۲،

کا مطالبہ ۲۱۴۔

منور خان ۶۸۷۔

نیر الدولہ (نیر الملک شیر جنگ حیدر یا خان)

کا انتخاب ۲۹۔

نیر الملک (نیر الدولہ شیر جنگ حیدر یا خان)

کا انتخاب ۲۹۔

موتی تالاب (واقع سرینگ پٹن) ۱۷۰۔

موتی محل (واقع قلعہ گوکنڈہ) ۱۵۹، فٹ نوٹ۔

موٹاپلی بندرگاہ سے در آمد ۱۲۶۔

موکھیر (موکھ) ۹۶۔
 مونگی پٹن، کوروانگی ۶۔
 موہن راؤ تھکلیہ جاگیر دار رورور ۱۵۲۔
 موہری، گھاٹ ۱۷۸، پراثر آٹا ۱۷۹۔
 موہید جنگ (فرید الدین خان) کے ذریعہ قرار ۱۵۹۔
 جہاںیت جنگ کی گرفتاری ۱۰۴ کے زیر تصرف
 ۱۳۸، نیپو سلطان سے متحد ۱۴۹ کو عبور کر کے۔

جہاد یو جی سندھیمہ سے اتحاد ۱۷۷ کا انتقال
 ۱۷۷ کو فراہم کرنا ۱۸۱۔
 جہار اختر، کی حکومت ۸۱۔
 جہار او، مابین مہینہ ۹۷۔

جہاڑ، ۱۹۴ کا عہد نامہ ۱۹۵ سے واپسی ۱۹۷
 کے عہد نامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
 جہیار، عاشق چندریدن ۲۸۔

میاگین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
 میجر جنرل میڈوز (ملاحظہ ہو میڈوز میجر جنرل)
 میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)

میجر ہیو منگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
 میدک۔ سرکار، تھمپر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۸۷۔
 میڈوز۔ میجر جنرل، کے زیرِ کمان ۱۹۷، گورنر
 مدراس ۱۹۸ فٹ نوٹ۔

میزال یا جنگ (علی میاں) کی ماموری ۱۹۷۔
 میر حلیہ، کانالاب ۸۳ کے تالاب میں ۹۳۔

میر صاوق، کلہڑو ۲۱۲ سے شہر ۲۱۹۔
 میر عالم (میر ابو القاسم) سفیر ۱۵۳، ۱۵۴ سے

میر عالم اسوانج میر عالم تصنیف ۱۵۲۔
 میسور، ۴۲، ۴۹، فٹ نوٹ، سے متعلق ۱۴۱، پر
 پیش قدمی ۱۹۰ کے مغرول راجہ ۱۹۱، فتح ۱۹۲
 پریش قدمی ۱۹۷ کی جنگ کے بعد ۱۷۷، ۲۰۸
 کے حدود پریش قدمی ۲۱۰ کی سالہ جنگ
 ۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۴ کو تقسیم کرنے
 کا خیال ۲۱۹، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے
 راجہ کی ہوکہ کا متنبی ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰ کے حدود
 ۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۲۔

(ن)

ناراین دیو، زمیندار ۷۷۔
 ناراین راؤ پٹیشوا، کی قائم مقامی ۹۵، پر ۹۹
 کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔

ناروہنت چکر دیو، کی رہبری ۱۹۷۔
 ناسک، کوروانگی ۲۔

ناش۔ لفٹنٹ، کی رہائی ۱۷۰۔
 ناصر جنگ (انظام الدولہ میر احمد خان) کی شہادت
 کے بعد سے ۲۲، کا شوق ۹۳، کا ہیلا ۹۳۔

نشان حیدری، کابیان ۱۲۴۲ میں زجر و توبخ
۱۲۴۰ء محاصرہ بادامی پر ۱۲۴۸ء میں رقم صلح

۱۲۴۲ء میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۲۔

نصیب الدولہ (ٹپو سلطان) خطاب ۲۹۔

نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۱۲۴۰ء
کی صواب دید پر ۱۲۱۔

نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید

۲۲، کی مدد پر آنا دگی ۲۳ء کا کیمپ ۲۹ء کی

پریشانی ۵۰ء کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ

۵۲ء کی دعوت ۶۰ء حید علی خان کے ساتھ

۷۳ء کا معتمد سردار ۵۵ء کا حصہ ۷۹ء فوج کے ساتھ

۷۷ء کی امداد ۷۸ء ۷۹ء ۱۸۰۰ء کے حقوق ۸۱ء کا

مدد دینا ۸۲ء کے کچے کا زیور ۱۰۰ء کا تصور ۱۰۱ء

عہد نامہ پر ۱۵۳ء کا تفویض کرنا ۱۵۴ء کی طرف سے

طلبی ۱۶۵ء کی امدادی فوج ۱۶۸ء کی ملازم نگری

فوج ۱۸۳ء کو مایل ۱۸۵ء کو گرفتور ہو جائیں

۲۰۲ء کی مدد کا عدم امکان ۲۰۹ء کو بدگانی ۲۱۰ء

کی دیگر فوج ۲۱۱ء کی افواج کی سپہ سالاری ۲۱۲ء

انفصالی کا اخراج ۲۱۳ء کی باقاعدہ امدادی فوج

۲۱۵ء کے حصہ کی قرارداد ۲۲۲ء کے اعمال ۲۲۳ء

نظام الدولہ (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کے

اطمینان کے لئے ۵۲ء کا دعوت دینا ۶۶ء۔

نظام علی کے ختمش و تفریق ۱۲۴۰ء۔

نظام علی خان (نظام الدولہ) کے جنگ

آصف جاہ ثانی کی تخت نشینی ۱۱ء کی غرض ۲۰ء

نظام جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶۲۔

ناگیور، کاراجہ ۶ء کے راجہ سے مصالحت ۱۲۶۔

نانا پٹھنوس (بالاجی پنڈت نانا فرانس) کے

تفویض ۱۲۶۲ء کی چالاک ۱۲۷۰ء کا بیان ۱۸۱۔

کا صرفہ ۱۸۲ء کے متعینہ سوار ۱۹۳ء کی طلبی ۱۹۴ء

سے ریشہ دوانی ۱۹۵ء کی طرفداری میں ۱۹۵ء

کی رقم سے فوج ۱۹۶ء کی واپسی ۱۹۷ء تالیف ۱

قلب میں ۱۹۸ء ۱۹۹ء کا اقرار ۲۰۰۔

نانا فرانس (بالاجی پنڈت نانا پٹھنوس) کے

دلائل ۱۲۷۰ء کا بیان ۱۸۱ء باجی راؤ کے خلاف

۱۹۰ء کا منصوبہ ۱۹۱ء کو اطلاع ۱۹۲۔

نبی باغ (واقع گوشہ محل) ۹۳۔

نبولین اعظم، شاہ فرانس ۲۰۱ء کا حملہ مصر پر ۲۱۰۔

نجات خان، سید بہادر دل خان کے پوتے

۱۰۸ء کے بیان پر قیاس ۱۰۹۔

نجم الدولہ، میر بخشی ۱۳۲۔

نجیب اللہ، قلعہ دارنیور ۱۸۰ء کی طلبی ۱۹۰۔

نرسبت سنگھ، ۹۷ء کی ماموری ہم پر ۱۰۲۔

نرگھوڑ ۹۰۰۔

نرگوندہ، پر قبضہ ۱۲۸۔

نرمل ۸۹ء کی جنگ سے واپسی ۱۲۴ء میں محل خلی

۱۳۰ء کے کارخانہ جات کی سند ۱۳۱ء میں شہر

۱۳۲ء سے نکلتا ۱۳۲ء کا حج و خراج ۱۳۹ء کی آمد

۱۳۹ء کی تعداد ۱۳۹ء سے لے کر ۱۸۰ء کا برہمن

۲۳۳۔

کی غرض ۳ کی اعانت ۴ کا دیوان ۵ کی طرف سے مرسلت ۶ کا سبق ۷ کا گود اور پھنچا ۸ کو حملہ کی خبر ۹ کے سپاہیوں کی اموات ۱۰ سے انحراف ۱۱ کی اورنگ آباد و انگلی ۱۲ کی آزدگی ۱۳ کی غلط فہمی کے ارتقاء کی کوشش ۱۴ ۱۵ صلح کے بعد ۱۶ کی برار کو روانگی ۱۸ کا طقدار ۲۰ کے مقابلے میں مدد ۲۲ راجندر میں ۲۳ کے منصوبوں کو نقصان ۲۴ حیدر آباد کے ارادے سے ۲۵ کی بجائے ۲۶ کی اچھوتی کو روانگی ۲۷ صوبہ دار دکن ۲۹ کو مجبور کرنا ۳۰ کا بغرض انتظام ٹھکانا ۳۱ کا راستہ ۳۲ سے متحد ۳۳ سے ترک مرافقت ۳۵ کی علیا ۳۶ کی دوراندیشی ۳۸ کی توجہ ۳۹ کے پاس رسوخ ۴۰ کی فراہمی فوج ۴۱ کی مخالفت ۴۲ کے دربار میں باریابی ۴۳ کا عبور کرشنا ۴۴ سے سازش ۴۸ کو تخریب کے لئے ۴۹ ۵۱ نے خط پڑھا ۵۲ کی فوج ۵۴ کی نسبت بگمانی ۵۵ کے کیمپ میں ٹیپو سلطان ۵۶ کا کوچ ۵۷ کو شکست ۵۸ کی افواج ۶۲ سے تحریک ۶۴ جنگ سے کنارہ کش ۶۵ نے دعوت کی ۶۶ ۶۷ اگر نپات میں ۷۲ کے پاس انگریزی سفیر ۷۵ ۷۶ کی رضا مندی ۷۷ کی طرف سے ۸۵ سے عدم مرسلت ۸۵ کی رہائش سے ۸۶ کی حملہ ۸۸ کے بڑے بھائی کا شوق ۹۳ کا ملاحظہ تماشائے ۹۳ سے ریشہ دوانی ۹۴

کا اتحاد پیشوا سے ۹۹ سے مقابلہ ۹۹ قول ۹۷ کی مدد ۹۸ کی ملاقات ۹۹ کو شکست ۱۰۰ رکھتا تھا راؤ کے پاس ۱۰۱ کی گذشتہ ۱۰۲ صلح ۱۰۳ کی غرضیت ۱۰۴ کی سو و طینی ۱۰۶ کی والدہ کے حکم پر ۱۰۷ کی ناکامی ۱۰۸ کو پاس ۱۰۹ کو مجبور ۱۱۰ سے بیان واقعہ ۱۱۱ کے خاتمہ کا ارادہ ۱۱۴ پر سوا خواہ رکن الدولہ ۱۱۵ کو خطرہ ۱۲۱ کی دلچسپی ۱۲۲ طالب مشورہ ۱۲۳ امور مال و ملکی میں ۱۲۴ کا حکم نسبت سکے ۱۲۴ کا عمل ۱۲۵ کے پاس تعیناتی ۱۲۷ کو مرض کی اطلاع ۱۲۸ کو معرفت ۱۳۱ کو فتح کی اطلاع ۱۳۳ کا کوچ ۱۳۴ کی فوجی ترتیب ۱۳۶ سے اتحاد کی تجویز ۱۴۳ کی فہمائش ۱۴۴ سے سمجھوتہ ۱۴۷ کی روانگی ۱۴۸ کے داماد ۱۴۸ کی بغاوت ۱۴۹ کی پریشانی ۱۵۰ ۱۵۲ کی بلا اطلاع معاہدہ ۱۵۳ کی خواہش تجدید عہد نامہ کی نسبت ۱۵۵ کانیا مکان ۱۵۶ کی خواہش اتحاد ۱۵۸ کا سوال ۱۵۹ کی روانگی ۱۶۰ کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱ سے معاہدہ ۱۶۲ ۱۶۷ کی فوج ۱۶۹ کے حصہ میں ۱۷۳ کی علالت ۱۷۳ کی عدم ادائیگی چوتھ ۱۷۴ سے معاہدہ ۱۷۵ سے کنارہ کشی ۱۷۶ کی فرانسیسی فوج ۱۷۷ کے مقابلے میں ۱۷۸ کی فوج پر حملہ ۱۷۹ کی فرانسیسی فوج ۱۸۰ کی واپسی ۱۸۰ متحین ۱۸۱ کے فوج ۱۸۲ کے ذقے ۱۸۲ کی ناراضی ۱۸۳ کو مجبور

کی غرض ۳ کی اعانت ۴ کا دیوان ۵ کی طرف سے مرسلت ۶ کا سبق ۷ کا گود اور پھنچا ۸ کو حملہ کی خبر ۹ کے سپاہیوں کی اموات ۱۰ سے انحراف ۱۱ کی اورنگ آباد و انگلی ۱۲ کی آزدگی ۱۳ کی غلط فہمی کے ارتقاء کی کوشش ۱۴ ۱۵ صلح کے بعد ۱۶ کی برار کو روانگی ۱۸ کا طقدار ۲۰ کے مقابلے میں مدد ۲۲ راجندر میں ۲۳ کے منصوبوں کو نقصان ۲۴ حیدر آباد کے ارادے سے ۲۵ کی بجائے ۲۶ کی اچھوتی کو روانگی ۲۷ صوبہ دار دکن ۲۹ کو مجبور کرنا ۳۰ کا بغرض انتظام ٹھکانا ۳۱ کا راستہ ۳۲ سے متحد ۳۳ سے ترک مرافقت ۳۵ کی علیا ۳۶ کی دوراندیشی ۳۸ کی توجہ ۳۹ کے پاس رسوخ ۴۰ کی فراہمی فوج ۴۱ کی مخالفت ۴۲ کے دربار میں باریابی ۴۳ کا عبور کرشنا ۴۴ سے سازش ۴۸ کو تخریب کے لئے ۴۹ ۵۱ نے خط پڑھا ۵۲ کی فوج ۵۴ کی نسبت بگمانی ۵۵ کے کیمپ میں ٹیپو سلطان ۵۶ کا کوچ ۵۷ کو شکست ۵۸ کی افواج ۶۲ سے تحریک ۶۴ جنگ سے کنارہ کش ۶۵ نے دعوت کی ۶۶ ۶۷ اگر نپات میں ۷۲ کے پاس انگریزی سفیر ۷۵ ۷۶ کی رضا مندی ۷۷ کی طرف سے ۸۵ سے عدم مرسلت ۸۵ کی رہائش سے ۸۶ کی حملہ ۸۸ کے بڑے بھائی کا شوق ۹۳ کا ملاحظہ تماشائے ۹۳ سے ریشہ دوانی ۹۴

وانڈیلوش (وندواسی) کی فتح ۱۹۔

وانم ہاڑی ۱۹۰۷ کو انگریز ۷۔

وایٹ کپتان کا خط ۲۱۳۔

۱۹۶ وائی میں نانا ۱۹۳ تک برطرف شدہ فوج کا جاننا
وڈ چیری ۶۹۔

ورنگل پرنس قیدی ۵۷ میں فوج ۷۷، تہذیب ۱۵۷۔

۱ وقار الدولہ (نصیب یار خان) کے ذریعے ۷۳،

۸۲ ملاقات کے لئے ۹۹ ڈیرے میں ۱۱۰۸ کی

صواب دید پر ۱۲۱ کے منصوبے ۱۲۲ کی خودی

کے بعد ۱۲۳۔

ولسن لفٹنٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۹۸ کا

بیان ۲۰۴۔

۱۳۱ ولی محمد بخشی ۱۳۰ کا اعتبار ۱۳۱ کی تک جہاں

ولیم کرک پیٹرک لفٹنٹ کرنل (مغیر الدولہ)

شکوہ جنگ) رزینٹ حیدر آباد ۱۸۴۱/۲۰۴

رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمائندہ ریاست ۲۱۹۔

ولیم کوک کپتان ۶۲۱۹۰۔

ولیم گولی کپتان ۶۴۷۰۔

۲۱ وندواسی (وانڈیلوش) کی فتح ۱۹ کی بغاوت

ویلرٹی (کرنل آتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن

کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

ویلرٹی (لارڈ گولی ہنری) رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

ویلرٹی۔ مارکولس، کپش کردہ شرائط ۲۰۸ کا

خیال ۲۱۲ کا اطلاع دینا ۲۱۳ کے خطوط

۲۱۴ کی خواہش ۲۱۸ کا اختلاف ۲۱۱ کا خط ۲۲۳

۱۸۴ کے صلاح کار ۱۸۶ کا خط ۱۸۶ کا معاہدہ

کو کا عدم کرنا ۱۸، قبلانے فوج ۱۸۸، کو مصفر

ارسطو جاہ ۱۹۲ کو طرہ دار بنالینا ۱۹ کی فوج

کی کارگزاری ۱۹۷ کو واپس ۱۹۸ کے حق میں

تعمیل ۱۹۹ کا مقول فائدہ ۲۰۰ کو ملک ۲۰۲

سے معاہدہ ۲۰۲ کو ترغیب ۲۰۵ کی علالت

میں ۲۰۶ کے قائم مقام ۲۰۷ کے بلا علم شہر

۲۰۸ کو دھکی ۲۰۸ کے پاس رزینٹ ۲۰۹،

فرقی عہد نامہ ۲۱۱ غیر صحیح المزاج ۲۰۲ کی منتظر

سے ۲۱۲ کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت

۲۱۴ فرقی معاہدہ ۲۱۸، کو سونپنی کا امکان

۲۱۹ کو تقسیم میور کی اطلاع ۲۱۹ کا استفادہ ۲۲۰

کے ہندو جتیل درگ ۲۲۱ کے اعمال پر تنقیدی

نظم ۲۲۲ کے خانساں ۲۳۳۔

نندی درگ سے توپ ۱۶۸۔

نوازش علی خانساں ۲۳۳۔

نوازش محل ۲۳۳۔

نوشیرواں، سربراہ کار ۱۲۷ کی تعیناتی ۱۳۴۔

نیرا ندی کے کنارے ۱۹۶۔

نیلور کا قلعہ دار ۱۸، پر حملہ ۱۹، ۵۷۔

و

والاجاہ (سراج الدولہ محمد علی خان) سے ۷۷

اتحاد ۷۹، ۸۰ کا علاقہ ۸۱، ۸۰ کی مدد ۸۲۔

والاجاہ آباد میں انگریزی فوج ۱۶۸، فٹ نوٹ۔

واہرہ ۲۰۔

کی تصدیق نظر ۲۲۲ -

ویلو، ۵۷ -

ویلو، ۵ (ایلو، ۵) ۱۳۲ -

وینکٹ پیٹھ ۲۰

وینکٹ کنیشو عامل ادولی ۱۲۹ -

ہ

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ -

ہارٹ - لفظٹ کرنل کے تحت ۷۵ -

ہارلس - جنرل کے تحت پیش قدمی ۲۱۲ کی خدمت

۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ کے مساوی حصہ کا

مستحق ۲۲۳ -

ہالڈ - مسٹر، سفیر ۱۲۹، ۱۲۹ کو ہدایت ۱۲۷

کی سفارت میں ۲۲۸ -

ہارل کا بھی ۹۰ -

ہری پیت، کا انتظار ۱۶۹ کے فرزند ۱۷۹ -

ہری پیت، فرزند پرeram ۱۹۲ -

ہری رام پھیر کیمہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۰۴ کے

ہمراہ ۵۰، بہاد پتہ میں ۱۵۰ کا ارادہ

۱۵۰ کے غم کی خبر ۱۵۱ -

ہٹری آف حیدر شاہ کا مصنف ۱۲۲

کابیان ۱۱۹، ۱۵۱، ۵۵، ۵۶ میں ضیافت

کی تفصیل ۱۶۶، صلح کے متعلق ۱۷۳ میں آج کل

ہٹری آف مدر اس آرمی ۱۶۸ -

ہٹسکوٹ، کی صوبہ داری ۱۳۹ سے ۵۷ میں

رہنا ۷۸، ۷۳ -

ہٹکر، خاندیں ہیں ۱۰۴ -

ہٹاپوں جاہ (ناصر الملک مقصد جنگ خل خان)

ہٹپو کے مقابلہ پر ۱۲۹ -

ہمت خان، مراد خان کا عزیز ۷۷ -

ہمتا باد، کی منبلی ۱۰۳، ۸۹ -

ہمدوم، ارسطو جاہ کا گھوڑا ۱۹۲ -

ہندوستان، ۱۳۵، ۱۷۲، ۱۸۲، کو بیچ دینے

۱۹۹، میں فوج ۱۹۹، تین قیمت آزمائی ۲۰۱

سے نکال باہر کر دینا ۲۰۳، پر حملہ آور ہونا ۲۰۱

ہٹری ویلر تلی (لارڈ کوئی)، رکن کمیٹی تقسیم

۲۱۹ -

ہیو منگامری میجر (ملاحظہ ہو منگامری)

- میجر ہیو)

ی

یاد گیر (اپتیکہ) کو روانگی ۱۲۳ -

یکہ تاز جنگ - کا رسالہ ۱۳۲، ۱۳۵

یلکہ، قوم ۱۵۲ -



غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	مُرخ کیا	مُرخ لیا
۶	۱۲	مُرخ کیا	مُرخ لیا
۱۳	۱۷	ہما دیوراؤ	مادھوراؤ
۱۵	۱۱	بودر	بود
۲۲	۸	دیں	دینگے
۲۶	۹	صلابت جنگ کے	صلابت جنگ کی
۳۳	۱۱	صادر کردی	صاد کردی
۴۳	۳	جنگ میور	جنگ میور ^{۱۸۶۷ء} _{۱۱۸۱ھ}
۵۱	۶	رکن الدولہ	رکن الدولہ کو
۵۳	۱۳	صلح نامہ روسے	صلح نامہ کی روسے
۵۵	۱۳	نظر لینا	نظیر لینا
۷۰	۲	میرے سپاہیوں	میرے سپاہیوں میں
۷۲	۲	اس نے بھی	اس نے یہ بھی
۷۹	۱۵	ورثہ کو اور اس	ورثہ کو اس
۸۳	۶	سر پہنچ کر بوقت	سر پہنچ کر
۸۷	۸	خواصی بھلا کر	خواصی میں بھلا کر
۸۹	۱	راچند	راچندر
۹۰	۶	کوماچی	گوماچی
۹۱	۳	بہا لنگی	بہا لے گیا
۱۰۱	۱۲	دوازدہ ملک روپیہ	دوازدہ لک روپیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۹	خرم و ہوشیاری	خرم و ہوشیاری
۱۰۸	۸	مرکا	روکا
۱۰۹	۲	رکن الد	رکن الدولہ
۱۱۰	۱۰	قابل	قابل
۱۱۲	۱۹	رکن الدولہ کے	رکن الدولہ کی
۱۱۸	۱۳	تذویر	تذویر
۱۲۷	۱۲	اسی کی ا	اسی
۱۳۰	۱۶	سردگی	سردگی
۱۳۳	۷	فوج مخالف	فوج مخالف
۱۳۴	۱	اس منزل پر سے	اس منزل سے
۱۳۴	۱۸	سدی طعرس	سدی طعرا لاس
۱۳۷	۲	مقابلہ چٹیاں	مقابلہ چٹیاں
۱۴۳	۳	مصالحہ وصول چوتھ	مصالحہ اور وصول چوتھ
۱۴۷	۷	سفر	سفیر
۱۶۲	۱	بورم	بورم
۱۷۰	۱۶	تبریاں	بتیریاں
۱۷۹	۵	پورندہ	پرنڈہ
۱۸۴	۴	ساتھ	سات
۱۸	۷	پورندہ	پرنڈہ
۱۹۴	۱۱	گانگن	کانگن
۱۹۵	۳	موپہ	موید
۲۴۳	۱۱	خلفہ	خلفہ

